یا اللہ جل جلالہٗ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (پ ۱۱ رکوع ۴)

پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنت کی نظر میں

مسمّٰی بہ

؎ باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

از قلم حقیقت رقم

پاسبانِ مسلک رضا، نباضِ قوم مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب
امیر جماعت رضائے مصطفٰے پاکستان

ناشر: ادارہ رضائے مصطفٰے چوک دارالسلام گوجرانوالہ

یا اللہ جل جلالہٗ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ٥

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (پ ۱۱ رکوع ۴)

باطل دوئی پسند ہے حق لا شریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

کتاب مستطاب

پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنّت کی نظر میں

مسمّٰی بہ

خطرہ کی گھنٹی (مکمل)

از قلم حقیقت رقم

پاسبانِ مسلک رضا، نباض قوم مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب
امیر جماعت رضائے مصطفےٰ پاکستان

ناشر: ادارہ رضائے مصطفےٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

؎ دوست دشمن کی تھی کچھ نہ ہم کو خبر ۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی کیا
کس نے تیرے سوا شاہ احمد رضا ۔ تو نے ظاہر کیا شاہ احمد رضا

انتساب

اعلیٰ حضرت مجدد ملت **امام احمد رضا فاضل بریلوی** رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنہوں نے بحکم قرآن حَتّٰی یَمِیزَ الخَبِیثَ مِنَ الطَّیِّب۔ (پ۴' رکوع ۹)

اور بحکم حدیث اِیَّاکُم وَاِیَّاھُم۔ خبیث وطیب' مومن ومنافق' عاشق وگستاخ' ناجی وناری اور سنی و غیر سنی کا صریح امتیاز کرایا۔ اہل سنت و جماعت اور نام بنام باطل فرقوں بد مذہبوں کے درمیان حد فاصل قائم فرما کر صلحکلیت و دوغلہ پالیسی کا جنازہ نکال دیا اور بلا خوف لومۃ لائم۔ بدیں الفاظ مذہبی ''بہروپیوں'' کی نقاب کشائی فرمائی کہ:

؎ ذِیَاب فِی ثِیَاب' لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلامِ اسلامِ ملحد کو یہ تسلیم زبانی ہے

(ھدیۂ اخلاص: از فقیر ابو داؤد محمد صادق غفرلہ)

پیغام قرآن

(ظالموں بدمذہبوں سے میل ملاپ نہ رکھو)

اللہ عزوجل فرماتا ہے ''اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔''

(پ ۷، رکوع ۱۴)

﴿ ﴾ تفسیر امام بغوی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس آیت کے حکم میں ہر وہ شخص جو دین میں منگھڑت بات نکالے اور ہر بدمذہب گمراہ تا قیام قیامت داخل ہے۔'' (جن کے پاس بیٹھنے کی ممانعت ہے)

دوسری آیت: ''ظالموں کی طرف میلان نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی۔'' (پ ۱۲، رکوع ۱۰)

﴿ ﴾ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم) ﴿ ﴾ نیز فرماتے ہیں ﷺ ''ان (بدمذہبوں گمراہوں گستاخوں) کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان سے رشتہ نہ کرو، وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ، نہ ان کی نماز پڑھو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔'' (ابن حبان، طبرانی وعقیلی) (دلائل قاہرہ از اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ)

پیغام حدیث

(گمراہ کرنے والے عالموں خطیبوں سے بچو)

﴿ ﴾ ''امام احمد ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ﴿ ﴾ ''مجھے اپنی امت پر دجال کے سوا اور لوگوں کا زیادہ اندیشہ ہے اور وہ گمراہ کرنے والے عالم وامام ہیں۔''

﴿ ﴾ ابن عدی ودیلمی ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے راوی نبی ﷺ نے فرمایا ﴿ ﴾ ''بہت عابد جاہل ہوں گے اور بہت عالم تباہ کار، تو جاہل عابدوں اور تباہ کار عالموں سے بچو۔'' ﴿ ﴾ ابونعیم حلیہ میں انہیں سے راوی رسول اللہ نے فرمایا ﴿ ﴾ ''عنقریب آخر زمانے میں کچھ ملاں ہوں گے جیسے کیڑے جو وہ زمانہ پائے ان سے اللہ کی پناہ مانگے۔'' ﴿ ﴾ حاکم تاریخ میں انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول

اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''علماء سوٗ سے امت کی خرابی ہے۔'' ﴿﴾ احمد وابن عدی امیر المؤمنین عمر اور طبرانی کبیر میں اور بزاز حضرت عمران بن حصین (رضی اللہ عنہم) سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ☆ ''سب سے زیادہ جن سے مجھ کو اپنی امت پر ڈر ہے وہ علیم اللسان وفصیح البیان منافق ہیں۔'' (جو لچھے دار خطیب ومقرر ہوں گے۔ عقیدۂ خاص کی پابندی نہ کریں گے اور تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کریں گے)۔ (فتاویٰ الحرمین صفحہ ۸۵ از اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

پیغام رسالت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''تحقیق بنی اسرائیل ۷۲ گروہوں (مذہبوں اور فرقوں میں) میں متفرق ہوئے اور میری امت ۷۳ گروہوں میں متفرق ہوگی جن میں سے ۷۲ ناری و دوزخی ہوں گے اور ایک ناجی وجنتی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ گروہ کون سا ہے فرمایا جو میرے (میری سنت) اور میرے صحابہ (کی جماعت) کے طریقہ پر ہوگا۔'' (ابوداؤد وترمذی شریف)

اس مشہور صحیح حدیث وپیشین گوئی میں فرقۂ ناجیہ اور باطل فرقوں کے مذہب اور انجام کا فرق وامتیاز بالکل واضح ہے اور اسی بناء پر بزرگان دین تب سے اب تک اہل سنت کو فرقہ ناجیہ اور دوسروں کو فرق باطلہ کے نام سے موسوم وممتاز فرما کر ہمیشہ اس فرمان رسالت سے مسلمانوں کو آگاہ فرماتے چلے آئے ہیں۔

مگر نصف دیت کے مسئلہ پر احادیث واجماع کے انکار کی طرح پروفیسر طاہر القادری نے اس فرمان رسالت وحدیث مذکورہ کے مقابلہ میں بھی کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' لکھ ڈالی اور

☆ نیز فرمایا ''مجھے امت پر ان منافقوں کا خطرہ ہے جن کا کلام حکیمانہ اور عمل ظالمانہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

حدیث پاک کا انکار اور فرمان رسالت کا مقابلہ کرتے ہوئے خود کو ''داعیٔ اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت'' کہلانا شروع کر دیا حالانکہ نہ ایسا ہوسکتا ہے نہ فرمان رسالت کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔

پیغام حقانی از امام ربانی

سیدنا مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ﴿﴾ ”محبت میں (محبوب کے مخالفوں سے) مداہنت و چاپلوسی روا نہیں۔۔۔ اہل ہوا و مبتدعین (بدمذہبوں) کو خوار رکھنا چاہیے جس نے کسی بدمذہب بدعتی کی تعظیم کی اس نے گویا اسلام کے گرانے میں اس کی مدد کی۔۔۔ ان بدبختوں کو اپنی مجلس میں داخل نہ ہونے دینا چاہیے اور ان سے انس و محبت نہ کرنی چاہیے۔“

(مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۲۸۱)

﴿﴾ ”فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت۔۔۔ کے بزرگواروں کے اتباع کے بغیر نجات محال ہے اور اگر بال بھر بھی مخالفت ہے تو کمال خطرہ ہے۔“ (دفتر اول صفحہ ۱۳۳)

﴿﴾ کوئی شخص ان بزرگوں کے سیدھے راستہ سے ایک رائی کے برابر بھی الگ ہو گیا تو اس کی صحبت کو زہر قاتل جاننا چاہیے اور اس کی ہمنشینی کو سانپ کا زہر خیال کرنا چاہیے۔“ (دفتر اول صفحہ ۳۵۷)

﴿﴾ بدمذہب بدعتی کی صحبت کا ضرر و فساد (کھلے) کافر کی صحبت سے زیادہ تر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ (شیعہ) کے لوگ ہیں۔ جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں ان کا نام کفار رکھتا ہے۔ (لیغیظ بھم الکفار۔) (الآیہ) (دفتر اول صفحہ ۱۲۸)

مجدد الف ثانی اور صلحکلی مجددی نقشبندی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کے رد میں ایک مستقل کتاب ”رد روافض“ تحریر فرمائی ہے جس میں صحابہ کرام علیہم الرضوان پر شیعہ کے اعتراضات کا رد فرمایا ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کا سبب بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ ”حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث پیش نظر تھی کہ آپ نے فرمایا ﴿﴾ جب فتنوں اور بدعتوں کا دنیا میں ظہور ہو ﴿﴾ اور میرے اصحاب پر سب و شتم ہونے لگے ﴿﴾ تو عالم کو چاہیے کہ وہ اس مکدر فضا کے دفعیہ کے لیے اپنے علم کا ہتھیار کام میں لائے ﴿﴾ اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہوگی ﴿﴾ اور اس کی توبہ اس کا فدیہ اور اس کے فرائض و نوافل درجۂ قبولیت

کو نہیں پہنچیں گے۔'' حدیث نبوی ﷺ کی تعمیل میں حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مکتوبات شریف میں شیعہ روافض کے رد کے علاوہ نہ صرف یہ کتاب لکھی بلکہ اس میں اہل علم کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا ''علماء اسلام پر واجب ولازم ہے کہ روافض کی پرزور تردید کریں اور ان کے مفاسد کو طشت از بام کریں۔'' اللہ اکبر! ایک طرف بدمذہبوں بے ادبوں کی پرزور تردید کے لیے ایسی حدیث وتنبیہ اور دوسری طرف صلحکلی مجددیوں کا تردید سے گونگا پن۔

پیغام رضا (رحمۃ اللہ علیہ)

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام ۔۔۔ جان کافر پر قیامت کیجئے
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں ۔۔۔ چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے
مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ۔۔۔ ذکر آیات ولادت کیجئے
ملحدوں کا شک نکل جائے حضور ۔۔۔ جانب مہ پھر اشارت کیجئے
شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ۔۔۔ اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے
ظالموں! محبوب کا حق تھا یہی ۔۔۔ عشق کے بدلے عداوت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل ۔۔۔ یارسول اللہ کی کثرت کیجئے
نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا ۔۔۔ مفلسو! سامان دولت کیجئے
میرے آقا حضرت اچھے میاں ۔۔۔ ہو رضاؔ اچھا وہ صورت کیجئے

پیغام مدینہ از قطب مدینہ

قطب مدینہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب میں ارشاد فرمایا ''یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ پاکستان میں بعض ''تجدد پسند'' سستی شہرت کے متمنی تحقیق کے نام پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل

بریلوی قدس سرہ کی اصولی، فقہی اور علمی تحقیقات و فتاویٰ کو محل نظر قرار دے کر بے جا جسارت کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اگر یہ حماقت ان کی اپنی ہی خوش فہمی کی بنا پر ہے تو قابل صد افسوس ہے اور اگر خدانہ کرے اغیار کے اشاروں پر اس اہانت کی راہ اختیار کی گئی ہے تو ناقابل برداشت ہے لہذا ایسے حضرات کو توبہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم فرمائے اور حمایت حق کی توفیق بخشے اور اس فتنہ سے سواد اعظم اہل سنت و جماعت کو بچائے۔ آمین"۔ (مکتوب گرامی از مدینہ منورہ)

تصدیق: "مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور آپ کی تحقیقات کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کو میں موجودہ دور میں دنیائے سنیت کے لیے سب سے بڑا المیہ تصور کرتا ہوں جس میں دینی خیر خواہی کا فقدان ہی نہیں بلکہ بدمذہبوں اور بے دینوں کی حوصلہ افزائی بھی ہے۔" (مولانا محمد مدنی میاں کچھوچھوی)

پیغام دربار غوثیہ کوئٹہ

حضرت شیخ سید طاہر علاؤالدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ (دربار غوثیہ شارع گیلانی کوئٹہ) کی خدمت میں محمد عبدالمجید صاحب (فیصل آباد) نے دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق استفسار کیا۔ تو آپ نے ۲۷ جون ۱۹۸۶ء کو بدیں الفاظ جواب دیا کہ "دیوبندی ملاں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ (ان کے پیچھے) نماز نہیں ہوتی۔" بعد ازیں جب ۲۹، ۳۰۔ اگست کو صاحبزادہ محمد سعید احمد، صاحبزادہ جلیل احمد شرقپوری، مفتی غلام سرور صاحب قادری اور یہ فقیر دربار غوثیہ حاضر ہوئے تو حضرت شیخ نے دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے مسئلہ کی تائید کی اور فرمایا ☆ یہ مکتوب میں نے ہی بھیجا تھا۔ صاف ظاہر ہے کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا اور نماز نہ ہونا محض اسی لیے ہے کہ ان کے باطل عقائد اور گستاخانہ نظریات ہیں۔ ورنہ نماز نہ ہونے کا کیا معنیٰ۔ مگر افسوس کہ طاہر القادری کو جن کی نسبت و ارادت کے باعث فروغ ہوا ہے وہ اپنے شیخ کی پیروی میں اپنے قلم سے یہ لکھنے کے لیے تیار نہیں کہ "شیعہ، دیوبندی، وہابی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے (ان کے پیچھے) نماز نہیں ہوتی"

پیغام لازمی از علامہ کاظمی (رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی نے عورت کی پوری دیت کے رد میں پروفیسر طاہر القادری کے دعویٰ کے خلاف بعنوان:

''اسلام میں عورت کی دیت''

ایک پوری کتاب لکھی جس میں منکر اجماع کو ضال وگمراہ قرار دیا اور علاوہ ازیں ایک جگہ مودودی نظریات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ''مجددین ومجتہدین حتیٰ کہ صحابہ کرام وخلفاء راشدین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر انہوں نے جو نکتہ چینی کی ہے (جیسا کہ طاہر القادری نے عورت کی نصف دیت کے قائلین پر نکتہ چینی کی ہے) اس نے اس حقیقت کو اور بھی واضح کر دیا کہ وہ اپنا مقام امت محمدیہ میں سب سے بلند سمجھتے ہیں کیونکہ ایک شخص دوسرے کی اصولی غلطی اسی وقت نکال سکتا ہے جبکہ اس کی قوت علمیہ اس بارہ میں اس دوسرے سے قومی اور بالاتر ہو مجتہد سے غلطی ہوسکتی ہے مگر اس غلطی کو غلطی قرار دینا بھی مجتہد ہی کا کام ہے''۔(آئینہ مودودیت صفحہ ۵)

پیغام جلالی از علامہ بندیالی

حضرت مولانا علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''افسوس ہے ایسے شخص پر جو قادری کہلانے کے باوجود غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نظریہ کی مخالفت کرتا ہے۔

☆ نیز فرمایا ''وہابی مردود منکر فاتحہ درود اور شیعہ خارج از اسلام''۔(بحوالہ مغنی ابن قدامہ)

غوث پاک بھی (عورت کی نصف دیت کے) اسی اجماع میں داخل ہیں اور ان کے شاگرد ابن قدامہ نے دوسرے علماء کے ساتھ اپنے استاذ کا مذہب بھی ذکر کر دیا کیونکہ غوث اعظم کا مذہب جتنا ان کے شاگرد کو معلوم ہے کسی چودہویں صدی کے قادری کو اس کا عشر عشیر بھی پتہ نہیں۔۔ قادری صاحب ذرا غور فرمائیں کہ جس اجماع میں حضرت غوث اعظم داخل ہیں اس کو نام نہاد اجماع کہنے والے کی سزا تو یہ ہے کہ اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ نامعلوم دور حاضر کے قادریوں کی غیرت کدھر گئی ہے۔ صحیح قادری تو وہی ہیں۔ جو اس اجماع میں غوث اعظم کے ساتھ

شریک ہیں۔نہ وہ کہ زبان سے تو قادری ہیں اور اندر سے آپ کے خلاف بلکہ ان کے مذہب کو بھی نام نہاد کہتے ہیں۔" (کتاب دیۃ المرأۃ)

پیغام حق وصداقت

قارئین کے زیر نظر یہ کتاب محض دین خالص کے تشخص اور مذہب احناف اہل سنت و مسلک اعلحضرت علیہ الرحمتہ کے تحفظ کی ایک معمولی سی کوشش ہے۔خدا تعالیٰ کی جناب میں اس کوشش کی کامیابی وقبولیت کی دعا کے بعد برادران اہلسنت اور بالخصوص علماء ومشائخ کی خدمت میں یہ اپیل ہے کہ بحکم تعاونوا علی البر والتقویٰ بغور وفکر کتاب کے مطالعہ کے بعد مسلک حق کی تقویت کے لیے اپنے تاثرات اور اگر کوئی سقم ہو تو اصلاحی مشورہ تحریر فرما کر مشکور ہوں اور جو حضرات مذکورہ حقائق و انکشافات کے باوجود پروفیسر صاحب کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔وہ کھل کر سامنے آئیں اور پروفیسر صاحب کے انکار اجماع وفقہ اور ان کی صلحکلیت کا مدلل جواز پیش کریں اور

دو اور دو چار کی طرح اس بدیہی حقیقت کو ہرگز فراموش نہ کریں کہ اگر انکار اجماع وفقہ کی بنا پر غیر مقلدین سواد اعظم اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں تو پروفیسر صاحب بدرجۂ اولیٰ سنیت سے خارج ہیں۔اس لیے کہ یہ مسئلہ دیت پر اجماع امت کا انکار کر کے غیر مقلدین سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں جبکہ غیر مقلدین نے بھی اس اجماعی مسئلہ میں موافقت کی ہے اور اگر اتنی زبردستی وسینہ زوری کے باوجود پروفیسر صاحب سنی حنفی کہلا سکتے ہیں تو پھر غیر مقلدین کو بھی مشرف بہ اہل سنت و جماعت سمجھنا چاہیے؟ کیونکہ وہ بیچارے تو اس اجتہادی ترقی میں پروفیسر صاحب سے پیچھے رہ گئے ہیں۔(ابو داؤد محمد صادق)

ایک تاریخی پریس کانفرنس

لاہور ۱۸۔اکتوبر ۱۹۸۴ء کو فلیٹیز ہوٹل میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے اپنے اپنے مکتب فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے مسئلہ دیت میں متفقہ طور پر ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں یہ بیان دیا کہ "لادین، سوشلسٹ اور کمیونسٹ عناصر کی سازش سے عورت کی دیت کے مرد کی دیت سے

نصف ہونے کے اجماعی مسئلہ کے خلاف آواز بلند کر کے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو من مانی تاویلات کا لباس پہنانے کی کوشش کی جارہی ہے ﴿﴾ اور اس سلسلہ میں متعدد صحیح احادیث کو ضعیف قرار دے کر قصاص و دیت کے قانون کو سبوتاژ کرنے کی مذموم سعی کی جارہی ہے۔

﴿﴾ حالانکہ قرآن وسنت، اجماع صحابہ وائمہ اور تعامل امت کی روشنی میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے ﴿﴾ اور اس کے خلاف موقف، کھلی گمراہی، امت میں انتشار وافتراق کا بیج بونا۔ کسی نئے مذہب کی بنیاد رکھنا اور پاکستان میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی راہ میں روڑے اٹکانا ہے۔'' (روزنامہ اخبارات ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

یاد رہے کہ اس کانفرنس میں حسب ذیل علماء اہلسنّت شریک ہوئے۔ مفتی محمد حسین نعیمی، مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، مفتی غلام سرور قادری، مفتی محمد عبداللطیف نقشبندی، مولانا شمس الزمان قادری، مولانا محمد صدیق ہزاروی وغیرہم۔

ایک ہولناک انکشاف

''مجلس شوریٰ کے رکن اور ممتاز عالم دین مولانا مفتی محمد حسین نعیمی نے مذکورہ پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ کچھ عرصہ پیشتر وہ اور پروفیسر طاہر القادری جناح ہال میں منعقدہ ایک تقریب میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ ﴿﴾ پروفیسر طاہر القادری نے انہیں کہا ''مفتی صاحب! آج لیڈ (برتری) لے جانے کا موقع ہے۔'' ﴿﴾ میں نے اس کی وضاحت طلب کی تو کہنے لگے ''اگر آپ عورت کی دیت مرد کے مقابلے میں مرد کے مساوی قرار دے دیں تو آپ لیڈ لے جائیں گے''۔

﴿﴾ مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ''پروفیسر طاہر القادری نے انہیں اس مؤقف کی تائید میں تین کتابوں کے حوالے دیئے مگر جب دیکھا تو ان تینوں کتب میں سے کسی ایک میں بھی یہ رائے اس مفہوم میں موجود نہ تھی۔'' ﴿﴾ میں تو اس بنا پر ''لیڈ'' نہ لے جاسکا۔ کہ ''کتاب وسنت'' کے احکام سے سرتابی کر کے خدا کے غضب کو دعوت دینے کا متحمل نہ ہوسکتا تھا ﴿﴾ تاہم پروفیسر طاہر القادری لیڈ لے گئے۔'' (بشکریہ روزنامہ وفاق، امروز، جنگ لاہور، جسارت کراچی ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

طاہر القادری کا فتاویٰ اعلیٰ حضرت پر ایمان

❁ ''اعلیٰ حضرت کے جو عقائد و نظریات ہیں وہی بعینہٖ میرے ہیں ❁ میرے اور ان کے نظریات اور عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔''

❁ ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتووں پر میرا مکمل یقین اور ایمان ہے جو فتویٰ بھی انہوں نے دیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔'' (طاہر القادری)

(رسالہ دید شنید صفحہ ۱۳۔ ۱۶ نومبر تا ۳۰ نومبر)

❁ ''اعلیحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کی علمی خدمات کی عظمت و وسعت کا میں آج تک احاطہ نہیں کرسکا۔''

❁ ''میں ان کے خوان علمی کا ادنیٰ سا خوشہ چین ہوں''۔

❁ ''اعلیٰ حضرت نے پوری مومنانہ بصیرت اور مجددانہ فراست سے مقام رسالت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کی۔''

❁ ''ان کا علمی مقام و منصب ہزاروں' لاکھوں علماء و فضلاء اور ائمہ مجتہدین میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۱۴' ۱۵)

پروفیسر صاحب مذکورہ تصریحات میں اگر واقعی مخلص و صادق اور اعلیٰ حضرت کے ادنیٰ خوشہ چین ہیں تو ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے گذشتہ و آئندہ صفحات میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ پر ایمان و عمل کا اعلان کریں۔

اعلیٰ حضرت کا طاہر القادری پر فتویٰ

طاہر القادری: ''مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ جلسہ اور اس کی دعوت کس کی طرف سے ہے۔ اہلحدیث شیعہ دیوبندی جماعت اسلامی کے احباب جو بھی دعوت دے وہ دعوت ضرور قبول کروں گا' خواہ وہ اسٹیج کسی کا ہو۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۲۵' ملخصاً)

اعلیٰ حضرت ''یہ (مخلوط جلسہ) تمام و کمال شرع مطہر سے ضد باندھنا' مسلمانوں کو ضرر پہنچانا

اور لوگوں کو صریح ضلالت کی طرف بلانا ہے اور ''عنقریب جان جائیں گے (ایسے ظالم) کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔'' (الآیہ پ ۱۹' رکوع ۱۵)

متواتر: حدیثیں اور ائمہ سلف و خلف کے اقوال آئے ہیں کہ بد مذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور رہنا واجب (چہ جائیکہ کہ ان کے جلسوں میں رونق افروز ہو)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ''بد مذہبوں کے پاس جا کر ان کی تعداد نہ بڑھائے' ان کے پاس نہ پھٹکے ان پر سلام نہ کرے۔'' (جبکہ مخلوط جلسہ میں یہ سب قباحتیں ہیں) (فتاویٰ الحرمین صفحہ ۹۵)

❁ ایسا شخص (جو روافض سے میل جول رکھتا ہے) ''اگر (خود) رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں۔ان کا پھیرنا (لوٹانا) واجب۔'' (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۱۶)

اعلیٰ حضرت کا ''منہاج القرآن'' پر فتویٰ

طاہر القادری: ''ہمارے ادارے منہاج القرآن میں ''جماعت اسلامی'' کے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔اہلحدیث' شیعہ' دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔''

(انٹرویو روزنامہ جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

اعلیٰ حضرت ''ایسی (مخلوط) مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے (جس میں رافضی وہابی وغیرہم رکن ہو سکتا ہے) اور اس مجلس میں شرکت حرام و بد مذہبوں سے میل جول آج ہے ۔۔۔ایسی جگہ مال (چندہ وغیرہ) دینا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں۔ یکے نقصان مایہ دگر شماتت ہمسایہ۔۔۔۔مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا۔ **خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ہو الخسران المبین** ۔دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی ﷺ نے بتائی کہ ''ان بد مذہبوں سے دور رہو۔انہیں اپنے سے دور کرو۔کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔'' (مسلم شریف) (الدلائل القاہرہ از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ)

نابالغ، مجتہد و مخالف فقہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں

﴿❁﴾ ''نابالغان رتبہ اجتہاد نہ اصلاً اس کے اہل ﴿❁﴾ ۔۔۔آج کل کے مدعیان خامکار جاہلان بے وقار ﴿❁﴾ کہ من وتو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں ﴿❁﴾ اوراساطین دین الٰہی کے اجتہاد پر کھیں۔ ﴿❁﴾ (یہ تو یہ' کیسے کیسے اکابر۔۔۔مخالفت مذہب (احناف) درکنار' روایات مذہب میں ایک کو راجح بتانے کے اہل نہیں۔'' ﴿❁﴾ جہاں فتویٰ حنفیہ مختلف نہ ہو جہاں سرے سے اختلاف روایت ہی نہ ہو(مثلاً عورت کی نصف دیت) وہاں خلاف مذہب امام (بزعم خویش) حدیث پر عمل کرنے (والے) کو کیا کچھ نہ کہیں گے ﴿❁﴾ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا''ہم مقلدوں کو قول امام کے خلاف (ازخود) حدیثوں پر عمل جائز نہیں جو اس کا مرتکب ہو وہ احمق بے ہوش یا ناحق و باطل کوش ہے۔تو پھر آج کل جھوٹے مدعی (مجتہد) کس گنتی میں رہے ﴿❁﴾ اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ میں بھی اگر خلاف امام کیا۔۔۔مذہب سے خارج ہو جائے گا ﴿❁﴾ بلکہ جو ایسا کرے وہ ملحد ہے۔'' (الفضل الموہبی صفحہ ۱۳' ۱۹ بحوالہ مکتوبات شریف)

کاش پروفیسر صاحب ان اقوال مبارکہ کے آئینہ میں اپنی صورت و دعویٰ اجتہاد کی حقیقت دیکھیں کہ مسئلہ دیت وغیرہ میں ایک طرف مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں اور دوسری طرف خواہ مخواہ حنفیت کا دعویٰ بھی کئے جاتے ہیں۔اس دورنگی سے خدا کی پناہ ایک طرف امام ربانی و امام احمد رضا کی تقلید و پابندی اور دوسری طرف پروفیسر کی آزادی و اجتہاد کا موازنہ کریں۔

منکر اجماع اعلیٰ حضرت کی نظر میں

''غیر مقلدین سے ہمارا اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت اصول دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے۔ہمارے اور جملہ اہل سنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں۔کتاب وسنت واجماع وقیاس اور لامذہبوں نے اجماع وقیاس کو بالکل اڑادیا۔۔۔وہ (بزعم خویش) سوا قرآن وحدیث کے

کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع و قیاس کے سخت منکر ہیں اور ہمارے ائمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کو ضروریات دین سے گنا ہے۔" (الفضل الموہبی صفحہ ۴۰) ❁ "زمانۂ صحابہ میں اور ان کے بعد بھی جب اجماع منعقد ہو گیا تو اب جن بدمذہبوں نے خلاف کیا۔۔ان کا قول صحابہ و تابعین اور علماء مابعد کے اجماع اور صحیح حدیثوں سے مردود ہے۔" (دوام العیش صفحہ ۳۴) ❁ "اجماع صحابہ کا خارق (توڑنے والا) ضرار یہ و معتزلہ کا موافق ہے۔" (صفحہ ۴۹) ❁ "صحابہ دائمۂ اہل سنت کو چھوڑ کر کسی اور کا دامن تھانے والوں کا منہ کالا۔" (صفحہ ۵۴) ❁ "جس پر صحابہ کا اجماع تابعین کا اجماع اہل سنت کا اجماع ہے۔اس میں مخالف نہیں مگر خارجی یا کچھ معتزلی۔" (صفحہ ۱۴) ❁ ہر طبقہ و قرن کے اجماع کا مخالف سنی نہیں خارجی معتزلی گمراہ خاسر ہے۔(صفحہ ۲۸ ملخصاً) ❁ "اجماع صحابہ ولیل قطعی ہے۔" (دوام العیش صفحہ ۳۱) ملا علی قاری نے فرمایا علماء اسلام کا اجماع حق ہے اور اس کے خلاف باطل۔(مرقاۃ ج ۱ صفحہ ۲۰۴)

اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت

"پیارے بھائیو! تم مصطفےٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں ❁ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں۔فتنے میں ڈال دیں۔❁ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ان سے بچو، دور بھاگو۔❁ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے۔الغرض کتنے ہی فرقے ہوئے۔❁۔۔۔یہ سب بھیڑیئے تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔❁ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔فوراً اس سے جدا ہو جاؤ ❁ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو۔اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔❁ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا ہوں۔" (وصایا شریف)

سنیو! ان اوراق میں ایک طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مختلف عنوانات کے

تحت جستہ جستہ مختلف فتاویٰ اور مذکورہ ''وصایا'' ملاحظہ کرو اور دوسری طرف اعلیٰحضرت کی عقیدت کے اظہار کے ساتھ پروفیسر صاحب کی صلحکلیت کے پرچار کا بھی موازنہ کرو۔

''مفسر قرآن'' کی مہذب زبان؟

مفسر قرآن کہلانے والے پروفیسر صاحب خود تو حضرات صحابہ و خلفاء اور ائمہ اربعہ (علیہم الرضوان) سمیت اجماع امت سے اختلاف اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن جوان سے اختلاف کر بیٹھے تو اس کے جواب میں اپنی روایتی دوغلہ پالیسی کے تحت پہلے تو اپنی بزرگی جتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''میرا وطیرہ اور شیوہ..........سوائے دعا گوئی اور خاموشی کے اور کچھ نہیں۔'' (اہم انٹر یو صفحہ ۱۱) اور پھر جو منہ میں آئے کہے چلے جاتے ہیں مثلاً ''ایک اہم خط'' کے شروع میں لکھتے ہیں کہ ''کئی لوگوں نے ہمارے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے لیکن میں نے ان کے ساتھ ''قالوا سلاما کا طریقہ اپنایا ہے۔'' (ملخصاً) حالانکہ اسی ''قالوا سلاما'' کے ضمن میں انہوں نے اپنے مخاطبین کو ''جاھلون'' قرار دے دیا ہے۔اس لیے کہ ''جاھلون'' کے جواب میں ہی قالوسلاما کہا جاتا ہے گویا پروفیسری مسلک سے اختلاف کرنے والے اور شرعی فتوی ارشاد فرمانے والے تمام علماء و بزرگان دین (جن میں خود ان کے استاذ اور استاذ الاساتذہ اور بڑی بڑی نامی گرامی شخصیات کا بھی نام آتا ہے) وہ سب کے سب پروفیسر صاحب کے نزدیک ''جاھلون'' میں داخل ہیں۔کتاب ہذا کے آئندہ صفحات میں ایک طرف جید علماء کرام کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف ان کے متعلق پروفیسر کی مہذب زبان کا اندازہ لگائیں۔والعیاذ باللہ تعالیٰ ☆

''پروفیسری مسلک'' کی اخلاقی تربیت؟

دلیل کی بجائے قتل: ۱۹ صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۳۔اکتوبر ۱۹۸۷ء پروفیسر طاہر القادری کے ایک ''ادنیٰ خادم'' محمد اسلم کا مکتوب دفتر ''رضائے مصطفےٰ'' میں موصول ہوا جس میں انتباہ کیا گیا کہ ''مولوی حفیظ نیازی اور مولوی ابوداؤد محمد صادق صاحب مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ علامہ طاہر القادری صاحب پر تنقید نہیں کریں گے وگرنہ آپ دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔''

بہتان عظیم: پروفیسر صاحب کے ایک اور ''دردمند عقیدت مند'' نے لکھا ہے کہ ''کیا یہی ابوداؤد محمد صادق (جس نے طاہر القادری کے متعلق لکھا ہے) اور اس کے ہمنوا مولویوں نے اپنے رسائل میں قبلہ کاظمی صاحب پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔'' (بحوالہ انیس اہل سنت صفحہ)

☆ اور جہاں تک ''مفسر قرآن'' کے متعلقین کا تعلق ہے وہ تو قتل کی دھمکی سے بھی نہیں رکتے۔

۶۷ فیصل آباد دسمبر جنوری ۱۹۸۷ء) حالانکہ یہ بہتان عظیم ہے اور لکھنے والا چونکہ مفتری ہے۔ اس لیے اس نے حوالہ بھی نہیں دیا نیز جن ''قبلہ کاظمی صاحب'' کی ہمدردی جتانے کے لیے بہتان لگایا ہے۔ ان کی کتاب ''اسلام میں عورت کی دیت'' کے فتویٰ وان کی شخصیت کی بنا پر اپنے پروفیسر صاحب کو غلطی سے تائب ہو کر کاظمی صاحب کی پیروی کی تلقین نہیں کی جاتی۔ اف یہ دورنگی!

(راقم) علامہ محمد طاہر القادری کا ایک ادنیٰ خادم محمد اسلم قادری ماڈل ٹاؤن لاہور

''رضائے مصطفےٰ'' کا محاذ

اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ معاذ اللہ ''رضائے مصطفےٰ'' کا محاذ پروفیسر صاحب کے ساتھ کسی ذاتی عناد کے باعث نہیں بلکہ یہ محاذ ان کے ''فرقہ طاہریہ صلحکلیہ'' کے پراسرار وخطرناک نظریات کے خلاف ہے جس نے حق وباطل ❁ مومن ومنافق ❁ عاشق وگستاخ ❁ ناجی و ناری ❁ حنفی وہابی شیعہ سنی اور دیوبندی بریلوی کا اصولی و بنیادی فرق وامتیاز ختم کر کے نہایت تقیہ بازی ودوغلہ پن سے سب کو یکساں قرار دے دیا ہے جیسا کہ اس فرقہ کی کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' میں لکھا ہے کہ۔۔۔۔ ''بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' علاوہ ازیں اس قسم کی بکثرت عبارات میں چونکہ ایک سنی بریلوی نما صلحکلی وہرجائی پروفیسر عشق وادب کے علمبردار سنی بریلوی مسلک حق کا تشخص مجروح کر کے فرق باطلہ کو اپنی صلحکلیت کا تحفظ دے کر انہیں قابل قبول و بے ضرر بنانے کے لیے پیہم مصروف کار ہے۔ اس لیے اس فرقہ باطلہ صلحکلیہ کے خلاف محاذ و دیگر فرق باطلہ کی طرح اس کے خلاف جہاد وقت کی آواز ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنّی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

''رضائے مصطفیٰ'' کی قوت استدلال

بفضلہٖ تعالیٰ ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ کی مبنی برحق ''پکی سچی'' باتوں حوالوں اور قوت استدلال کو جھٹلانا کوئی آسان کام نہیں۔ اگر کسی کو ایسا زعم ہے تو خلط مبحث کئے بغیر موضوع کے مطابق ''رضائے مصطفیٰ'' کی دلیل سے بڑھ کر بہتر و مضبوط دلیل پیش کرے تو تب بات بنے۔ مگر پروفیسر صاحب نے کتاب ''اہم انٹرویو'' میں حسب عادت اپنی بزرگی و پارسائی جتاتے ہوئے اور خود کو ناقابل تسخیر و محفوظ از تنقید ظاہر کرتے ہوئے بڑی لاپرواہی و پرغرور انداز میں کہا ہے کہ ''رضائے مصطفیٰ'' میں کوئی ایک بات بھی درست نہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت اور سچ بولنے کی توفیق دے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۱۱) مگر ﴿۞﴾ اس کے ساتھ انہوں نے کسی ایک بات کے بھی غلط اور جھوٹ ہونے کی نشاندہی نہیں کی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا یہ بلا دلیل دعویٰ محض غلط اور جھوٹ ہے۔ ﴿۞﴾ علاوہ ازیں اگر کوئی ایک بات بھی درست نہیں تو پھر انہوں نے ''رضائے مصطفیٰ'' کی نشاندہی پر اپنی کتاب میں ''اختیارات نبوی کی نفی'' کی غلطی کا اعتراف اور تصحیح کا وعدہ کیوں کیا ہے؟ کم از کم اپنی اس ایک غلطی کے اعتراف سے ان کا مذکورہ دعویٰ باطل اور جھوٹ ہو گیا اور ''رضائے مصطفیٰ'' کی قوت استدلال کی خوبی کا مظاہرہ ہو گیا۔ قارئین کرام بسم اللہ پڑھیں اور متفرق پیغامات و مضامین کے بعد تفصیل کے لیے مسلسل مضامین کا مطالعہ شروع کریں۔

==================

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

کتاب کا نام

پیش لفظ: نومبر ۱۹۵۰ء میں مولانا علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم مولانا غلام محمد صاحب ترنم مرحوم مولانا سید محمود احمد صاحب رضوی وغیرہم کی پہلے امیر ''جماعت اسلامی'' مولوی مودودی سے ایک ملاقات ہوئی جس میں مختلف مسائل پر مکالمہ ہوا۔ جس کے بعد علامہ کاظمی صاحب نے اپنے ہمراہیوں کی تصدیق اور جمعیت علماء پاکستان کی تائید کے بعد کتابی صورت میں درج ذیل تاریخی بیان **''خطرہ کی گھنٹی''** کے نام سے شائع کیا کہ

❁ مودودی صاحب جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف ہیں۔

❁ مودودی صاحب نے جمہور مفسرین ومحدثین کے خلاف کتاب وسنت کے غلط معنی لے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی ہے۔

❁ مودودی صاحب اپنے آپ کو ایک مجدد کامل اور مہدی تصور کرتے ہیں۔ اس لیے ان کی تحریک میں شامل ہونا یا ان سے تعاون کرنا اپنے دین ومذہب کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔''

(کتاب خطرہ کی گھنٹی صفحہ ۳۹)

مکالمہ کی ایک جھلک

مودودی: ''میں بذات خود حنفی ہوں البتہ آزاد قسم کا حنفی ضرور ہوں۔ اگرچہ کسی مسئلہ میں جہاں قرآن وحدیث کے واضح دلائل میرے پاس موجود ہوں' بعض اوقات میں حنفیت سے ہٹ بھی جاؤں لیکن بحیثیت مجموعی اور باعتبار مسلک میں فقہ حنفی کو ہی اختیار کرتا ہوں۔'' (خطرہ کی گھنٹی صفحہ ۱۰)

علامہ کاظمی: ''کسی مسئلہ کا حل مجتہدین کرام کے اصول اجتہادیہ سے ہٹ کر تلاش کرنا اپنے

آپ کو ورطۂ ہلاکت میں مبتلا کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔حنفی مسائل جدیدہ کو حل کرنے میں فقہ حنفی اور علوم و منہاج امام اعظم کا پابند ہے۔۔۔اگر کوئی مقلد اپنے امام کے علوم و منہاج کا پابند نہ ہو تو مقلد (حنفی) کب رہ سکتا ہے؟ آپ نے اس پابندی کو اٹھا کر غیر مقلدیت کا دروازہ کھول دیا ہے جب آپ (مودودی) نے امت مسلمہ کو کسی ایک مجتہد کا پابند نہ رہنے دیا تو حنفیت کب باقی رہی۔کسی ایک مجتہد کا پابند نہ ہونا ہی تو غیر مقلدیت (وہابیت) ہے۔آپ کسی ایک مجتہد کے علوم و منہاج کی پابندی کے قائل نہیں اور یہی حنفیت سے انحراف ہے۔'' (خطرہ کی گھنٹی ملخصاً)

خطرہ کی گھنٹی کے مذکورہ اقتباسات سامنے رکھ کر غور فرمائیں اور کڑی سے کڑی ملا کر دیکھیں کہ علماء اہل سنت نے ''خطرہ کی گھنٹی'' میں جس بنیاد پر فرقہ مودودیہ کو دین و مذہب کے لیے خطرہ قرار دیا تھا۔کیا اس دور میں بعینہٖ اسی بنیاد پر پروفیسری مسلک و ''فرقہ طاہریہ'' دین و مذہب کے لیے خطرہ نہیں ہے؟

علماء اہلسنّت نے مودودی کو اس جرم کا مرتکب قرار دیا تھا کہ وہ ﴿۞﴾ جمہور مسلمانوں (سواد اعظم کی اکثریت) سے مذہباً مختلف ہیں اور انہوں نے ﴿۞﴾ جمہور مفسرین و محدثین کے خلاف کتاب وسنت کے غلط معنی لے کر ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی ہے اور جب

مودودی صاحب نے کہا ﴿۞﴾ ''میں آزاد قسم کا حنفی ہوں اور قرآن وحدیث کے واضح دلائل کی بنا پر بعض اوقات حنفیت سے ہٹ جاتا ہوں۔'' تو اس پر

علامہ کاظمی نے مودودی صاحب کی آزاد حنفیت کا دعویٰ رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ''کسی مسئلہ کا حل مجتہدین کرام کے اصول اجتہادیہ سے ہٹ کر تلاش کرنا اپنے آپ کو ورطۂ ہلاکت میں مبتلا کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ نیز حنفی مسائل جدیدہ کو حل کرنے میں فقۂ حنفی اور علوم و منہاج امام اعظم کا پابند ہے''۔

دیکھ لیجئے: بالکل یہی معاملہ یہاں درپیش ہے کہ پروفیسر طاہر القادری نے اجماع امت و جمہور

مسلمانوں سے مختلف ہوکر اور جمہور مفسرین ومحدثین کے خلاف کتاب وسنت کے غلط معنیٰ لے کر عورت کی پوری دیت کا دعویٰ کر کے ایک نئے مذہب کی بنیاد قائم کی اور جس طرح

مودودی صاحب نے اپنے آزاد قسم کے حنفی ہونے اور بعض اوقات قرآن وحدیث سے براہ راست اجتہاد کر کے حنفیت سے ہٹ جانے کا اظہار کیا۔

پروفیسر طاہر القادری بھی چونکہ بالکل ''مودودی قسم کے حنفی'' ہیں (سنی بریلوی حنفی نہیں) اس لیے پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ ''میں مجموعی طور پر حنفی فقہ کا پابند ہوں۔۔ میں متحرک تقلید کا قائل ہوں۔'' (انٹرویو روزنامہ جنگ لاہور ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

❁ ''پروفیسر محمد طاہر القادری راسخ العقیدہ حنفی المذہب ہونے کے باوجود۔۔۔قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کے قائل ہیں۔'' (کتاب نابغۂ عصر صفحہ ۱۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ ''مودودی حنفی'' اور ''طاہری حنفی'' میں کس قدر مماثلت ومشابہت ہے۔ دونوں کی عبارات میں قرآن وحدیث کے الفاظ کا سیاق وسباق مجموعی طور وحیثیت کا لفظ اور متحرک تقلید کا لفظ مطابق کر کے دیکھا جاسکتا ہے کہ احناف اہل سنت کو ورغلانے کے لیے حنفیت کے ادعا کے باوجود اجتہادی بنیاد پر مودودی حنفی وطاہری حنفی اور فرقہ مودودیہ وفرقہ طاہریہ میں کیسی یکجہتی وہم آہنگی ہے اور ایسے ہی مواقع پر کہا گیا ہے کہ

ع ....نام ہی کا فرق ہے تصویر ہے دونوں کی ایک

لطیفہ: کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کے مذکورہ اقتباسات میں علماء اہل سنت نے حنفی کے لیے لفظ فقہ حنفی اور منہاج امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی پابندی کو لازمی قرار دیا ہے جبکہ برعکس اس کے پروفیسر طاہر القادری نے اپنے ادارہ کا نام ''منہاج القرآن'' قرار دیا ہے کیوں؟ محض اس لیے کہ منہاج امام اعظم کی پابندی کی بجائے منہاج القرآن کے نام سے ''متحرک تقلید اور براہ راست خود ساختہ اجتہادات کا شغل جاری رہے''۔ حالانکہ خطرات سے سلامتی، حنفیت کے تشخص اور

قرآن وحدیث کی صحیح پیروی کے لیے احناف کو منہاج امام اعظم کی پابندی کرنی چاہیے۔

بہرحال: چونکہ تاریخ نے اپنے آپ کو دہراتے ہوئے فرقہ مودودیہ کو فرقہ طاہریہ اور جدید غیر مقلدیت کے روپ میں ظاہر کر دیا ہے۔ اس لیے جیسا کہ علماء اہل سنت نے اُس وقت کی دینی ضروریات کے مطابق فرقہ مودودیہ سے خبردار کرنے کے لیے ''خطرہ کی گھنٹی'' شائع کی تھی۔ فقیر نے اس وقت کی دینی ضرورت کے تحت احباب اہلسنت و برادران احناف کو فرقہ طاہریہ سے خبردار کرنے کے لیے کتاب ہذا کا نام ''خطرہ کی گھنٹی'' تجویز کیا ہے۔

حَسبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیہِ تَوَکَّلتُ وَھُوَ رَبُّ العَرشِ العَظِیم۔

لمحہ فکر: فرقہ مودودیہ بھی اگرچہ احناف اہل سنت کے لیے بڑا خطرہ تھا جس سے علماء اہلسنت نے خبردار کیا مگر وہ بیرونی خطرہ تھا جبکہ فرقۂ طاہریہ سنی حنفی بریلوی مسلک کے لیے اندرونی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ اندرونی خطرہ بیرونی خطرہ سے زیادہ شدید اور خطرناک ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

لہٰذا قارئین کرام مذکورہ تمہید کو پیش نظر رکھ کر کتاب کا بغور مطالعہ کریں اور فقیر کی اس دینی خدمت کی قبولیت اور فرقۂ مودودیہ و فرقہ طاہریہ کی دوغلہ پالیسی سے متاثر ہونے والے بھولے بھالے سنیوں بالخصوص دونوں طرف ورغلائے جانے والے نوجوانوں کی ہدایت وحفاظت کے لیے دعا فرمائیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّل مِنَّا اِنَّکَ اَنتَ السَّمِیعُ العَلِیم۔ وَتُب عَلَینَا اِنَّکَ اَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِیم۔

ہائے یہ ستم ظریفی: مختلف بھیس بدلنے اور اپنی دوغلہ پالیسی سے ورغلانے والوں کی ستم ظریفی یہ ہے کہ ❁ پہلے دیوبندیوں نے ''حنفیت سنیت'' کا لبادہ پہن کر وہابیت کو فروغ دیا اور کھلے وہابیوں غیر مقلدوں سے بڑھ کر مسلمانان اہل سنت کو نقصان پہنچایا ❁ پھر مودودی صاحب نے ''آزاد قسم کا حنفی'' اور ماڈرن مجتہد بن کر سنیوں کو پھانسنے کے لیے ''سنہری جال'' پھیلایا۔ ❁ بعد ازاں ''تبلیغی جماعت'' (رائیونڈ) نے ''مسکین صورت'' بن کر عوام اہل سنت کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا اور ❁ اب ان سب سے بڑھ کر ''پروفیسری مسلک و فرقہ طاہریہ'' خاص

سنی بریلوی ماحول میں خود کو ''بریلوی'' ظاہر کر کے عشق رسالت کی باتیں کر کے اور بالخصوص حق و باطل اور ''دودھ کا دودھ، پانی کا پانی'' کا فرق فرمانے والے اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی بظاہر قصیدہ خوانی کر کے اور ''منہاج القرآن'' کا ''اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نمبر'' شائع کر کے نہایت پراسرار اور شدید ترین فتنہ کی صورت میں ظاہر ہوا اور اپنی خطابت وشہرت اور ٹی وی وارباب اقتدار سے تعلقات کے بل بوتے پر اہل حق واہل باطل سب کو راضی رکھنے کے لیے صلحکلیت کا پروگرام بنایا اور ''بریلی وایران اور نجد و دیوبند'' کا اصولی و بنیادی فرق وامتیاز ختم کر کے ان سب کو ''بھائی چارے'' کی لڑی میں پرونے' ایک گھاٹ پر پانی پلانے ''شیعہ سنی دیوبندی وہابی'' کو ایک صف میں کھڑا کرنے اور ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھوانے کا خطرناک ترین منصوبہ بنایا۔ **ولاحول ولا قوة الا باللہ**۔ آہ! خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں۔

یادداشت: مودودی کے متعلق ''خطرہ کی گھنٹی'' میں علماء اہلسنت نے مودودی کو جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف اور ایک نئے مذہب کا بانی قرار دینے کے علاوہ یہ بھی فرمایا تھا کہ ''وہ اپنے آپ کو مجدد کامل اور مہدی تصور کرتے ہیں۔'' چنانچہ دور حاضر میں بالکل اسی طرح جمہور مسلمانوں سے مذہباً مختلف اور فرقہ طاہریہ کے بانی ہونے کے علاوہ اپنے کشف وکرامات اور کتاب ''نابغۂ عصر'' اور ''مقالات طاہر'' کے ذریعے پروفیسر صاحب بھی اپنے متعلقین کو ساری امت سے انوکھا اور در پردہ وہی مجدد و مجتہد ہونے کا تاثر دے رہے ہیں تاکہ ان میں اور مودودی میں کوئی فرق نہ رہے۔

مودودی و پروفیسری مسلک میں مزید مماثلت

پروفیسر صاحب نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ ''جماعت اسلامی نااہل نہیں اور بے شک مولانا مودودی نے بہت کام کیا ہے۔'' (انٹرویو روزنامہ جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء) بلکہ اس کے علاوہ بھی مودودی و پروفیسر مسلک میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ پیش خدمت چند مثالوں سے اندرونی اتحاد و مماثلت کا اندازہ فرمائیں۔

فرقہ واریت: ''خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر حنفی بریلوی شیعہ سنی

وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔(خطبات مودودی صفحہ۸۲)

طاہرالقادری: ''بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' (فرقہ واریت صفحہ۱۱۱)

''رضائے مصطفےٰ'' ملاحظہ فرمایئے کسی مسلک کی تخصیص کئے بغیر دونوں عبارتوں میں ہو بہو کتنی زبردست مطابقت ہے۔ ❁ جس طرح مودودی صاحب حق وباطل' ظالم ومظلوم اور عاشق وگستاخ کا امتیاز کئے بغیر سب مکاتب فکر کو یکساں سمجھتے اور ایک ہی نظر سے دیکھتے اور انہیں جہالت کی پیداوار قرار دے کر قاطع فرقہ واریت بن رہے ہیں۔ ❁ بالکل اسی طرح طاہرالقادری صاحب بھی بلاتخصیص وامتیاز سب کو ''وحشت'' قرار دے کر ''قاطع فرقہ واریت'' کہلاتے ہیں۔

مسئلہ امامت: ''جس شخص کو آپ اپنے نزدیک گمراہی اور شرک میں مبتلا پاتے ہیں۔۔۔اگر آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں تو آپ کی نماز نہ ہو۔ یہ اصلاً غلط ہے............اگر نماز مقبول ہونے کے قابل ہو تو بہر حال مقبول ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔''
(رسائل ومسائل مودودی حصہ اول صفحہ۲۰۲)

طاہرالقادری: ''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔'' (انٹرویو رسالہ دید شنید لاہور۴ تا۱۹۔اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً)

''رضائے مصطفےٰ'' دیکھ لیجئے جس طرح مودودی کے نزدیک امام کا صحیح العقیدہ سنی ہونا شرط نہیں۔مشرک وگمراہ بھی امام ہو سکتا ہے۔اسی طرح طاہرالقادری کے نزدیک بھی امام کا یہ امتیاز و صحت عقیدہ ضروری نہیں۔کوئی کیسا ہی بدعقیدہ بدمذہب اور گستاخ ہو۔وہ طاہرالقادری کا امام اور یہ اس کے مقتدی بن سکتے ہیں اور نماز بہر حال ادا ہو جاتی ہے۔فیاللعجب

انکار اجماع: ''غلط فہمی میں پڑ کر فقہاء اسلام کے ایک بڑے گروہ نے خلافت کے لیے۔۔۔قرشیت کو بھی ایک قانونی شرط قرار دے لیا۔۔۔یہ دعویٰ کرنا صحیح نہ ہوگا کہ چونکہ پہلے فلاں خاص

امر پر اجماع ہو چکا ہے۔اس لیے اس کے بارے میں کلام نہیں کیا جا سکتا۔“

(رسائل و مسائل مودودی حصہ اول صفحہ ۶۵)

جس طرح مودودی نے فقہاء اسلام کے ایک بڑے گروہ کا اعتراف کرنے کے باوجود ان کا خلاف کیا ہے اور اجماع کو محل کلام وانکار قرار دیا ہے۔اسی طرح

طاہر القادری کا عورت کی نصف دیت پر اجماع امت کا انکار اور صحابہ کرام وفقہاء اسلام (علیہم الرضوان) کے برخلاف عورت کی پوری دیت پر اصرار بھی باخبر حضرات و اخبارات کے قارئین پر مخفی نہیں۔

علماء و مشائخ کی تحقیر: ”ان پڑھ عوام ہوں یا دستار بند علماء یا خرقہ پوش مشائخ ۔۔۔ اسلام کی روح سے ناواقف ہونے میں یہ سب یکساں ہیں۔“ (تفہیمات مودودی صفحہ ۳۸)

❁ ”دونوں قسم کے (دینی وسیاسی) رہنما اپنے نظریے اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔“ (سیاسی کش مکش حصہ سوم صفحہ ۹۵)

طاہر القادری: ”دینی اداروں سے فارغ التحصیل علماء مولوی بن گئے جن کا کام نکاح خوانی اور مردوں کی تجہیز و تکفین کے سوا کچھ نہ تھا۔دینی تعلیم کے حصول کے لیے صرف وہی لوگ آتے ہیں جنہیں جدید تعلیم کے وسائل میسر نہیں آتے یا جو ذہنی طور پر کمزور ہوتے ہیں۔“ (کتاب فرقہ واریت صفحہ ۹۶)

نور و بشر: ”دینی مدرسوں کے فاضل علماء ونور و بشر اور حاضر و ناظر جیسے موضوعات پر تو گھنٹوں تقریر کر سکتے ہیں لیکن اگر ان سے اسلام کے معاشی نظام وغیرہ کے بارے میں اظہار خیال کرنے کو کہا جائے تو الا ماشاء اللہ وہ پانچ منٹ سے زیادہ کسی موضوع پر نہیں بول سکتے۔

(کتاب فرقہ واریت صفحہ ۹۸)

تضیع اوقات: ”ڈیڑھ دو گھنٹہ کی فرقہ پرستانہ (نور و بشر اور حاضر و ناظر کی) تقریر محض سعی لاحاصل اور تضیع اوقات دکھائی دینے لگتی ہے۔ان تقریروں سے اسلام کی کون سی خدمت بجالائی

گئی؟ (فرقہ واریت صفحہ ۱۰۹) گویا شان رسالت وفضائل نبوی اور حضور پرنور ﷺ کی بے مثل بشریت ونورانیت اور حاضر وناظر ہونے کا بیان سعیٔ لاحاصل وتضیع اوقات اور خدمت اسلام کی بجائے مخالفت اسلام ہے۔

ع ...... بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبی است

قل خوانی: ''مذہبی اداروں میں پلنے بڑھنے اور پڑھانے والے عصری تقاضوں سے نابلد رہے۔ ان کا دائرہ کار فقط مسجدوں کی امامت جمعہ کی خطابت جنازہ پڑھانے اور قل خوانی پر تلاوت تک محدود ہو کر رہ گیا۔'' (پمفلٹ تحریکی امتیازات صفحہ ۱۰)

گمراہی کے ذمہ دار: ''جدید نسل کی گمراہی اور بے راہروی کے ذمہ دار اتنے الحاد ولا دینیت کا پرچار کرنے والے نہیں۔ جتنے کہ اسلام کی تبلیغ کرنے والے مبلغ اپنے کردار کی گراوٹ اور فکر وعمل کے تضاد کی وجہ سے ہیں۔'' (کتاب فرقہ واریت صفحہ ۶۸) ملخصاً

''رضائے مصطفےٰ'' دیکھ لیجئے علماء ومشائخ کی تحقیر وتنقیص میں بھی طاہر القادری صاحب نہ صرف مودودی صاحب کے قدم بقدم چل رہے ہیں بلکہ قل خوانی اور رسول اللہ ﷺ کی نورانیت و حاضر وناظر ہونے کے مسئلہ پر نام بنام طعن وطنز کر کے اور نورانیت وحاضر وناظر کے بیان کو تضیع اوقات قرار دے کر اس معاملہ میں مودودی سے بھی چار قدم آگے چلے گئے ہیں۔

سنیو! آنکھیں کھولو جو شخص کسی تخصیص واستثناء کے بغیر آپ کے مقتداء سنی علماء ومشائخ اور دینی مدارس اور وہاں سے فارغ التحصیل علماء کرام کی اس طرح تحقیر وتنقیص اور مسلک اہل سنت اور معمولات اہل سنت پر طعن وتشنیع کرے۔ کیا وہ خود سنی یا سنیوں کی عقیدت وقیادت کا مرکز بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

مسئلہ اجتہاد: ''کتاب وسنت ہی تنہا ماخذ ہے۔۔۔۔ اور ایسی مستقل قوت اجتہاد درکار ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی ایک کی پابند نہ ہو۔'' (تجدید واحیاء دین مودودی صفحہ ۸۰)

طاہرالقادری: ''جدید تقاضوں کے تحت بذریعہ اجتہاد قرآن وسنت سے استنباط کیا جائے۔ محض تقلید (ائمہ) ہی مکمل طور پر حاوی وطاری رہی تو علمی صلاحیتیں زنگ آلود ہوکر ناکارہ ہوجائیں گی''۔(کتاب فرقہ واریت صفحہ ۲۹، ۹۹)

''رضائے مصطفےٰ'' دیکھ لیجئے ہو بہو مودودی صاحب کی طرح تقلید ائمہ و اتباع سلف صالحین کی بجائے براہ راست قرآن وسنت سے استنباط کا طاہرالقادری کو کتنا شوق ہے جس کا ایک نمونہ بالخصوص وہ عورت کی دیت کے مسئلہ میں دکھا بھی چکے ہیں۔ خبردار! مت بھولئے کہ طاہرالقادری صاحب کو ایک طرف تو تقلید ائمہ کا ''زنگ'' اتارنے کی فکر ہے اور دوسری طرف وہ سنیوں حنفیوں کو مودودیت وہابیت اور شیعیت کا زنگ چڑھانے کی فکر میں ہیں۔ سنیو! اس خطرناک سازش سے خبردار ہوجاؤ۔

مسئلہ عمامہ: یہ بھی عجیب اتفاق اور ظاہری ومعنوی مناسبت ہے کہ بمصداق تشابھت قلوبھم جس طرح مودودی صاحب کی ساری زندگی ان کے سر پر سنت عمامہ کی جھلک نظر نہیں آئی۔ اسی طرح طاہرالقادری صاحب بھی سنت عمامہ شریف سے بے نیاز اور مودودی صاحب کی طرح ''ٹوپی پوش'' ہیں۔ کیوں نہ ہو ﴿ وہ مفسر قرآن و مفکر اسلام اور صاحب ''ترجمان القرآن'' اور یہ مفسر قرآن مفکر اسلام اور صاحب ''منہاج القرآن'' ﴾ وہ مزاج شناس رسول اور یہ عاشق رسول؟ (صلی اللہ علیہ وسلم)

افسوسناک انکشاف: مولانا علامہ محمد عبداللطیف صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور (سابق مدرس ادارۂ منہاج القرآن لاہور) نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا ہے کہ ﴿ ''فقیر (منہاج القرآن) میں سبق پڑھا رہا تھا کہ پیغام آیا طاہرالقادری بلا رہے ہیں۔ جب میں گیا تو قادری صاحب نے کہا۔ آپ نے ٹوپی (قراقلی) نہیں پہنی۔ ﴾ جواباً میں نے کہا کہ میں نے سنت کے مطابق دستار جو پہنی ہوئی ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا یہ ڈسپلن کے خلاف ہے۔ معاذاللہ ﴾ میں نے کہا میں تو چاہتا ہوں کہ آپ اور طلبہ کے سر پر بھی دستار ہو۔ پروفیسر نے

پھر کہا' یہ ڈسپلن کے خلاف ہے۔ ﴿﴾ میں نے کہا ڈسپلن اپنا پاس رکھو اور مدرس کا انتظام کرو۔ ﴿﴾ وہاں سے میرے آنے کا باعث یہی بات بنی۔ ﴿﴾ میں آج تک جو سمجھا ہوں وہ ہے۔ اقوال و افعال میں تضاد۔ وہ فتویٰ جس میں حضرت کاظمی صاحب علیہ الرحمتہ نے اس کو ضال مضل فرمایا' اس کو صحیح سمجھتا ہوں۔''

استغفر اللہ: عمامہ شریف کو اپنے نام نہاد ڈسپلن کے خلاف قرار دے کر تو پروفیسر صاحب مودودی سے بھی بڑھ گئے ہیں کیونکہ مودودی اور کئی دوسرے لوگ اگر چہ عمامہ شریف سے محروم رہے لیکن کسی نے ڈسپلن کو عمامہ شریف پر ترجیح تو نہیں دی۔ **وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه**

سنیو! آنکھیں کھولو اور قول و فعل کے تضاد اور ظاہر و باطن کے اس ہولناک فرق پر غور کرو کہ زبان سے عشق رسالت کا پرچار اور پروفیسری ماحول و درسگار میں سنت پاک پر عمل نہ صرف متروک بلکہ عمامہ شریف بھی معیوب و ڈسپلن کے خلاف۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

داڑھی: چونکہ مودودی کے نزدیک سنت کے مطابق داڑھی اور سرے کے بال ضروری نہیں بلکہ اس نے لکھا تھا کہ ''سنت کے مطابق (یکمشت) داڑھی ایک سخت قسم کی بدعت ہے۔'' (رسائل و مسائل جلد ا' صفحہ ۳۰۷) ﴿﴾ ''جس قسم کے بالوں کو انگریزی بال (بودے) کہا جاتا ہے۔ انکے ناجائز ہونے کی مجھے کوئی دلیل نہیں ملی۔'' (جلد اول صفحہ ۱۸۱)

لہذا مودودی مسلک کی طرح پروفیسری مسلک میں بھی داڑھی کی مقدار و پابندی لازمی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود پروفیسر صاحب کی داڑھی بھی ''نشیب و فراز'' سے گزرتی رہی ہے بلکہ رسالہ ''المصطفیٰ'' میں شائع ہوا تھا کہ ''پروفیسر طاہر القادری (درحقیقت) ایک وکیل ہے اور وکیلوں کی سرشت ہے کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کر دکھائیں حتیٰ کہ اس نے داڑھی اتفاق مسجد میں خطیب ہونے کے بعد چھوڑی ہے۔ خطابت سے پہلے تو پتلون پہنتے ٹائی باندھتے داڑھی منڈواتے تھے۔ ان کو اس حالت میں بارہا دیکھا گیا۔ (پندرہ روزہ ''المصطفیٰ'' ۲۲ ستمبر تا ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

نکتہ: جسطرح مودودی نے انگریزی بال و لباس و داڑھی وغیرہ مسائل میں ''اجتہادی لچک'' کے

ذریعے کالجوں کے طلباء ونوجوان طبقہ کو اپنے گرد اکٹھا کرنے اور انہیں ''فکر مودودی'' کا ترجمان بنانے کی کوشش کی تھی اسی طرح پروفیسر صاحب بھی اپنی ''اجتہادی لچک'' کے ذریعے فیشن ایبل ماڈرن ''خواتین وحضرات'' کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش میں مصروف کار ہیں اور پروفیسر صاحب کے مردوزن پر مشتمل (مخلوط) اجتماعات اور ان کے قریب ترین و ''منہاج القرآن'' کے اعلیٰ ترین عہدوں پر فائز بے ریش وخلاف شرع داڑھی کے حامل نوجوانوں اور ان کے گروپ فوٹوؤں کو دیکھ کر ہر کوئی اس چیز کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔

فوٹو بازی: مودودی صاحب اور مودودی جماعت کے لیڈروں کی طرح پروفیسر صاحب کے ہاں بھی فوٹو بازی کی بھرمار ہے اور مودودی سے بھی بڑھ کر پروفیسر صاحب کی وڈیو کیسٹوں اور فلموں کا با قاعدہ شعبۂ وکاروبار ہے بلکہ پروفیسر صاحب مودودی سے بھی زیادہ ترقی فرما گئے ہیں۔ اس لیے کہ مودودی کا عمل جو کچھ بھی تھا۔

بہر حال فوٹو کی حرمت وگناہ پر اس کا فتویٰ بہت شدید تھا جبکہ پروفیسر صاحب نے ماڈرن طبقہ کی خوشنودی وآزادی کے لیے با قاعدہ فتویٰ داغ دیا ہے کہ ''یادگار کے لیے تصویر بنانا جائز ہے۔''

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ (تقریر چکوال، بحوالہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی یکم نومبر ۱۹۸۷ء)

ایک طرف مودودی کے ساتھ پروفیسر طاہر القادری کی مماثلت و اجتہادی کرشمے دیکھتے جایئے اور دوسری طرف پروفیسر صاحب کا یہ دوغلہ پن بھی ذہن میں رکھئے کہ فرماتے ہیں۔

''میں اعلیٰ حضرت کا ایک ادنیٰ سا خوشہ چین ہوں۔''

حالانکہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے داڑھی کے بعد شرعی وجوب وایک مشت سے کم داڑھی کترانے منڈانے کے حرام وگناہ ہونے کے فتاویٰ پر مشتمل ایک مکمل کتاب لکھی ہے۔ "لمعة الضحیٰ فی اعفاء اللحٰی" اور

اسی طرح کیمرہ بازی وتصویر سازی کے شدید حرام وگناہ ہونے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ

الرحمۃ نے مستقل طور پر دو کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ﴿۱﴾ ''شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ ونعالہ'' ﴿۲﴾ اور ''عطایا القدیر فی احکام التصویر۔'' خدا تعالیٰ پروفیسر صاحب کو ہدایت دے تا کہ وہ اپنی دورخی و دوغلہ پالیسی سے مخلوق خدا اور بالخصوص بھولے بھالے سنی بریلوی بھائیوں کو مغالطہ نہ دیں۔

تقلید: میرے نزدیک صاحب علم آدمی کے لیے تقلید ناجائز اور گناہ بلکہ اس سے بھی کچھ شدید تر چیز ہے۔ (رسائل و مسائل مودودی صفحہ ۲۴۴)

پروفیسر: ''عوام الناس کے لئے تقلید واجب ہے۔'' (اہم انٹرویو ص ۵)

دیکھ لیجئے مودودی صاحب کی ہمنوائی میں پروفیسر صاحب نے بھی صرف ''عوام الناس'' کے لیے تقلید کو واجب قرار دے کر صاحب علم آدمی (علماء) کو وجوب تقلید سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے جیسا کہ پہلے مودودی صاحب کا فتویٰ گزر چکا ہے کہ ''صاحب علم آدمی'' کے لیے تقلید نہیں حالانکہ مذہب اہلسنّت میں عامی ہو یا عالم سب کے لیے تقلید ضروری ہے۔

تقلید (مودودی) جامد: اجتہاد کے چشمے خشک ہوگئے۔ تقلید جامد کی بیماری پھیل گئی۔'' (تجدید و احیاء دین صفحہ ۴۱)

طاہر القادری: ''میری تقلید کسی جامع تصور کے تحت نہیں بلکہ میں متحرک تقلید کا قائل ہوں۔'' (انٹرویو جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء) ﴿۲﴾ ہم چاہتے ہیں۔۔۔ کہ علمی فقہی ارتقاء کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمود اور تعطل کا خاتمہ کر دیں۔۔۔ وقت کے تقاضوں کے مطابق اجتہاد کر سکیں۔'' (انٹرویو نوائے وقت ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء) دونوں عبارتوں میں لفظ اجتہاد' تقلید جامد' متحرک تقلید اور دونوں کی مماثلت قابل غور ہے۔

===============

''رضائے مصطفیٰ'' میں منظر عام پر لانے سے پہلے

اتباع اکابر و اجماع امت پر مشتمل پر خلوص مکتوب

بخدمت پروفیسر علامہ محمد طاہر القادری صاحب السلام علیکم!

مزاج بعافیت۔ بحکم حدیث الدین النصیحہ اور آپ کا استاد بھائی اور قادری بھائی ہونے کے ناطہ سے بلا تعارف و تمہید نہایت اخلاص کے ساتھ چند احادیث مبارکہ کی تائید و تاکید کے ساتھ چند اجماعی عبارات پیش خدمت ہیں۔ (اگرچہ پہلے بھی آپ کے علم میں ہوں) ان پر خصوصی غور فرما کر اپنے انفرادی مؤقف کی بجائے اجماع امت کی طرف رجوع الی الحق کا اعلان فرما کر دینوی اور اخروی نیک نامی حاصل کریں اپنی شخصیت کو متنازعہ نہ بنائیں اور قوم و جماعت میں وجہ افتراق نہ بنیں اور اپنی خداداد عزت و شہرت کو داغدار نہ کریں۔ اگر خدانخواستہ فقیر کا مخلصانہ مشورہ قابل قبول و رجوع الی الحق کا محرک نہ ہو سکے تو مجلس مذاکرہ کے بعد تھوڑی سی تکلیف فرما کر از رہ تحقیق و علم دوستی چند سطور ضرور تحریر فرما دیں کہ مذکورہ احادیث و اجماعی عبارات کا نمبروار آپ کے پاس کیا جواز ہے اور یہ آپ کو کس بنا پر قابل قبول نہیں۔ زیادہ طوالت کی ضرورت نہیں جواب کے لیے مختصر و جامع الفاظ ہی کافی ہیں۔ (ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وماتوفیقی الا باللہ)

احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں۔

﴿﴾ البرکۃ مع اکابرکم۔ ﴿﴾ لایزال الناس بخیر مااخذ والعلم عن اکابرھم فاذا اخذوا العلم عن اصاغرھم ھلکوا۔ (مقاصد حسنہ' کشف الغمہ شعرانی)

﴿﴾ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ ﴿﴾ اصحابی کالنجوم۔ (مشکوٰۃ)

﴿﴾ ان اللہ لایجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ۔ (ترمذی' مشکوٰۃ) ﴿﴾ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ۔ (احمد' مشکوٰۃ) ﴿﴾ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ (ابن ماجہ' مشکوٰۃ)

مذکورہ احادیث و روایات میں خلفاء راشدین' صحابہ کرام' اجماع امت' سواد اعظم اور اکابر

بزرگان دین کی اتباع وموافقت کی جس قدر تاکید فرمائی گئی ہے۔ وہ محتاج وضاحت نہیں اور خلاف ورزی پر ہلاکت ونار دوزخ کی جو وعید فرمائی گئی ہے۔ وہ بھی بالکل صریح ہے۔ ان ارشادات مبارکہ کے تاکیدی حکم کیبعد اب عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر اجماع امت اور بالخصوص حضرات صحابہؓ وخلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

اجماع امت: ''بدائع صنائع'' میں ہے۔ ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور اس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور ان پر کسی کا انکار منقول نہیں۔۔۔۔ تحقیق سیدنا عمر سیدنا علیؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا یہی فرمان ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ (جلد نمبر۷ صفحہ ۲۵۴)

تفسیر طبری میں ہے ''مومنہ عورت کی دیت مومن مرد سے نصف ہے اور بین الجمیع اس میں کسی کا اختلاف نہیں سوائے اس کے جس کا اختلاف نہ کسی شمار میں ہے اور نہ اس کا کوئی اعتبار ہے۔'' (جلد ۵ صفحہ ۱۳۲)

غرائب القرآن: (نیشاپوری) میں ہے ''عورت کی دیت مرد سے نصف ہے اور اس پر معتبرین صحابہ کا اجماع ہے۔ جس طرح عورت کی وراثت اور شہادت نصف ہے اسی طرح دیت بھی نصف ہے۔'' (ج ۵ ص ۱۳۷)

تفسیر کبیر: ''فقہاء کی یہ حجت ہے کہ تحقیق حضرت علیؓ حضرت عمرؓ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے عورت کی نصف دیت کا فیصلہ دیا ہے نیز جس طرح عورت وراثت شہادت میں نصف ہے اسی طرح اس کی دیت بھی نصف ہے۔'' (تفسیر کبیر ج ۱۰ ص ۲۳۳)

مذکورہ حوالہ جات میں عورت کی نصف دیت پر حضرات صحابہؓ کرام کے اجماع اور بالخصوص حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے فیصلہ کی کسقدر وضاحت وصراحت ہے۔ حضرات صحابہ کرام وخلفاء راشدین کے اجماع ومتفقہ فیصلہ کے بعد ان

سے کیسے اختلاف ہو سکتا ہے اور ایسے اختلاف کا کون اعتبار کر سکتا ہے؟

ائمہ اربعہ: محقق مذاہب فقہاء وائمہ اربعہ حضرت امام شعرانی علیہ الرحمتہ نے نقل فرمایا کہ ''تمام اماموں کا اجماع ہے کہ عورت حرہ مسلمہ کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔۔۔۔ یہ مسئلہ مسائل اجماع واتفاق میں سے ہے۔'' (المیزان الکبریٰ ج ۲، ص ۲۴۴)

امام اعظم: محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابوحنیفہ سے انہوں نے حضرت حماد سے انہوں نے حضرت ابراہیم سے اور انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) سے روایت فرمائی کہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہے۔ (کتاب الحجہ جلد ۴، ص ۲۷۸)

امام محمد نے کتاب ''الاصل'' میں فرمایا ''ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت پہنچی ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔''

(عنایہ حاشیہ فتح القدیر ج ۹، ص ۲۱۰، مبسوط سرخسی ج ۱۲، ص ۷۹)

ہدایہ میں ہے کہ ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے اور تحقیق یہی چیز حضرت علی سے موقوفاً اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے۔'' (ج ۴، ص ۵۸۵)

فتاویٰ عالمگیری: جو سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ نے مرتب کرایا اور جسے اس دور کے پانچ سو اکابر علماء فقہاء نے مرتب فرمایا۔ اس میں بھی یہی متفقہ فتویٰ ہے کہ ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔'' (فتاویٰ عالمگیری ج ۶، ص ۲۴)

حضرات یہ مخلصانہ مدلل مکتوب پروفیسر صاحب کی خدمت میں لکھا گیا مگر انہوں نے احادیث مبارکہ کے ارشادات اور اجماع امت کے حوالہ جات سے کوئی عبرت ونصیحت اور ہدایت حاصل نہ کی اور نہ ہی اس کا جواب دینے کی زحمت فرمائی۔

غور فرمایئے جو شخص اجماع امت، صحابہ کرام، خلفاء راشدین، ائمہ اربعہ، بزرگان دین، مذہب

حنفی اور فتاویٰ عالمگیری کے پانچ سو علماء وفقہاء کے متفقہ اجماعی فتاویٰ مبارکہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کرے اور ان سب کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ان سب سے زیادہ قرآن وحدیث کا ماہر و مجتہد ہونے کا زعم کرے اور پھر عوام اہل سنت کو ورغلانے کے لیے زبردستی سنی حنفی بریلوی ہونے کا بھی اظہار کرے۔اس کا یہ دوغلہ پن کیسے قابل قبول ہوسکتا ہے اور اس کو سنی حنفی کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ کیا کوئی بھی صحیح العقیدہ سچا سنی حنفی ایسی جسارت کرسکتا ہے کہ وہ اجماع امت صحابہ وخلفاء اور ائمہ اربعہ (علیہم الرضوان) تک کسی کو خاطر میں نہ لائے اور حضرت فاروق اعظم حضرت علی المرتضیٰ حضرت ابن مسعود اور حضرت زید بن ثابت جیسے صحابہ وخلفاء اور ائمہ اربعہ وامام اعظم جیسی شخصیات کا نام سنکر بھی اسے ندامت محسوس نہ ہو اور وہ انکے دامن سے وابستہ ہونے کی بجائے ان کا مد مقابل بن کر براہ راست استنباط واجتہاد کا دعویٰ کرے، ہرگز نہیں، ایسی دورنگی وسینہ زوری تو کسی پروفیسر کا ہی کام ہوسکتا ہے۔اگر اسی کا نام سنیت حنفیت ہے تو پھر غیر مقلدیت وہابیت اور چکڑالویت وپرویزیت کس بلا کا نام ہے؟

اکثریت کا اقرار: ''پروفیسر محمد طاہر القادری نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ ائمہ اربعہ اور علماء کرام کا اکثریتی قول عورت کی نصف دیت کا ہے۔۔۔انہوں نے تسلیم کیا کہ فقہاء کی اکثریت عورت کی نصف دیت کی قائل ہے۔'' (جنگ لاہور ۱۸۔اکتوبر ۱۹۸۴ء)

اکثریت کا فتویٰ: پروفیسر صاحب رقمطراز ہیں ''قاعدہ یہ ہے کہ ﴿۞﴾ للاکثر حکم الکل۔ اکثر کے لیے کل کا ہی حکم ہوتا ہے۔ ﴿۞﴾ آنحضرت ﷺ اور خلفاء راشدین کا عمل بھی یہی تھا کہ مشاورت میں اکثریتی رائے کا احترام فرماتے تھے۔ ﴿۞﴾ بلکہ اکثریتی رائے کے اقلیتی رائے پر فائق ہونے کا اصول پوری دنیا کے مسلمات میں سے ہے۔جس پر اہل اسلام وغیر اسلام میں سے کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ ﴿۞﴾ اجماع امت یا سواد اعظم پر مبنی مذہب کو شریعت نے مذہب حق قرار دیا ہے۔ ﴿۞﴾ امت کی اکثریت کا کسی مسئلہ پر متفق ہوجانا خود بھی شرعی دلیل قرار پاتا ہے۔ ﴿۞﴾ اپنی رائے اور تحقیق کو اکثریتی رائے اور تحقیق پر فائق سمجھنا۔۔۔خود گمراہی بے عقلی اور بے

بصیرتی ہے۔ ﴿۞﴾ اہل ایمان کے سواد اعظم کو گمراہ قرار دے کر یا اس سے خارج ہو کر اپنے لیے نئی راہ بنانا یہی حقیقت میں گمراہی اور منافقت ہے۔ ﴿۞﴾ اکثریت اقلیت کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ و مامون ہوتی ہے۔ ﴿۞﴾ امت کی اکثریت کبھی صراط مستقیم سے نہیں بھٹکے گی۔ ملخصاً

(کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ' منافقت اور اس کی علامات)

پہلے عورت کی نصف دیت پر اکثریت کا اقرار ﴿۞﴾ پھر مذکورہ دونوں کتابوں میں اکثریتی حکم کا بقلم خود فتویٰ ﴿۞﴾ پھر خود علی الاعلان اخبارات وغیرہ میں عورت کی پوری دیت کا دعویٰ۔ کیا اس کا یہ واضح مطلب نہیں کہ پروفیسر صاحب کا علم ان کی عقل سے بڑھ گیا ہے اور عقل اتنے علم کی متحمل نہ ہو کر چکرا گئی ہے نیز اجماع امت کی مخالفت اور صلحکلیت کی نحوست نے پروفیسر صاحب کو مزید سرگردانی میں مبتلا کر دیا ہے جس کے باعث پروفیسر صاحب نے اپنی تضاد بیانی و دوغلہ پالیسی کے باعث خود اپنے آپ پر ہی اپنا فتویٰ چسپاں کر لیا ہے اور

بقلم خود: فتویٰ کے مطابق امت کی اکثریت کے بالمقابل عورت کی پوری دیت کا دعویٰ کر کے خود اپنے ہی قول کے مطابق ﴿۞﴾ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین کی مخالفت ﴿۞﴾ اور بے عقلی و بے بصیرتی اور گمراہی و منافقت کی بنا پر ﴿۞﴾ صراط مستقیم سے بھٹک کر ﴿۞﴾ اور پوری دنیا کے مسلمات کو پامال کر کے ﴿۞﴾ غیر اہل اسلام سے بھی زیادہ بہک گئے ہیں کیونکہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ﴿۞﴾ ''اکثریتی رائے کا اصول پوری دنیا کے مسلمات میں سے ہے جس پر اہل اسلام و غیر اسلام کسی کا بھی اختلاف نہیں۔'' ''اکثریت کا فتویٰ'' پروفیسر صاحب کا اپنا ہی تیار کردہ آئینہ ہے۔ کاش کہ وہ اس میں اپنے خدوخال کا بغور معائنہ فرمائیں اور اہل اسلام و غیر اسلام سب کے مسلمات سے روگردانی کر کے اپنی زبانی ''نابغۂ عصر و نابغۂ دہر'' نہ بنیں۔ آگے ان کی مرضی۔

ع......ہم نیک و بد آپ کو سمجھائے دیتے ہیں

===

اجماع صحابہ کے متعلق مزید دورنگی

اجماع و تنسیخ اجماع کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں ''اجماع صحابہ اور امت کا اجماع قطعی اس سے مستثنیٰ ہیں۔۔۔شرعاً اجماع صحابہ کے علاوہ کوئی ایک اجماع' بعد کے دور کے اجماع سے منسوخ ہوسکتا ہے۔'' (کتاب اجتہاد اور اس کا دائرہ کار صفحہ ۱۹۸) ﴿﴾ اسی طرح کتاب ''تحقیق مسائل'' صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ ''اجماع صحابہ کے بعد' دیگر ادوار کے ائمہ وفقہاء کا اجماع ہے۔ ﴿﴾ اس میں قطعی اور ظنی کا فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے۔''

دیکھیئے پروفیسر صاحب نے دونوں کتابوں میں کس وضاحت وصراحت کے ساتھ ''اجماع صحابہ'' (رضی اللہ عنہم) کو یقینی طور پر اختلاف و تنسیخ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے مگر خود ہی اپنے ''اکثریت کے فتویٰ'' کی خلاف ورزی کی طرح یہاں بھی عورت کی دیت کے مسئلہ میں ساری امت میں تن تنہا خود ہی اجماع صحابہ کی تنسیخ کر کے عورت کی پوری دیت کا دعویٰ لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

پروفیسر طاہر القادری علماء اہلسنّت کی نظر میں

علامہ احمد سعید کاظمی (مرحوم) جن سے پروفیسر صاحب نے سند حاصل کی تھی۔ اپنی کتاب میں عورت کی نصف دیت پر اجماع امت کی خلاف ورزی کرنے پر پروفیسر صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں کہ ''عورت کی نصف دیت پر صحابہ کرام وتابعین عظام کا اجماع سکوتی ہے۔۔۔ائمہ اربعہ اور ان کے سب متبعین بلکہ تمام محدثین عورت کی نصف دیت پر متفق ہیں۔۔۔ان کا انکار بہت بڑی جسارت' سوادِ اعظم سے خروج بلکہ صراط مستقیم سے انحراف ہوگا۔ صحابہ کے اجماع سکوتی کے انکار کرنے والے کو علماء نے ضال یعنی گمراہ قرار دیا ہے۔''

(کتاب ''اسلام میں عورت کی دیت'' صفحہ ۳۷' ۴۵' ۴۸)

علامہ عبدالرشید جھنگوی: جن کے پروفیسر صاحب بالخصوص تلمیذ وشاگرد ہیں۔انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ ’’عورت کی دیت نصف ہونے پر تمام سلف وخلف کا اتفاق ہے۔آج اس طے شدہ مسئلہ کو چھیڑ کر ملت میں انتشار وافتراق کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔دور حاضر کے کسی عالم کی تحقیق کو مجتہدین علی الاطلاق کی تحقیق کے مقابل لانا ان کے تبحر علمی کے انکار کے مترادف ہے۔‘‘(مکتوب گرامی)

نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف.........

’’پروفیسر صاحب سے دریافت کرنا چاہیے کہ ﴿۞﴾ آپ جو اسلام کے نام پر اجتماعیت کے داعی اور مسلکی اختلافات کے سخت مخالف ہیں اور ایک ہی رسی میں سب کو باندھ کر سب کو فرقہ پرست گردان رہے ہیں۔آپ سے ہی سوال ہے کہ اسلام کے نام پر (مختلف بنیادی) افکار وخیالات کے حاملین کا باہم اسلام کے نام پر اجتماع واتحاد کیسے ممکن ہے؟ ﴿۞﴾ ان کے معتقدات میں کون سے عقائد اسلام ہیں اور کون سے غیر اسلام یا سب اسلام ہیں؟ ﴿۞﴾ اگر ان میں صرف ایک گروہ کے عقائد ہی اسلام ہیں تو باقی فرقوں کا اتحاد اسلام کی بنیاد پر باہم اجتماع اضداد کو مستلزم ہے۔ ﴿۞﴾ اور سارے مختلف خیالات اسلام ہیں جب بھی اجتماع اضداد لازم جس کا حاصل حق وباطل کفر واسلام کا اتحاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔ ﴿۞﴾ اسے آپ کیسے ممکن بنائیں گے؟ ﴿۞﴾ پھر کیا جناب کے نزدیک یہی اسلام ہے جس کی خاطر آپ متحد ہونے کی دعوت دے رہے ہیں؟ جناب نے اہل سنت وجماعت کو (جسے بریلویت سے تعبیر کرتے ہیں) فرقہ پرستوں میں کیوں گن لیا اور یہ لکھ ڈالا کہ ’’بریلویت دیوبندیت اہلحدیثیت شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔‘‘ ﴿۞﴾ جناب کی اس عبارت کے تیور یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت (بریلویت) سمیت کوئی مسلک اسلامی نہیں بلکہ اسلام سے بیزار کرنے والا اور وحشت کا موجب ہے۔ ﴿۞﴾ پھر مسلک اسلامی کیا ہے؟ ﴿۞﴾ (بقول جناب) ’’جب فرقہ پرستی اس سوچ اور زاویۂ نگاہ کو کہتے ہیں جو ہر دوسرے کو غیر مسلم لادین کافر ومشرک بنانے سے عبارت ہو۔‘‘ ﴿۞﴾ تو پھر آپ نے یہ کہہ کہ ’’اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ الگ اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو

جانا تشتت وانتشار کو جنم دیتا ہے۔ جو قرآن کی اصطلاح میں کفر کی موت ہے۔'' ﴿﴾ خود جناب نے فرقہ پرستی کیوں اوڑھ لی۔ ایک طرف تو حسب زعم خویش اسلامی فرقوں کو ایک دوسرے کی تکفیر سے منع کیا اور دوسری طرف سنیت (بریلویت) سمیت سب کو فرقہ پرست کہہ کر سب کی تکفیر کر دی۔ آپ کا یہ فعل خود آپ کے اقرار سے دین میں رخنہ اندازی وتفرقہ پروری ہوکر صریحاً کفر کے مترادف ہوا۔ تو یہ آپ کا اقراری کفر ہوا کہ نہیں۔ ضرور ہوا۔ ﴿﴾ آپ رقمطراز ہیں کہ ''خدا اور رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔'' الخ کیوں جناب کیا سرکار ابد قرار ﷺ نے نہ فرمایا کہ ''میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے اور وہ جماعت وہ ہے جو اس دین پر قائم ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' ﴿﴾ پھر بھی یہ کہہ دینا کہ خدا و رسول نے کسی فرقہ اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔ سراسر قرآن وحدیث کے ارشادات سے اعراض اور ہر شخص کو ذاتی عقیدے کی چھوٹ دینی ہے۔ ﴿﴾ پروفیسر صاحب اگر ''حسام الحرمین'' کی تصدیق کریں تو خود ان کا یہ سارا کلام دریا برد اور انکار کریں تو دلائل عدم قبول دیں ورنہ صریح ہٹ دھرمی اور ان کے لیے بھی وہی احکام جو دیابنہ وغیرہم کے لیے علماء نے ارشاد فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

نواسۂ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی تقدس علی خان صاحب (رحمۃ اللہ علیہ)

سوال: پروفیسر طاہر القادری صاحب کے مؤقف عورت کی پوری دیت کے رد میں علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم نے فرمایا ہے کہ ''اجماع کے انکار کرنے والے کو علماء نے ضال یعنی گمراہ قرار دیا ہے نیز فرمایا کہ سواد اعظم کی اتباع سے باہر جانا سواد اعظم سے خروج قرار پائے گا اور مذاہب اربعہ کے اتفاق کا انکار بہت بڑی جسارت بلکہ صراط مستقیم سے انحراف ہوگا''۔ آپ بھی اس مسئلہ میں شرعی حکم کی وضاحت فرما کر مشکور ہوں۔

الجواب: عبارت مندرجہ بالا جو حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ''اسلام میں عورت کی دیت'' میں تحریر فرمائی۔ اس سے میں بالکل متفق ہوں بے شک اجماع کا انکار کرنے

والے کو علماء نے ضال فرمایا ہے۔ایسے شخص پر جو اجماع کا انکار کرے۔توبہ واجب ہے۔(فقیر تقدس علی قادری شیخ الجامعہ راشدیہ پیر گوٹھ)

مصیب فیما اجاب

(مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ ضلع خیر پور)

تصدیق علماء سکھر::الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(مفتی)ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

- **اصاب من اجاب، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔**

  محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہٗ خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ سکھر۔

- جواب درست ہے۔محمد رفیق غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر۔
- الجواب صحیح۔فقیر محمد عارف نائب مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر۔
- الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم

  قاری عزیز احمد مدرسہ عربیہ انوار القرآن پرانا سکھر۔

- جواب صحیح ہے۔انیس احمد قادری خادم حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔

پروفیسری عقیدت: ''محترم ومکرم حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا دینی وعلمی مقام وآپ کی شخصیت تمام اہل علم کے لیے قابل قدر ہے اور میرے دل میں آپ کی خصوصی قدر ومنزلت ہے۔آپ کا خانوادۂ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خصوصی تعلق اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی نسبت تلمذ ہے۔'' (خاکپائے علماء محمد طاہر القادری۔ایک اہم خط۔ملخصاً)

ایک طرف مفتی صاحب وعلماء کا فتویٰ اور حکم توبہ ہے اور دوسری طرف پروفیسر صاحب کا اظہار عقیدت۔اگر یہ عقیدت سچی ہے محض لفظی نہیں تو قبول فتویٰ ورجوع الی الحق وتوبہ کرنے میں کیا مانع ہے؟ کبھی تو قول وفعل میں یکسانیت اختیار کریں۔

علامہ عطا محمد بندیالوی (علیہ الرحمتہ) کی کتاب "دیۃ المراۃ" میں ہے کہ "آج کل کے کچھ لوگوں نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے "مفسر قرآن" کا لبادہ اوڑھ کر چودہ سو سالہ متفقہ مسائل جن پر صرف ائمہ اربعہ ہی کا نہیں بلکہ صحابہ کرام کا بھی اجماع ہے۔ کا انکار کر کے اُمت مسلمہ میں انتشار پھیلا دیا"۔

علامہ محمد عبداللہ قصوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتاب "عورت کی دیت" میں ہے کہ "پروفیسر طاہر القادری نے میاں محمد شریف صاحب کے مکان پر مذاکرہ میں کہا کہ فقہاء مجتہدین ائمہ اربعہ سمیت اس کے فریق (مدمقابل) ہیں اور ان کا کوئی حوالہ اس کے لیے سند نہیں۔ مفتی محمد حسین نعیمی نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ طاہر صاحب نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ عورت کی پوری دیت کا فتویٰ صادر فرما کر شہرت حاصل کریں اور نمبر لے جائیں لیکن نعیمی صاحب نے اس مشورہ کو رد کر دیا۔ جیسا کہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے روزنامہ "جنگ" اور "امروز" لاہور میں شائع ہو چکا ہے۔ اس شخص نے حضرات صحابہ و ائمۂ دین کے متعین راستہ کو چھوڑ کر شیطانی راستہ اختیار کر کے اپنی آخرت برباد کر دی۔ خدا تعالیٰ اسے راہ راست پر واپس آنے کی توفیق دے۔ آمین"

علامہ احسان الحق قادری (رحمتہ اللہ علیہ) "رضائے مصطفےٰ" کے ایک شمارہ میں پروفیسر محمد طاہر کی بابت دو مضمون پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ ہم جسے حنفی سنی قادری سمجھتے تھے افسوس وہ ان سب سے خالی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے اور اس "علیہم اللسان" کو حدیث شریف کی وعید کا مصداق بننے سے بچائے۔ آمین!

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی لاہور: "آپ نے "رضائے مصطفےٰ" میں طاہر القادری کی چند عبارات پر حقیقت افروز تبصرہ فرمایا ہے۔ جزاکم اللہ۔ طاہر القادری صاحب اپنے ذہن میں راسخ شدہ نظریات کے حوالے سے ہی قرآن و حدیث کو دیکھتے ہیں جبکہ وہ اکابرین اسلام و سلف صالحین کو بیان کردہ قرآن و حدیث کی تشریحات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ انہوں نے اسی مشن کو

آگے بڑھانے کے لیے عشق رسالت اور تصوف کا عنوان قائم کیا جس کی بنا پر سواد اعظم اہل سنت و جماعت ان سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آپ کے بروقت اقدام سے ہو سکتا ہے کہ لوگ طاہر القادری صاحب کے اصل مشن کی پہچان کر سکیں''۔

علامہ عبدالحکیم شرف لاہور: ''رضائے مصطفٰے'' میں پروفیسر صاحب کی مطبوعات کے اقتباسات سے تعجب ہوا کہ وہ صلحکلیت پر مبنی کسی فرقے کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ امید ہے کہ پروفیسر صاحب ''رضائے مصطفٰے'' کی اس کاروائی کا برا نہیں منائیں گے کیونکہ وہ خود دروازہ اجتہاد کو اتنا وسیع کر رہے ہیں کہ کسی بھی امام سے اختلاف کیا جا سکتا ہے تو پھر ان سے اختلاف کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ مولائے کریم جل مجدہ ''رضائے مصطفٰے'' کو علم حق بلند کرنے کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

علامہ محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کے صاحبزادے مولانا کوکب نورانی نے تحریر فرمایا کہ ''جب میں نے پروفیسر طاہر القادری کا سات نکاتی پروگرام پڑھا جسے آپ نے ''فرقہ واریت'' کے خاتمے کے لیے تجویز کیا ہے تو اس پروگرام کو پڑھ کر میں اس دن سو نہیں سکا کیونکہ میں نے اپنے تئیں یہ محسوس کیا کہ گویا یہ ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی جا رہی ہے''۔

مفتی غلام سرور قادری: ''افسوس کہ طاہر القادری اپنے جاہلانہ ''اجتہاد'' سے قرآن و حدیث اور اجماع امت میں تبدیلیاں کر کے اسلام کے مخالفوں کو خوش کر رہا ہے اور عورت کی شہادت اور دیت جیسے دین اسلام کے مسلمہ مسائل کا انکار کر کے اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ڈالے ہوئے ہے۔ ایسے شخص کی تقریریں سننا اور اس کے حلقہ میں جانا بھی شریعت کی رو سے منع ہے۔ یہ منکر حدیث بھی ہے اور منکر تقلید بھی اور منکر اجماع امت بھی۔ اگر اس حقیقت کا ثبوت مطلوب ہو تو ہمارے پاس کیسٹ موجود ہے جس میں اس نے ائمہ دین و فقہاء مجتہدین کو اپنا فریق (مدمقابل) بنا کر ان کے فیصلوں کو ماننے سے کھلا انکار کر دیا''۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا مفتی جان محمد صاحب مرحوم لاہوری کے صاحبزادے مولانا

محمد مظفر اقبال لاہور نے لکھا ہے کہ ''پروفیسر طاہر صاحب کی دورنگی پالیسی نے بہت سے بھولے بھالے سنیوں کو تذبذب کی دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ دعا ہے کہ آپ کی یہ محنت ان بھٹکے ہوؤں کے لیے مشعل راہ بنے جس کی روشنی میں وہ صراط مستقیم کو پالیں۔ مسٹر طاہر جس راہ پر بڑی تیزی سے گامزن ہیں وہ راہ انہیں اہل سنت وجماعت کے راستہ سے بہت دور لے جارہی ہے اور اس راستہ سے ان کی واپسی بمشکل نظر آتی ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں ہدایت فرمائے اور ان کی اس ترقی معکوس سے ہر سنی مسلمان کو محفوظ رکھے''۔ آمین

علامہ محمد فیض احمد اویسی بہاولپور: ''پروفیسر طاہر القادری بزعم خویش مجتہد جو دراصل متجدد اور باصطلاح فقیر ''بریلوی مودودی'' ہے۔ خدا کرے اسے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت کے صدقے سمجھ آجائے کہ اپنی استعداد کو اکابر اسلام کی تحقیق پر نچھاور کردے۔ ورنہ وہ ہمارے جیسوں کی کب سنتا ہے جبکہ وہ اکابر اسلاف صالحین میں سے ائمہ مجتہدین کو بھی اپنی تحقیق کے سامنے کچھ نہیں سمجھتا جیسا کہ اس کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ اہل حق نے پروفیسر صاحب اور عوام اہل سنت کو آگاہ کردیا ہے۔ آگے ان کی قسمت۔ بہرحال پروفیسر صاحب ایک میٹھا زہر ہے جو اہل سنت کو بالخصوص مضر ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل یا تو پروفیسر صاحب کے زہر کو غیر مؤثر بنادے۔ یا اس زہر کا تریاق پیدا فرمادے''۔ آمین

مولانا شبیر احمد ہاشمی پتوکی: ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے شماروں میں طاہر القادری صاحب پر نہایت فاضلانہ تبصرہ کیا گیا ہے ان کی عبارات کے خفیہ گوشوں سے عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ جس شخص کو دوچار الفاظ لکھنا یا بولنا آجاتے ہیں وہ بزعم خویش آفاقی بننے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی معاملہ طاہر صاحب کا ہے یہ صاحب ابتداء میں اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد برحق فاضل بریلوی قدس سرہ کے اعراس مقدسہ میں تقاریر سے متعارف ہوئے۔ پوری ملت کو مسرت ہوئی مگر وہ بھی بالآخر اسی ساحری کا شکار ہوگیا کہ وہ مسلک اہلسنت کے لیے کام نہیں کررہا''۔

مولانا محمد حسن علی میلسی: ''یہ اس دور کا المیہ ہے کہ جس کم ظرف کو بھی تھوڑا بہت لکھنے پڑھنے اور بولنے کا طریقہ آ جاتا ہے وہ اکابر علماء وفقہاء اور اپنے اساتذہ کی تحقیقات عالیہ سے انحراف کرتے ہوئے اپنے زعم میں تحقیق وتدقیق میں حیرتناک انفرادی تحقیقات پیش کرتے بلکہ تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوتے ہیں اور بعض نومولود محققین تو بزعم خود اپنی تحقیقات منوانے اور اکابر کی تحقیقات پر اپنی انفرادی تحقیق مسلط کرنے کی منظم جدوجہد کرتے ہیں۔ اجماعی مسائل میں مسلمہ اکابر کی تصریحات کے خلاف اپنی انفرادی آراء پیش کرنا اس کو تحقیق قرار دینا اور صلحکلیت کی کھچڑی پکانا مخالفین اہل سنت دشمنان دین وملت منکرین ضروریات دین کے لیے اپنا دامن دراز کر دینا یہ پروفیسر صاحب کا ہی کارنامہ ہے۔

بریلی شریف: فقیر سے گذشتہ سال (۱۴۰۷ھ) بریلی شریف حاضری کے موقعہ پر حضرت عالی مرتبت صاحبزادہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں صاحب فاضل جامعہ ازہر مصر نے بھی فرمایا تھا کہ ''پروفیسر صاحب اپنے زعم تحقیق میں ایک جدید مکتب فکر کی بنیاد رکھ رہے ہیں فقیر جب لاہور حاضر ہوا تو پروفیسر صاحب نے دعوت دی مگر ان کے بعض جدید افکار وعقائد کے پیش نظر فقیر ان کے ہاں نہیں گیا۔ بہرحال پروفیسر صاحب کے متعلق جو کچھ لکھا گیا مثبت اور محتاط لکھا گیا ہے''۔

===

مولانا غلام علی اوکاڑوی (رحمۃ اللہ علیہ) ۲۴ صفر المظفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۷ء اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس کے موقع پر دار العلوم امجدیہ کراچی کی سہ روزہ محفل کی دوسری نشست میں علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی نے مقتدر علماء اہل سنت کی موجودگی میں پروفیسر طاہر القادری کے مسلک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کوئی بھی دیوبندی قادیانی شیعہ وغیرہ بدمذہب ہمارا بھائی نہیں ہو سکتا اور کسی کا ''اعلحضرت نمبر'' رسالہ شائع

کرنا اعلیٰ حضرت کے عاشق ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ اعلٰحضرت کے عاشق ہونے کی دلیل ''فتویٰ ''حسام الحرمین'' کو جان و دل سے ماننا ہے۔ دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز کے مسئلہ کا ردفرمایا کہ دیوبندیوں کی اقتداء میں نماز ہرگز نہیں ہوتی۔ دیوبندی ''مفکر صاحب'' کے بھائی بن سکتے ہیں۔ ان کے ساتھ اتحادواتفاق کرسکتے ہیں ہمارے ساتھ نہیں۔''

(احقرالوریٰ محمد حفیظ قادری پی۔او بکس نمبر ۱۸۴۱ کراچی نمبر ۸)

مولانا صابر حسین انگلینڈ: ''بحمدہٖ تعالیٰ ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' باقاعدگی سے مل رہا ہے اور احسن انداز سے گذشتہ چند ماہ کے پرچہ جات میں پروفیسر صاحب کے نظریات کو واضح کیا گیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور جس جرأت و ہمت کا مظاہرہ کیا گیا ہے وہ بھی خاص انعام خداوندی ہے۔ خدا کرے کہ یہ اہل سنت کا بے باک ترجمان یونہی تا ابد دین حقہ کی خدمت و اشاعت کرتا رہے۔ آمین'' (صابر حسین خطیب و امام نوٹنگھم)

پاکستان میں گول مول بیرون ملک ڈنکے کی چوٹ

ڈنمارک مغربی جرمنی سے جناب حاجی محمد رقمطراز ہیں کہ ''یہاں طاہر القادری تشریف لائے اور ایک بڑے ہال میں آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا ''ہمیں دیگر مسجدوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے اور انہیں ہماری مسجدوں میں پڑھنے کی کھلم کھلا اجازت ہونی چاہیے۔ ہمیں اپنے دروازے ایک دوسرے کے لیے کھلے رکھنے چاہئیں۔'' اجتماع میں اہل سنت امام فراشوی صاحب اور وہابی مولوی پروفیسر ادریس بھی موجود تھے۔ تقریر کے بعد پروفیسر نے کہا اگر کوئی سوال ہو تو پوچھئے۔ ایک شخص نے اجتماع میں سے پوچھا۔ ''علماء بریلوی اور دیوبندیوں کے درمیان ان کی گستاخانہ تحریروں کی وجہ سے اختلافات ہیں ہم کیسے ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں؟ پروفیسر صاحب نے جواب دیا ''ان باتوں کو چھوڑ دو کیونکہ آج میں نے عصر کی نماز ادریس (وہابی مولوی) صاحب کے پیچھے اور مغرب انہوں نے میرے پیچھے پڑھی ہے۔ اس پر ہمارے بریلوی عالم فراشوی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا ''یہ لوگ تو نبی علیہ السلام کی شان میں بدعقیدہ رکھتے ہیں۔ دوسرے یہاں

خارجیہ معتزلیہ و دیگر باطل فرقوں کی بھی کمی نہیں۔ پھر گستاخ رسول ﷺ کے پیچھے نماز کیسے ہو سکتی ہے۔" اس پر پروفیسر صاحب غصہ میں آ گئے اور مولانا فراشوی (بریلوی امام صاحب) ہال چھوڑ کر چلے گئے۔ یہاں طاہر صاحب کے آنے سے سخت انتشار پیدا ہوا ہے اور اب یہاں تین جماعتیں ہو گئی ہیں۔ ایک ہماری اہل سنت و جماعت کٹر سنی، دوم کٹر وہابی، سوم یہ جماعت کہ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ نہ سنی نہ وہابی۔ (حاجی محمد از ڈنمارک، دلبر کیڈ۔ ۲،۲،۸۶،۱۷)

دوسری گواہی: جناب نور محمد خان صاحب لکھتے ہیں "یہاں کچھ لوگوں نے منہاج القرآن کے نام سے ایک ادارہ کھولا ہے جس میں پاکستان سے طاہر القادری کو بلایا گیا تھا۔ ایک ہال میں جلسہ ہوا جس میں ﴿﴾ ہمارے اہل سنت و جماعت کے امام صاحب نے سوال کیا کہ وہابی علماء حضور پر نور ﷺ صحابہ کرام واولیاء کرام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ﴿﴾ تو طاہر القادری نے جواب دیا کہ "میں ان اختلافات کو ختم کرنے آیا ہوں ﴿﴾ آپ سب ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں۔ اپنے دروازوں کو ایک دوسرے کے لیے کھلا رکھیں اور تنگ نظری چھوڑ دیں ﴿﴾ نیز کہا میں نے بھی آج وہابی علماء کے پیچھے نماز ادا کی۔ آپ بھی ان کے پیچھے پڑھیں۔" ﴿﴾ اہل سنت والوں کو دکھ ہوا اور ہمارے امام (فراشوی) صاحب نے وہاں سے واک آؤٹ کیا۔" (مکتوب نور محمد خان ۱۶۱۰ کوبن ہیون ڈنمارک ۸۶۔۱۔۲۸)

نوٹ: مولانا محمد عبدالعزیز چشتی (گوجرانوالہ) اور مولانا محمد ضیاء اللہ قادری (سیالکوٹ) نے بھی بیرونی دورہ سے واپسی پر واقعہ مذکورہ کی تصدیق کی ہے۔

طاہر القادری، استاذ محترم کے فتویٰ کی روشنی میں

پاکستان میں گول مول طریقہ سے اور بیرون ملک اعلانیہ طور پر طاہر القادری کا دیوبندیوں وہابیوں کے پیچھے خود نماز پڑھنا اور اس کا فتویٰ دینا آپ نے پڑھ لیا۔ اب ان بدمذہبوں اور طاہر القادری کے متعلق اس کے استاذ محترم مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی مدظلہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فرمایا "ان (دیوبندیوں وہابیوں) سے ترک معاملات ہر صورت ضروری ہے۔ گستاخ رسول،

گستاخ صحابہ سے یقیناً بدتر ہے اور گستاخ صحابہ کے متعلق حدیث پاک موجود ہے۔ جسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کرے گی خبردار نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا نہ ان کے ساتھ رشتہ داری کرنا نہ ان کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا نہ ان کے جنازوں میں شریک ہونا ایسی قوم پر لعنت کرنا جائز اور حلال ہے۔'' (الحدیث)

ایسے (گستاخ) لوگوں کے پیچھے نماز محض باطل ان لوگوں سے میل جول حرام بدمذہبوں، مفسدوں اور موذیوں کو بشرط استطاعت مسجد سے روکا جائے خصوصاً جماعت میں شامل نہ ہونے دیا جائے بدمذہب بدعقیدہ کو مسجد کی کمیٹی میں شامل نہ کیا جائے۔ (جیسا کہ انہیں منہاج القرآن کے ارکان میں شامل کیا جاتا ہے) ان کی تمام عبادتیں مردود ہیں ان کے ساتھ دوستی حرام ان کے ساتھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام ان کی تعظیم وتوقیر کرنا حرام ان کے مدرسوں، اداروں کی ہر قسم کی مدد کرنا حرام (جبکہ طاہر القادری نے اس سے بھی بڑھ کر پشاور میں دیوبندی مکتب فکر کے ایک ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا) ان کے ساتھ کھانا پینا، میل جول، ان کی دعوت کرنا اور ان کی دعوت میں جانا ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا اور ان کی کسی تقریب میں شریک ہونا ان سے کسی قسم کا کوئی اسلامی تعلق باقی رکھنا، قائم کرنا سب ناجائز اور سخت گناہ ہے ان کی اپنی معلومات مقدورات کے بقدر علی الاعلان بلا رعایت تردید کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر کسی مسلمان نے دل میں بھی ان کو کافر مرتد اخبث الناس نہ سمجھا تو اس کے پاس رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں رہا۔ ان مرتدوں پر نیز اس عالم پر بھی جو اپنی معلومات ومقدورات کے بقدر قصداً بلا عذر شرعی ان کی تردید عام فہم نہ کرے۔ خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت، تمام جہان کے لوگوں کی لعنت۔ ان کی تمام عبادتیں فرضی ونفلی مردود۔'' (مطبوعہ فتویٰ از اشتہار)

انہی استاد محترم کا یہ فتویٰ ہے۔ جن کا ذکر کتاب ''نابغہ عصر'' میں نابغہ عصر بننے کے لیے پروفیسر نے بڑے اہتمام سے کیا ہے لیکن جب ان کے فتویٰ پر عمل کا وقت آتا ہے تو پروفیسر صاحب مقابلہ میں

آتے، دامن کھسکاتے اور کنی کتراتے ہیں اور دیدہ دلیری سے سینہ زوری کے ساتھ فتویٰ کی ہر شق کی نافرمانی کرتے ہیں اور ذرا بھی وفاداری کا احساس نہیں رکھتے۔

علامہ حافظ محمد احسان الحق (مرحوم) کا فتویٰ اور علماء کرام کی تصدیقات

''عورت کی نصف دیت پر اجماع امت ہے اور پروفیسر طاہر القادری کا عورت کی پوری دیت کا قول اجماع امت کے خلاف ہونے کی وجہ سے غلط ہے۔ لہذا ان لوگوں پر لازم ہے کہ رجوع کریں اور توبہ نامہ چھپوائیں کیونکہ سنی ہونے کے لیے ہر اجماعی مسئلہ کا ماننا ضروری ہے۔ اجماع واجب العمل ہے۔ قابل بحث نہیں ❁ نیز نصف دیت کے متعلق بیہقی کی صریح حدیث کو ضعیف کہہ کر ساقط الاحتجاج بتانا بھی غلط ہے کیونکہ حدیث کی ایک سند کا ضعف دوسری سند کے ضعف کو مستلزم نہیں ہوتا اور بیہقی نے صرف ایک سند کو ''فیہ ضعف'' کہا ہے ❁ نیز جب ائمہ اربعہ اور ان کے لاکھوں اہل علم مقلدین نے اسے قبول کیا تو ضعف کہاں رہا بلکہ اسے تلقی بالقبول نے بہت بڑی قوت پہنچا دی۔ ❁ صحابہ کرام کے زمانہ میں تو کوئی حدیث ضعیف نہ تھی جب ان نفوس قدسیہ نے قبول کیا۔ مضمون پر اجماع بھی فرمایا تو مضمون حدیث کس طرح ضعیف ہوسکتا ہے۔'' واللہ ورسولہ اعلم

(الفقیر محمد احسان الحق قادری مدرس مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد)

علماء فیصل آباد: ''سنت واجماع اور حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف محض قیاس سے (عورت کی پوری دیت کا) علیحدہ موقف اختیار کرنا خرق اجماع ہے اور اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنیاد کے مترادف ہے۔ حدیث شریف میں ہے ''جو امت مسلمہ سے علیحدہ راستہ اختیار کرے وہ ناری ہے۔'' من شذ شذ فی النار۔ اگر اسی طرح سلف کی مخالفت ہوتی رہی تو بے شمار منازعات کھڑے ہوجائیں گے۔'' (استاذ العلماء (مولانا) غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد)

❁ الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ابوسعید (مفتی) محمد امین غفرلہٗ محمد پورہ فیصل آباد

❁ الجواب صحیح المجیب مصیب فقیر محمد معین الدین قادری رضوی ناظم جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

❁ ذالك كذالك وانی مصدق لذالك۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مولانا) ولی النبی شیخ الحدیث جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔

''قادریت کا لیبل لگا کر اسلام کی بالاتری کے لیے کام کیا جاسکتا ہے تو پھر حنفیت یا مسلک اہل سنت کا ے نام پر کیوں کام نہیں لیا جاسکتا۔ کیا حنفیت اور مسلک اہل سنت اسلام کے سوا کسی اور دین کی تشریحات وتعبیرات ہیں؟ حنفیت اور مسلک اہل سنت سے بے تعلق ہو کہ (پروفیسر صاحب کا) اسلام کی بالاتری کے کام کرنے کا دعویٰ خود کو جدید مجتہد ثابت کرنے کی راہ ہموار کرنا ہے۔''
(مفتی محمد مختار احمد جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد) ❁ محمد نور عالم ❁ فقیر محمد اقبال مصطفوی ❁ محمد اسلم رضوی مفتی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

ڈسکہ: الجواب ہوالجواب۔ محمد معین الدین جامعہ نقشبندیہ رضویہ ڈسکہ۔

علی پور شریف: جواب صحیح ہے۔ شمس الائمہ سرخی۔ صاحبِ ہدایہ۔ صاحب جوہرہ نیرہ۔ ابن المنذر۔ علامہ ابن عبدالبر۔ لیث بن سعد۔ امام نووی۔ ابن ابی لیلیٰ۔ ابن شبرمہ۔ امام ابن سیرین۔ ملاعلی القاری اور دیگر فقہاء یہی فرماتے ہیں کہ عورت کی دیت نصف ہے۔ جب یہ مسئلہ اجماعی ہے تو انکار کا کیا مطلب ہے۔ (مفتی غلام رسول دارالعلوم نقشبندیہ علی پوری سیداں ضلع سیالکوٹ۔ ❁ الجواب صحیح۔ صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ جماعتی علی پور نارووال شریف ''الجواب صحیح حافظ اللہ لوک دارالعلوم اسلامیہ لاثانیہ تحصیل نارووال ❁ محمد انور نقشبندی دارالعلوم حنفیہ رضویہ نونار ❁ حافظ صابر حسین ❁ سید نذیر حسین شاہ ❁ بندہ مذکورہ فتاویٰ سے اتفاق کرتا ہے۔'' (محمد جاوید اکبر قادری مرکزی جامع مسجد شاہ جماعت نارووال) ❁ ''پروفیسر صاحب چونکہ علماء اہل سنت کے شاگرد اور مسلک اعلیٰ حضرت کے دعویدار ہیں۔ اس لیے انہیں صلحکلیت کی بجائے علماء اہل سنت کے فتاویٰ اور مسلک اعلحضرت کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔''

(غلام رسول غازی خطیب اہلسنّت نارووال)

رحیم یار خاں: ''عورت کی دیت نصف ہے جیسا کہ درمختار، شامی، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔''
مفتی مختار احمد مدرسہ سراج العلوم خانپور ضلع رحیم یار خاں۔

گوجرانوالہ: الجواب صحیح۔ فقیر ابوالحسن سید مراتب علی شاہ ❁ الجواب احق واصوب سید ظفر علی شاہ ❁ اصدق ان الجواب صحیح بلاشبہۃ نورالحسن تنویر (مدرسین سابقین جامعہ ریاض المدینہ) ❁ الجواب صحیح۔ ابوسعید محمد عبداللطیف غفرلہ۔ ❁ محمد شریف ہزاروی جامعہ فاروقیہ رضویہ ❁ حاکم علی رضوی ❁ محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری (جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم) ❁ محمد عبداللہ قادری جامعہ نعمانیہ رضویہ ❁ "نفس مسئلہ میں عاجز کی رائے اکابرین اہل سنت کی تحقیقات وتصریحات کے مطابق ہے"۔ محمد سعید احمد مجددی (جامع مسجد نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ) محمد خالد حسن مجددی۔

گکھڑ: ما قال المجیب المصیب فقد اصاب۔ ابوالضیاء غلام نبی مدرسہ مجددیہ رضویہ۔

علامہ غلام فرید صاحب کا نعرۂ حق

❁ عورت کی نصف دیت پر اجماع سکوتی ہے اور اجماع سکوتی کا منکر گمراہ ہوتا ہے جیسا کہ اصول شاشی وغیرہ کتب میں مقرر ومصرح ہے۔ ❁ مذاہب اربعہ کے اجماع واتفاق کے مقابلہ میں شعوری طور پر اختراع وابتداع بھی ضلالت ہے اور اس کا التزام کرنے والا یقیناً گمراہ ہے۔ ❁ وہابی یا دیوبندی یا شیعہ کے لیے دعاء مغفرت کرنا مداہنت فی الدین اور گناہ ہے۔ ان کے پیچھے نماز کے جواز کا قول کرنا یا صلحکلی بننے کی کوشش کرنا بھی صحیح العقیدہ سنی حنفی بریلوی نہ ہونے کی علامت ہے ❁ ایسے نظریات کے حامل کی اقتداء میں کسی سنی حنفی صحیح العقیدہ کی نماز سرے سے جائز نہیں ہے۔ جب تک وہ اپنے مؤقف سے توبہ نہ کرے وہ خود امامت وخطابت کے لائق نہیں ہے۔ ❁ بندہ کا "مقامات طاہر" میں جو بیان چھپا ہے۔ وہ قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان پڑھنے سے قبل کا ہے اور شیرانوالہ باغ کے جلسہ میں ان کے متعلق بندہ کا اظہار خیال بھی قبلہ کاظمی صاحب کے بیان کو بغور پڑھنے سے قبل کی بات ہے۔ اس لیے بندہ کا مؤقف وہی ہے جو علامہ کاظمی صاحب کا تھا۔ (کہ نصف دیت پر اجماع کا منکر گمراہ ہے) (مولانا) محمد غلام فرید رضوی سعیدی ہزاروی گوجرانوالہ ۲۲ مئی ۱۹۸۷ء) ❁ "مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج

بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں علماء سوء کی جونشانیاں بتائی ہیں۔وہ تمام مسٹر طاہر القادری میں پائی جاتی ہیں۔۔۔علامہ احمد سعید صاحب کاظمی نے اپنی کتاب ''اسلام میں عورت کی دیت'' میں اس ضال اور مضل فرمایا ہے۔'' محمد گل احمد عتیقی صدر مدرس جامعہ ریاض المدینہ گوجرانوالہ ﴿۞﴾ ہذاالجواب صحیح۔حافظ محمد اسلم مدرس جامعہ ہذا۔

کاموںکی: قد اصاب المجیب (مفتی) محمد حبیب اللہ ﴿۞﴾ محمد شفیع خطیب مسجد عمر۔

علماء لاہور: الجواب صحیح۔(مفتی) محمد عبدالقیوم مہتمم جامعہ نظامیہ لاہور ﴿۞﴾ الجواب صحیح۔ (علامہ) محمد عبدالحکیم شرف قادری ﴿۞﴾ الجواب صحیح۔محمد صدیق ہزاروی ﴿۞﴾ الجواب صحیح۔محمد عبدالستار سعیدی ﴿۞﴾ الجواب صحیح محمد انوارالاسلام قادری رضوی ﴿۞﴾ الجواب صحیح۔فقیر محمد عبداللطیف غفرلہٗ مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور مفتی غلام سرور قادری۔

خانیوال: ''پروفیسر صاحب ایک علیحدہ فرقہ کی بنیاد رکھ رہے ہیں جو مسلک اہل سنت کے لیے سخت نقصان دہ ہے۔'' (محمد حنیف اختر جامعہ غوثیہ خانیوال) ﴿۞﴾ ''دیت عورت کے مسئلہ میں اجماع کی مخالفت کے بعد باطل فرقوں کے پیچھے نماز تک کا جواز صراحۃً حدیث نبوی کی مخالفت ہے۔اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو صحیح سوچنے سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔'' آمین۔

(محمد اشفاق احمد مدرسہ غوثیہ جامعہ العلوم خانیوال)

آزاد کشمیر: ''اس فقیر کو بھی پروفیسر صاحب کے کارکنوں نے چند تعارفی پمفلٹ دیئے ہیں مگر سرسری مطالعہ سے ہی دل میں بے رغبتی کے آثار پیدا ہوئے۔اللہ کریم نئے نئے فرقوں سے محفوظ رکھے۔'' آمین (فقیر ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری بی اے سہنسہ)

دارالسلام ٹوبہ: ''پروفیسر طاہر القادری کا یہ فرمانا کہ نصف دیت کی احادیث کو امام بیہقی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں امام بیہقی کے نزدیک کسی راوی کا ضعف حضرت امام اعظم، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام نسائی جو صدیوں پہلے گزر چکے ہیں۔ان پر کیسے

اثر انداز ہوسکتا ہے۔ضعف راویوں کے اعتبار سے آیا ہے اور وہ سب راوی بعد کے ہیں۔لہذا احادیث بالکل صحیح ہیں کہ عورت کی دیت نصف ہے۔'' (ابوالفیض محمد مختار الحسن صدیقی ٹوبہ ٹیک سنگھ)

حسن ابدال: ''صحابہ کا اجماع اس بات پر ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف واجب ہوگی اور پھر اس مسئلہ مین نہ صرف مذہب حنفی بلکہ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ (اجماع واتفاق کے برعکس) قول شاذ ومرجوع پر عمل کرنا اور فتویٰ دینا خرق اجماع (نامقبول وغیر معتبر) ہے۔'' (علامہ قاضی) غلام محمود ہزاروی حسن ابدال)

سیالکوٹ: الجواب صحیح۔ (حافظ) محمد عالم ❁ محمد صدیق سالک ہزاروی (جامعہ حنفیہ) ❁ (علامہ) محمد یعقوب خاں گولڑوی ❁ ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری ❁ محمد علی نقشبندی ❁ محمد حسین چشتی ❁ سید لیاقت علی شاہ خطیب کوٹلی لوہاراں ❁ محمد عنایت اللہ حمزہ غوث۔

چیلنج: بعنوان ''طاہر القادری علماء اہل سنت کی نظر میں'' پاک وہند اور پنجاب وسندھ کے جن علماء کرام کے فتاویٰ وتاثرات نقل کئے ہیں ان میں کئی حضرات چوٹی کے علماء ''استاذ العلماء'' بلکہ استاذ الاساتذہ بھی ہیں جن کے تلامذہ ومعتقدین کا حلقۂ اثر بہت وسیع ہے اور ان حضرات نے شخصی طور پر پروفیسر صاحب اور ان کے نظریات فاسدہ کا رد کیا ہے۔لہذا ان کے بالمقابل اگر کسی مولوی وپیر میں پروفیسر صاحب کی ہمنوائی کی ہمت ہے تو وہ بھی اسی طرح صراحۃً مسئلہ دیت میں پروفیسر صاحب کو انکار اجماع وصلحکلیت میں حق بجانب ثابت کریں ورنہ ''مقامات طاہر'' وغیرہ میں کسی مولوی وپیر کا محض یہ کہہ دینا کہ پروفیسر صاحب ''چنین وچناں'' ہیں کچھ اہمیت نہیں رکھتا اور ہوسکتا ہے کہ ایسا کہنا کسی خوش فہمی یا غلط فہمی پر مبنی ہو۔الزامات زیر بحث لائے بغیر کوئی بات معتبر نہیں۔

==========

(پروفیسر طاہر القادری اور دیگر صلحکلی حضرات کی توجہ کے لیے)

تاجدار سلسلۂ قادریہ اور طاہر القادری

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

غنیۃ الطالبین شریف میں ہے کہ ''بدمذہبوں کے پاس جا کر ان کی گنتی نہ بڑھائے' ان کے پاس نہ پھٹکے' ان پر سلام نہ کرے کہ ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا' بدمذہب کو سلام کرنا اسے دوست بنانا ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں آپس میں سلام کا رواج دو باہم دوست ہو جاؤ گے۔ بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھے ان کے نزدیک نہ جائے۔ عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں انہیں مبارکباد نہ دے۔ مر جائیں تو ان پر نماز جنازہ نہ پڑھے۔ ان کا ذکر آئے تو ان کے لیے دعائے رحمت نہ کرے بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ کے واسطے ان سے دشمنی رکھے۔ اس اعتقاد کے ساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے اور اس جدائی اور عداوت میں ثواب عظیم اجر کثیر کی امید رکھے''۔

فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط (ضائع) ہو جائیں اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جائے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ لو''۔

غنیۃ الطالبین: تاجدار سلسلہ قادریہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی مشہور کتاب ہے اور اس کے مذکورہ اقتباسات اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین'' میں نقل کئے ہیں۔

علاوہ ازیں: ''غنیۃ الطالبین'' میں مذکورہ اقتباسات کے بعد مزید نقل فرمایا کہ ''حضرت سفیان

بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بدمذہب کے جنازہ میں گیا۔اس پر خدا کا غضب ہو گا جب تک کہ واپس نہ لوٹے اور نبی نے بدمذہب پر لعنت فرمائی ہے۔(صفحہ ۲۹۳)

شدید انتباہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''آخر زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہو گا جو میرے برگزیدہ صحابہ کی تنقیص اور ان کی شان میں کمی کرے گا۔ ❁ خبردار! ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ❁ خبردار! ان کے ساتھ پانی نہ پیو ❁ خبردار! ان کے ساتھ رشتہ داری نہ کرو ❁ خبردار! ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو ❁ خبردار! ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔ان پر لعنت پڑ چکی ہے۔''(غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۸۸)

فائدہ: کتاب شفا شریف صفحہ ۲۶۶ میں مخالفین صحابہ کے متعلق بروایت دیگر نقل فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایسے لوگوں کے ساتھ مجلس (میل ملاپ) نہ کرو اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی کے لیے نہ جاؤ''۔

مسلمانو' سنیو' قادریو گیارہویں والے پیر' پیران پیر (رضی اللہ عنہم) کے شیدائیو۔ایک طرف تاجدار سلسلہ قادریہ کے مذکورہ ارشادات اور ''غنیۃ الطالبین کے اقتباسات دوبارہ سہ بارہ ہوش اور غور کے ساتھ پڑھو کہ الحب للہ والبغض للہ کے تحت عقیدہ اہل سنت کے تحفظ وایمانی غیرت کے پیش نظر بے دینوں بدمذہبوں گستاخوں کے ساتھ بائیکاٹ اور ان سے نفرت واجتناب کے متعلق کیسی صریح ہدایات ہیں بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کی نقل کردہ حدیث مبارک میں مخالفین صحابہ کے متعلق کیسا شدید انتباہ کیا گیا ہے اور مسلمانوں امتیوں غلاموں کو کس طرح ان سے بار بار خبردار کیا گیا ہے اور **دوسری طرف** آج کل کے صلح کلی مولویوں' لیڈروں اور بالخصوص ''عاشق رسول مفکر ومفسر اور قادری'' کہلانے والے پروفیسر صاحب کا قول وعمل دیکھو کہ وہ اپنے خود ساختہ قیاسات ونظریات کے تحت فرمان رسالت اور تاجدار سلسلہ قادریہ کی ہدایات کے برعکس نہ صرف مخالفین صحابہ بلکہ منکرین شان رسالت' بدعقیدہ وبے ادب لوگوں کے متعلق اپنے دل میں ❁ اتنا نرم گوشہ رکھتے ہیں کہ ❁ باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے بم کے دھماکہ میں ان کے ہلاک شدگان کے لیے دعاء

مغفرت اور زخمیوں کے لیے دعاءِ صحت کرتے ہیں۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۸۷ء)

❁ نیز اعلانیہ وفخریہ طور پر فرماتے ہیں کہ ''ہمارے ممبران میں دیوبندی اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔'' (نوائے وقت میگزین لاہور ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

❁ مزید ان کا کہنا ہے کہ ''یہاں (ہماری) اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں کہ یہاں محبت اور اخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ نفرتوں کا پیغام نہیں۔'' (انٹرویو رسالہ ''دید شنید'' لاہور ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

اور تو اور پروفیسر صاحب کسی بد مذہب و بے ادب کا مقتدی بننے اور ان کو اپنا امام بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ کان کھول کر سنیئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھیئے۔ پروفیسر صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں''۔ (حوالہ مذکورہ)

کیا اچھا ہو کہ پروفیسر صاحب اس صلحکلیت و دوغلہ پالیسی کی بجائے ''غنیۃ'' کی مذکورہ ہدایات کے تحت یا تو سیدھی طرح قادری بن کر بے ادب اور بدعقیدہ لوگوں سے خود احتیاط کریں اور اپنے حلقہ بگوشوں کو ان کے عقائد باطلہ سے خبردار کر کے ان سے اجتناب کا وعظ فرمائیں اور اگر وہ اپنی کسی مصلحت و حکمت عملی تحت ایسا نہیں کر سکتے تو کم از کم آئندہ کے لیے قادری کہلانے سے باز آئیں تاکہ کسی بھولے بھالے سنی قادری کو مغالطہ و دھوکہ نہ ہو اور اس پر صلحکلیت کی نحوست نہ پڑے۔

دعاء قادریہ: ''غنیۃ الطالبین'' میں بحکم حدیث ۷۳ فرقوں میں سے اہل سنت و جماعت کے فرقہ ناجیہ ہونے اور ۷۲ جہنمی فرقوں کے عقائد باطلہ بیان فرمانے کے بعد آخر میں دعا کی کہ ''اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان برے مذہبوں اور ان کے پیروکار بد مذہبوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے اور اپنی رحمت کے ساتھ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت میں اسلام و سنت پر موت نصیب کرے۔ آمین (غنیۃ الطالبین جلد ۱، صفحہ ۳۴۷)

مسلمانو' سنیو' قادریو! ایک طرف تاجدار سلسلۂ قادریہ کی دعا مبارک اور دوسری طرف

''طاہر القادری'' کے طرز عمل پر غور کرو اور دیکھو کہ کیسی دھاندلی و اندھیر نگری ہے کہ ایک طرف ڈٹ کر قرآن و حدیث و بزرگان دین کے ارشادات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بدعقیدہ گستاخوں کے ساتھ دلچسپی و تعلقات رکھنا اور دوسری طرف مفسر قرآن و مفکر اسلام اور عاشق رسول کہلانا اور غوث اعظم و اعلٰحضرت کا دم بھرنا۔ حالانکہ یہ دورنگی کسی عقلمند کو بھی منظور نہیں چہ جائیکہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو۔ خدا تعالیٰ ہدایت دے۔

=======

(خالص صحیح العقیدہ سنی علماء و مشائخ اور سنی بریلوی احباب کے لیے لمحہ فکریہ)

پروفیسر طاہر القادری اپنی عبارات کے آئینہ میں

(ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ)

عجوبہ: یہ بھی پندرہویں صدی کا ایک عجوبہ ہی سمجھئے کہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب تو سنی حنفی بریلوی کہلانے سے شرماتے ہیں اور اپنی محافل میں اہل سنت کے معمولات کے مطابق نعرۂ رسالت لگوانے اور اختتام پر سلام پڑھوانے سے بالعموم اجتناب کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنی مسجد میں بھی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور یااللہ، یارسول اللہ لکھوانے سے بھی انہوں نے پوری طرح پرہیز فرمائی ہے۔ ان کی جدوجہد کا ماحصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ زور خطابت کی بنا پر ان کی شخصیت اجاگر ہو اور تنظیم و فرقہ کو فروغ ہو اور اہل سنت کے علاوہ بدمذہبوں کو بھی ساتھ ملا کر اپنے ''ووٹ بڑھائیں اور اپنی مقبولیت کا ریکارڈ قائم کریں جیسا کہ انہوں نے خود کہا ہے کہ ''یہ نکتہ بطور خاص ہمارے پیش نظر ہوتا ہے کہ ہماری دعوت سب کے لیے قابل قبول ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس کا عملی اندازہ ہمارے اجتماعات خطبات سے ہو جاتا ہے۔ ان میں اہلحدیث سے شیعہ تک شرکت کرتے ہیں اور ہر مکتب فکر کے اہل نظر شریک ہوتے ہیں۔ ہمارے ممبران میں دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔۔۔ میں حنفیت یا مسلک اہل سنت و جماعت کی بالاتری کے لیے کام نہیں کر رہا۔'' (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۴)

یہ ہے پندرہویں صدی کا ایک عجوبہ کہ پروفیسر صاحب کا صاف اعلان ہے کہ ﴿ وہ حنفیت یا مسلک اہل سنت کی بالاتری کے لیے کام نہیں کررہے ﴾ بلکہ ان کا مقصد اپنی شخصیت اور اپنے مخصوص پروگرام کو ہر ایک کے لیے زیادہ سے زیادہ مقبول بنانا ہے۔ ﴿ چاہے کوئی حنفی ہو یا وہابی۔ شیعہ ہو یا سنی۔ دیوبندی ہو یا بریلوی۔ ﴾ حتیٰ کہ اس صلحکلیت وا پنی مقبولیت کے لیے انہیں ہر بدمذہب وغلط عقیدہ، مخالفین صحابہ ومنکرین شان رسالت ودشمنان اہل سنت کو اپنا امام و پیشوا بنانے اور ان کا مقتدی بننے میں بھی کوئی عار نہیں۔ مگر اس قدر واضح وصریح عبارات کے باوجود بعض بھولے بھالے سنی حنفی بریلوی پروفیسر صاحب کو خواہ مخواہ اپنا ہم مسلک سمجھتے ہیں نیز غیر مقلدین و دیوبندی وہابی حضرات پروفیسر صاحب کو زبردستی سنی بریلوی قرار دے کر ان کے خیالات و ''مکاشفات'' کو بریلویوں کے کھاتے میں ڈال کر ان کی آڑ میں بلاوجہ اہل سنت کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ جو صریح ناانصافی وسراسر ستم ظریفی ہے۔ جب پروفیسر صاحب اعلانیہ مسلک اہل سنت کی بالاتری سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں اور صرف اہل سنت سے وابستہ ہونے کی بجائے شیعہ وہابی دیوبندی سب سے محبت ودوستی اور اخوت و بھائی چارہ کا رشتہ استوار کرکے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ

''شیعہ، وہابی ''قادری'' آپس میں ہیں بھائی بھائی''

تو پھر کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف انہیں اہل سنت کی طرف دھکیلنے کی ناکام کوشش کرے اور سنیئے!

اخوت ومحبت: ''یہاں (ہماری) اتفاق مسجد میں شیعہ سے وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں کہ یہاں محبت اور اخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ نفرتوں کا پیغام نہیں۔'' ﴿ ادارہ منہاج القرآن مسلکی وگروہی اور فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر محبت واخوت کا علمبردار پلیٹ فارم ہے۔

(کتاب ''ادارہ منہاج القرآن کے قیام کا مقصد'' صفحہ ۱۵، رسالہ ''دید شنید'' ۴۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

اتحاد، امتیاز: ''ہمارے ادارے میں (مودودی) جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ

بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہلحدیث' شیعہ' دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔ ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔ (انٹرویو جنگ جمعہ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۶ء)

امام و مقتدی: پروفیسر صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔''

(رسالہ ''دید شنید'' لاہور ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء) (ملخصاً)

﴿۳﴾ ''نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا اسلام کے واجبات میں سے نہیں اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں (امام چاہے کوئی بھی ہو) امام جب قیام کرے سجود کرے قعود کرے سلام کرے تو مقتدی بھی وہی کچھ کرتا ہے۔ یہاں یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہیں اور مقتدی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر۔ (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء ملخصاً)

سنی علماء و مشائخ اور احباب اہل سنت غور فرمائیں کہ مذکورہ تینوں عبارات میں پروفیسر طاہر القادری نے اپنے ادارہ منہاج القرآن کا مقصد کس قدر واضح کر دیا ہے۔ ﴿۱﴾ پہلی عبارت کے مطابق مشرق و مغرب اور زمین و آسمان جیسے اصولی و اعتقادی اختلافات کے باوجود وہ حنفی وہابی' شیعہ' سنی اور دیوبندی' بریلوی میں اخوت و محبت کا رشتہ قائم کرنا چاہتے ہیں اور ﴿۲﴾ دوسری عبارت کے مطابق وہ حق و باطل' ظالم و مظلوم مومن و منافق اور عاشق و گستاخ میں فرق و امتیاز کی بجائے۔ ان سب میں اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی زعم میں وہ ''قاطع فرقہ واریت و داعی اتحاد امت'' ہونے کا نعرہ لگواتے اور سنتے ہیں اور فرقۂ ناجیہ اور فرق باطلہ سب کو یکساں سمجھتے اور ایک ہی نظر سے دیکھتے ہیں اور ﴿۳﴾ تیسری عبارت کے مطابق وہ نہ صرف ذہنی طور پر شیعہ وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے ہیں بلکہ عملی طور پر بھی جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں ﴿۴﴾ اور ساتھ ہی یہ خود ساختہ اصول بھی بیان کر رہے ہیں کہ امام چاہے کوئی بھی ہو۔ شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھے یا دیوبندیوں وہابیوں کی طرح ہاتھ باندھ کر۔ نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے کیونکہ مقتدی کا کام صرف قیام و قعود و سجود میں پیروی کرنا ہے۔ جو وہ کر رہا ہے اسے امام کی کسی اور بات و عقیدہ سے کوئی غرض نہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

سنیو! کیا مودودی قسم کا یہ گول مول ''پروفیسری صلحکلی مسلک'' تمہیں گوارا ہے؟ کیا مخالفین صحابہ واہل سنت اور منکرین شان رسالت کے ساتھ محبت واخوت تمہارے ضمیر وایمانی غیرت اور مسلکی حمیت کے منافی نہیں ہے؟ اور یہ ''پروفیسری مسلک'' سنیوں کا بدمذہبوں کے ساتھ بھائی چارہ قائم کر کے اور اہل باطل کے پیچھے سنیوں کو نمازیں پڑھوا کر کیا انہیں کم از کم نیم شیعہ نیم دیوبندی نیم وہابی بنانے کی سازنہیں ہے؟ مضمون ہذا کو پڑھ کر انصاف اور فیصلہ کرو کہ تمہیں کدھر جانا چاہیے اور پروفیسر صاحب تمہیں کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟

مودودی کی قصیدہ خوانی: پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ ''میں جماعت اسلامی سمیت کسی بھی مذہبی جماعت کو نااہل قرار نہیں دیتا۔ بے شک مولانا مودودی نے بہت کام کیا۔''

(انٹرویو جنگ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

بریلویت سے وحشت: ''بریلویت' دیوبندیت' اہل حدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ صفحہ ۱۱۱)

سنیو! مودودی کی قصیدہ خوانی کرنے اور اس کے گمراہ کن لٹریچر کو ''بہت کام کیا'' کا کریڈٹ دینے والا اور فرق باطلہ کے ساتھ بریلویت کو نتھی کر کے وحشت کا تاثر دینے والا کیا تمہاری عقیدت و قیادت کا مرکز بننے کا اہل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یاد رکھو بریلویت میں کوئی وحشت نہیں بلکہ عشق رسالت اور ع...... مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی ایمان افروز روح پرور مہک اور چاشنی ہے۔ وحشت اگر ہے تو پروفیسر صاحب کے دل و دماغ میں ہے جو مفسر قرآن کہلانے کے باوجود آیۂ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب کے سراسر خلاف ''خبیث وطیب'' میں امتیاز اور کلمۂ حق کی آواز کی بجائے ان کو باہم ملانے کی سعیٔ نامشکور میں مصروف ہیں۔

آزاد خیالی کا اصول: ''بعض فرقے ......۔ ہمارے کام سے حسد کر کے ہمیں فرقہ واریت سے منسلک کرتے ہیں۔ ہم صرف خدا اور رسول سے منسلک ہیں۔'' (رسالہ دید شنید)

﴿۞﴾ ''مقام افسوس ہے کہ کتاب وسنت کی بالاتری کے پیغام کو فقہ سے بغاوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔'' (نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء)

یہ ہے منکرین حدیث ومنکرین تقلید ائمہ کی طرح آزاد خیالی بے راہروی کا وہ ''پروفیسری اصول'' جس کے تحت پروفیسر صاحب نے حضرات صحابہ کرام وائمہ مجتہدین اوراجماع امت کا دامن چھوڑ کر عورتوں کی حمایت وخوشنودی میں براہ راست کتاب وسنت سے استنباط کے زعم میں اجماع وفقہ شریف سے بغاوت کر کے عورت کی نصف دیت کی بجائے پوری دیت کا فتنہ کھڑا کیا اور غیر مقلدین سے بھی چار قدم آگے بڑھ گئے کیونکہ انہوں نے غیر مقلد ہونے کے باوجود یہاں احادیث واجماع کا لحاظ رکھا مگر طاہر القادری صاحب صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک کے اجماع امت کو خاطر میں نہ لائے۔

ع......تغو بر تو اے چرخ گردوں تفو

اختیار نبوی کی نفی: پروفیسر کی ایک اور اونچی اڑان ملاحظہ ہو لکھتے ہیں ''خالق کون ومکاں نے جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ دین کے معاملہ میں کسی پر اپنی مرضی مسلط کریں تو کسی مبلغ کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ دوسروں سے اختلاف رائے کا حق چھین لے۔''

(کتاب فرقہ واریت کا خاتمہ صفحہ ۸۶)

یہ ہے وہابیہ سے بھائی چارہ کے تحت پروفیسر صاحب کا رسوائے زمانہ ''تقویۃ الایمانی'' انداز جس میں نہایت بیدردی کے ساتھ اختیار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی یکسر نفی کے علاوہ اس خودساختہ قول باطل کی خدا تعالیٰ کی طرف نسبت کر کے شان خداوندی وشان مصطفوی کے متعلق غلط تاثر دیا گیا ہے۔

❁ علاوہ ازیں ''اپنی مرضی مسلط کریں'' کے الفاظ مقام مصطفیٰ کے کس قدر شایان شان ہیں حالانکہ آقا کی مرضی وفرمان جبراً مسلط نہیں بلکہ نافذ ہوتا ہے اور غلام بطیّب خاطر سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ ❁ پھر یہ کیسی مطلق العنانی ہے کہ آقا کی مرضی تو ''مسلط نہیں ہو سکتی'' لیکن اس کے بالمقابل امتی کو اختلاف رائے کا حق حاصل ہوتا ہے ❁ نیز مطلقاً اختلاف رائے کا حق دینا گمراہی وآوارگی کی کیسی حوصلہ افزائی ہے کہ جو چاہے کوئی اختراع وابتداع کرے۔ سواد اعظم و اجماع امت میں رخنہ اندازی کرے' اسے یہ کہہ کر تحفظ دے دیا جائے کہ ''اس سے اختلاف رائے کا حق نہیں چھین سکتے۔''

دعائے مغفرت: پروفیسر صاحب نے ۲۳مارچ کو لاہور میں بم کے دھماکے میں ہلاک وزخمی ہونے والے مخالفین اہلسنت کے لیے بھی باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے ان کی صحت یابی ومغفرت کی دعا کی۔'' (نوائے وقت ۲۶مارچ ۱۹۸۷ء) حالانکہ وہ لوگ اہل سنت و جماعت کے شدید ترین مخالف تھے اور بزعم خویش اہل سنت کو مشرک قرار دے کر ان کی مغفرت کے قائل نہ تھے مگر پروفیسر صاحب کا چونکہ سب سے بھائی چارہ ہے اور انہیں سب کی ہمدردی وووٹ حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے باقاعدہ پریس کانفرنس کر کے ان لوگوں کی مغفرت وصحت یابی کی دعا فرمائی۔ ایک طرف قادری صاحب کی مذکورہ روش اور دوسری طرف تاجدار سلسلہ قادریہ کی ہدایات کو سامنے رکھ کر انصاف کریں کہ قادری صاحب قادری ہونے میں کہاں تک مخلص ہیں؟

ایک اور جسارت: پروفیسر صاحب کا کہنا ہے کہ میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسی فرقہ کا نہیں۔ بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں (انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء) پروفیسر صاحب کی یہ انتہائی جسارت وستم ظریفی ہے کہ انہوں نے فرقہ ناجیہ اہل سنت کا استثناء اور فرق باطلہ کی تخصیص کئے بغیر سب پر لعنت بھیجی ہے حالانکہ بحکم حدیث کسی پر ناحق لعنت کرنے والے کی لعنت خود اسی پر لوٹ کر آتی ہے۔ اسطرح فرقہ ناجیہ سمیت سب پر لعنت کر کے پروفیسر صاحب خود کتنی بڑی لعنت کے مستحق ہوئے ہیں؟ کاش وہ اس کا احساس کرتے۔ بحکم حدیث مشہور 'امت کے ۷۳ فرقوں میں ایک اہل حق کا فرقہ ہے (اہل سنت و جماعت) جو ناجی وجنتی ہے اور باقی اہل باطل کے ۷۲ فرقے غیر ناجی وجہنمی ہیں۔ اسی لیے بزرگان دین حدیث پاک کے تحت ہمیشہ فرقہ ناجیہ اور فرق باطلہ کا فرق وامتیاز فرماتے ہیں۔ ﴿۱﴾ جیسا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کتاب ''غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۰۹'' میں فرمایا **اما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة** ﴿۲﴾ اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ''طریقہ حقہ اہل سنت و جماعت کہ فرقۂ ناجیہ اند۔'' (مکتوبات ج۱ مکتوب نمبر ۲۱۳)

مگر پروفیسر صاحب کو لعنت کا اتنا خمار چڑھ گیا ہے کہ وہ حدیث پاک کی تقسیم اور بزرگان دین کی

تعلیم کے برعکس کہیں فرق و امتیاز نہیں کرتے اور اس طرح بلا تخصیص و استثناء سب پر لعنت بھیج کر خود بہت بڑی لعنت کا مصداق بن گئے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ سلف صالحین ؒ و اکابر علماء دین اور اجماع امت کو چھوڑ کر و یتبع غیر سبیل المؤمنین کا مصداق بننے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ بقول شخصے:

میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہے

پروفیسر طاہر القادری کے تفصیلی رد میں ❁ علامہ مولانا احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم کی معرکۃ الآراء آخری تصنیف ''اسلام میں عورت کی دیت'' صفحات ۷۸ ❁ مولانا علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی کی کتاب ''دیۃ المرأۃ'' صفحات ۲۲ ❁ اور مولانا علامہ محمد عبداللہ صاحب قصوری کی کتاب ''عورت کی دیت'' صفحات ۵۶ کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ جس میں ملک کے تینوں نامور و سربرآوردہ بلند پایہ علماء بلکہ استاذ الاساتذہ حضرات نے عورت کی پوری دیت کی پروفیسر بدعت ضلالت کا شدید علمی محاسبہ و مؤاخذہ کیا اور پروفیسر کو انکار اجماع اور امت مسلمہ میں انتشار و فتنہ پھیلانے کا مرتکب اور ضال و گمراہ قرار دیا۔ مگر افسوس کہ پروفیسر صاحب (جو ان حضرات کے سامنے محض طفل مکتب ہیں) یکے بعد دیگرے ان کی تصانیف کے منظر عام پر آنے کے باوجود اپنی انانیت سے باز نہ آئے اور نہ ہی اپنے باطل دعویٰ سے رجوع الی الحق کیا۔ واللہ الہادی والموفق

پروفیسر صاحب کے دو فتوے

اپنے مفادات کے تحت پروفیسری مسلک اور فقہ طاہریہ کے سربراہ کا بنیادی نظریہ چونکہ فرقۂ ناجیہ و فرق باطلہ میں امتیاز کی بجائے اتحاد اور سب کی خوشنودی کا حصول ہے اس لیے انہوں نے ❁ ۲۳ مارچ کو لاہور کے ایک دھماکہ کی زد میں آنے والے شدید ترین مخالفین اہل سنت کی دعاء صحت و مغفرت کے لیے اپنے ہاں باقاعدہ پریس کانفرنس کا انعقاد کیا۔ (نوائے وقت ۲۶ مارچ) اور اب بھی ان سے مسلسل لگاؤ کے باعث ایک تازہ رپورٹ کے مطابق پروفیسر صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ''وہ علامہ ظہیر اور مولانا یزدانی شہید کے سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات سے مطمئن نہیں۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۸۷ء)

گویا تخریب کاری کے سینکڑوں واقعات کی کوئی تحقیقات ہو یا نہ ہو بلکہ دو سال قبل جماعت اہل سنت لاہور کے جلوس میں حافظ محمد صدیق شہید کے قتل کا کوئی نتیجہ نکلے نہ نکلے' ۲۳ مارچ کے متاثرین دھماکہ سے پروفیسر صاحب کا کچھ ایسا تعلق خاطر ہے کہ اس کی تحقیقات بہرحال ان کے لیے اطمینان بخش ہونی چاہیے۔

پہلا فتویٰ: پروفیسر طاہر القادری صاحب کا پہلا فتویٰ تو یہ تھا کہ ''شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا میں صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں۔''

(رسالہ دید شنید لاہور ۴ تا ۱۹۔اپریل ۱۹۸۶ء)

اس طرح اپنے اس فتویٰ میں پروفیسر صاحب نے حق و باطل اور عاشق و گستاخ کا امتیاز کئے بغیر سب کو یکساں قرار دیا اور سب کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا فتویٰ دیا۔

دوسرا فتویٰ: اور اب ایک دوسرا فتویٰ انہوں نے بدیں الفاظ صادر کیا ہے کہ ''چھوٹی چھوٹی باتوں کی بناء پر فرقے بنالینا۔۔۔۔حتیٰ کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھنا گناہ ہے۔''

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۸۷ء)

پروفیسر صاحب کے پہلے فتویٰ کے ساتھ اس دوسرے فتویٰ کو ملا کر خوب سمجھ لیجئے کہ

❁❁ پروفیسر صاحب کے نزدیک شیعہ' سنی' حنفی' وہابی اور دیوبندی بریلوی کا اختلاف ''چھوٹی چھوٹی'' باتوں کی بناء پر ہے یعنی توہین شان رسالت اور توہین شان صحابیت چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں اور جو سنی حنفی بریلوی شیعہ وہابی دیوبندی کے پیچھے نماز نہ پڑھے وہ گنہ گار ہے اور جو ان فرقوں کے مولویوں کے پیچھے نماز پڑھ لے وہ نیکوکار ہے۔جیسا کہ پروفیسر صاحب کا اپنا عمل وفتویٰ ہے۔

ع......ہوشیار اے مرد مومن ہوشیار

===

(اپنی صلحکلیت اور ایک غلطی کا برملا اعتراف)

حق وصداقت کی فتح

الحمدللہ ۔ صادق ہوں اپنے قول میں صادق خدا گواہ
کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

کچھ عرصہ قبل ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' نے مخلوط و مشکوک پروفیسری مسلک اور پروفیسر طاہر القادری کی صلحکلیت و دوغلہ پالیسی کے متعلق مدلل طور پر جو صدائے حق و صدائے احتجاج بلند کی تھی الحمدللہ مسلکی طور پر مختلف لحاظ سے اس کے کافی مفید اثرات مرتب ہوئے ہیں اگرچہ پروفیسر صاحب نے اپنے زعم وغرور میں ''رضائے مصطفےٰ'' کو معمولی سمجھ کر کافی دیر نظر انداز کرنے اور اس سے لاتعلق رہنے کی کوشش کی لیکن الحمدللہ بمصداق

ع......دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

بالآخر ''رضائے مصطفےٰ'' کی صدائے حق رنگ لائی اور ماشاء اللہ ''رضائے مصطفےٰ'' کی ہمہ گیر مقبولیت کے باعث جب چاروں طرف سے پروفیسر صاحب کو سوالات کی بوچھاڑ ہوئی تو انہیں چاروناچار بلاواسطہ نہ سہی' بالواسطہ طور پر ''رضائے مصطفےٰ'' کے حوالہ جات کی طرف توجہ کی ضرورت محسوس ہوئی نیز

''رضائے مصطفےٰ'' کی صدائے حق کے زیر اثر انہیں کچھ سنبھلنے اور اپنا تحفظ کرنے کا بھی خیال دامن گیر ہوا جس کے تحت ماہ صفر ۱۴۰۸ھ میں انہوں نے اپنے رسالہ ''منہاج القرآن'' کا ''اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نمبر'' شائع کرنے اور روزنامہ ''نوائے وقت'' میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اور ''کنزالایمان'' کے متعلق ایڈیشن شائع کرانے کے علاوہ مولانا علامہ تقدس علی خاں صاحب مدظلہ کے ''رضائے مصطفےٰ'' کے حوالہ جات پر مشتمل سوالات کے سلسلہ میں ''ایک اہم خط'' شائع کیا۔ ﴿۞﴾ علماء حیدرآباد کے سوالات کے جواب میں ان کا ایک مضمون پھر رسالہ ''دید شنید'' لاہور (۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء) میں شائع ہوا ﴿۞﴾ نیز ریاض حسین چوہدری کے سوالات

کے جواب میں ایک ضخیم ''اہم انٹرویو'' شائع کیا گیا۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس قدر تگ ودو اور ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود اگر پروفیسر صاحب یہ تاثر دیں کہ ان کے اعصاب پر ''رضائے مصطفےٰ'' کی صدائے حق کا کوئی اثر نہیں ہوا اور ان کے متعلقین یہ سمجھیں کہ ''رضائے مصطفےٰ'' پروفیسر صاحب کے ''سٹینڈرڈ'' کا قابل توجہ معیاری رسالہ نہیں تو اسے پروفیسر صاحب اور ان کے متعلقین کی روایتی دوغلہ پالیسی کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

غلطی کا اعتراف: بہرحال ''اختیارات نبوی کی نفی'' کے سلسلہ میں ''رضائے مصطفےٰ'' نے جو نشاندہی اور تنبیہ کی تھی۔ پروفیسر صاحب نے بدیں الفاظ اس کا اعتراف اور اصلاح کا وعدہ فرمایا ہے کہ ''آئندہ ایڈیشن (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ) میں اس کی تصحیح کردی جائے گی۔ میری لوگوں کو ہدایت ہے کہ میری کسی تصنیف میں کوئی غلطی محسوس کریں تو مجھے لکھ دیں۔ انشاء اللہ اس کی دوسرے ایڈیشن میں تصحیح کرادی جائے گی۔'' (حوالہ مذکورہ دید شنید)

الحمدللہ: پروفیسر صاحب کے لوگوں کو ان کی غلطی لکھ کر دینے کی ہدایت سے پہلے ہی ''رضائے مصطفےٰ'' نے ان کو ہدایت کردی اور کچھ ''چنین وچناں'' کے بعد بہرحال انہیں غلطی کے اعتراف و تصحیح کا احساس ہوگیا۔ کاش کہ پروفیسر صاحب اور ان کے متعلقین ''رضائے مصطفےٰ'' کی صدائے حق پر چیں بجبیں ہونے کی بجائے اس کے احسان مند اور مشکور ہوتے۔ جس نے انہیں اس عظیم غلطی (اختیارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی) کا احساس دلایا۔ ورنہ نامعلوم اس غلطی کا ارتکاب کتنے ایڈیشنوں میں اور کب تک ہوتا رہتا۔

نکتہ: پروفیسر صاحب نے اس سلسلہ میں یہ بھی انکشاف کیا ہے کہ ''یہ کتاب (فرقہ پرستی کا خاتمہ) میری مصنفہ نہیں' ٹیپ شدہ تقریر کو نقل کر کے چھپوادی گئی ہے۔'' (دید شنید واہم خط) اگر یہ بات درست ہے تو ''رضائے مصطفےٰ'' کا پروفیسر صاحب پر یہ دوسرا احسان ہے کہ اس کشمکش میں انہیں اس بات کی وضاحت کا بھی موقع مل گیا کہ ''یہ کتاب میری مصنفہ نہیں'' ورنہ اس سے قبل تو پروفیسر صاحب کی طرف سے ان کی معرکۃ الآراء تصانیف کی فہرست واشتہارات میں اس کتاب

کو پروفیسر صاحب کی تصانیف میں ہی شمار کر کے مغالطہ دیا جاتا رہا۔ امید کہ آئندہ اشتہارات و فہرست میں ''مصنفہ غیر مصنفہ'' کا بھی امتیاز کر دیا جائے گا تاکہ یقینی و غیر یقینی صورت کا پتہ چل سکے۔

لطیفہ: پروفیسر صاحب نے ''اہم انٹرویو'' میں بڑی تعلّی و بے نیازی کے ساتھ کہا ہے کہ ''رضائے مصطفٰے'' میں جو کچھ کہا ہے۔ اس میں کوئی ایک بات بھی درست نہیں''۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اس کے ساتھ ہی ''رضائے مصطفٰے'' کی نشاندہی پر غلطی کا اعتراف اور اس کی اصلاح کا وعدہ بھی کر رہے ہیں بلکہ اپنی کتاب کے ''غیر مصنفہ'' ہونے کی بھی وضاحت فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بفضلہٖ تعالیٰ ''رضائے مصطفٰے'' کی باتیں تو درست و باحوالہ ہیں۔ البتہ پروفیسر صاحب کو دروغ گوئی و دورنگی کی عادت پڑ گئی ہے۔ اگر ''رضائے مصطفٰے'' کی بات درست نہیں تھی تو پروفیسر صاحب کو غلطی کی درستگی و وضاحت کی فکر کیوں لاحق ہوئی ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

''انیس اہلسنّت'': فیصل آباد نے (شمارۂ دسمبر، جنوری ۸۸۔۱۹۸۹ء) میں یہاں جو لطیفہ بیان کیا ہے وہ بھی موقع کی مناسبت سے قابل ذکر ہے۔ لکھا ہے کہ ''قارئین غور فرمائیں' نابغۂ عصر کی کون سی بات سچ ہے۔ (میری مصنفہ نہیں یا فہرست تصانیف میں درج شدہ) کیونکہ دونوں ارشادات مبارکہ انہی کے ہیں۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ اس کتاب میں قابل اعتراض باتیں موجود ہیں۔ جبھی تو پروفیسر صاحب اس کی تصنیف ہی سے انکاری ہیں۔ ورنہ انکار کی ضرورت؟ دوسرے یہ کہ جب آپ اپنے ادارے سے چھپی ہوئی اپنی تصانیف کے مندرجات سے انکاری ہیں تو پھر اور رسائل و اخبارات کس گنتی میں ہیں؟ کہ یہ یہاں تو ''پڑھی پاتا ہے''۔ ویسے ہمارا خیال ہے کہ علماء نے اگر بقیہ تصانیف کا بھی تعاقب کیا تو پروفیسر صاحب تمام تصانیف سے انکار کر دیں گے۔'' (بلفظہٖ)

ویسے یہ خوب ''گر'' ہے کہ جب تک نام اور کام چلتا رہا اقراری رہے۔ جب اعتراض و مواخذہ ہوا انکاری ہو گئے۔

؎ کس کا یقین کیجئے کس کا یقین نہ کیجئے
لائے ہیں تیری بزم سے یار خبر الگ الگ

لیکن اقرار وانکار کی اس ''کاریگری'' کا ایک خطرہ بھی ہے کہ اس طرح پروفیسر صاحب کی تصانیف وانٹرویوز بلکہ ان کی مکمل شخصیت اہل علم وفکر کی نظر میں بالکل ہی مشکوک وداغدار اور پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جائے گی مگر نا معلوم اتنے زیادہ پڑھے لکھے ڈگری یافتہ شخص کو اپنے اس خطرناک طریق کار اور مستقبل کا احساس کیوں نہیں ہو رہا؟

صلحکلیت کا اعتراف: ''رضائے مصطفےٰ'' کا پہلا اور سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ پروفیسر سنیت حنفیت میں کھرے اور پکے نہیں ہیں بلکہ مشکوک اور ہرجائی و صلحکلی آدمی ہیں اور باقاعدہ طور پر ''فرقہ طاہریہ صلحکلیہ'' کے بانی وموجد قرار پا چکے ہیں۔ پروفیسر صاحب کی اہل حق وباطل سب کو یکساں راضی رکھنے کی دوغلہ پالیسی کے باعث کئی لوگوں کو اس بات پر تعجب بھی ہوا۔ مگر الحمدللہ کہ پروفیسر صاحب نے گھومتے گھماتے چھپتے چھپاتے اور مختلف مقامات پر مختلف لوگوں کے سامنے غلط بیانی وتقیہ بازی کرنے کے بعد بالآخر اپنی صلحکلیت کا بھی برملا اعتراف کر کے ''رضائے مصطفےٰ'' کے مبنی برحق الزام پر اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

چنانچہ: ایک ''اہم انٹرویو'' میں انہوں نے جہاں اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ ❁ ادارہ ''منہاج القرآن'' میں بلا فرق وامتیاز یکساں طور پر ''اہلحدیث (وہابی) دیوبندی، بریلوی اور شیعہ وغیرہ افراد کی شمولیت (رکنیت) ممکن ہے۔'' وہاں انہوں نے برملا طور پر اس بات کا بھی اعتراف کر لیا ہے کہ ❁ ''میرا معاملہ بالکل واضح ہے کہ جو دعوت دے گا تو میں بلا امتیاز اس کے اسٹیج پر جا کر خطاب کروں گا۔ بریلوی اسٹیج ہو کوئی اہلحدیث مسلک کا ادارہ مجھے دعوت دے۔ دیوبندی مکتب فکر کا کوئی ادارہ دعوت دے یا شیعہ مکتب فکر کا کوئی ادارہ دعوت خطاب دے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ جلسہ اور اسٹیج اور اس کی دعوت کس کی طرف سے ہے۔ (کیونکہ سب یکساں جو ہوئے) (ملخصاً صفحہ ۲۵)

عملی مثالیں: ❁ ''شیعہ مسلک کے کئی اجتماعات میں میں نے خطاب کیا۔ ❁ جماعت

اسلامی کے احباب نے دعوت دی تو ''منصورہ'' جا کر خطاب کیا۔ ﴿۞﴾ ناروے میں دیوبندی مکتب فکر کے مرکز میں خطاب کیا۔ ﴿۞﴾ پشاور میں دیوبندی مکتب فکر کے ایک ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا اور خطاب کیا۔'' (اہم انٹرویو ملخصاً صفحہ ۲٦)

دیکھ لیجئے: اور قول و فعل کا نظارہ کیجئے کہ ﴿۞﴾ کوئی گستاخ شان رسالت ہو' گستاخ صحابہ و دشمن خلفاء ثلاثہ ہو ﴿۞﴾ صحابہ کرام و اہل سنت و جماعت کو کافر و مشرک قرار دیتا ہو ﴿۞﴾ پروفیسر صاحب اور ان کے درمیان کوئی بعد و اجنبیت نہیں ﴿۞﴾ سب کے ساتھ اور سب کے لیے یکساں سلوک ہے۔ ﴿۞﴾ پروفیسر صاحب کے نزدیک سب فرق باطلہ قابل قبول ہیں اور پروفیسر صاحب بھی سب بدمذہبوں بے ادبوں کو یکساں طور پر قابل قبول ہیں۔ اس کے بعد بھی اب پروفیسر کے صلحکلی و ہرجائی ہونے میں کون سا شبہ باقی ہے؟ کیا کسی صحیح العقیدہ حق گو باغیرت اور کھرے سنی بریلوی کا کسی بے ادب گستاخ اہل سنت کے مخالف فرقہ کے ساتھ ایسا دوطرفہ سلوک' بلا تکلف آمد و رفت اور تقریری طور پر ایسا قرب و تعلق ہوسکتا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا دوغلہ اور ''ہرجائی شخص اپنا نہیں ہوسکتا۔ قابل اعتماد نہیں ہوسکتا۔ لائق امامت و خطابت و قیادت نہیں ہوسکتا۔ آہ!

؎ کبھی ہم سے پیار کی گفتگو' کبھی اور ہی کوئی جستجو

تیری وہ مثال ہے ہمنشیں' نہ اِلَّا الَّذِی نہ الَّا لَّذِی

سوال: چونکہ منہاج القرآن کا مشن دعوت اسلام پہنچانا ہے۔ اس لیے پروفیسر صاحب کا سب مکاتب فکر کے پاس آنا جانا اور انہیں منہاج القرآن کا رکن بنانا ہے۔

جواب: ہرگز نہیں۔ پروفیسر صاحب کا فرق باطلہ کے ہاں آنا جانا اور انہیں منہاج القرآن کا رکن بنانا دعوت اسلام پہنچانے کے لیے نہیں بلکہ پس پردہ پروفیسر صاحب کا سب کے لیے ہر دلعزیز بننا' سب کے ساتھ تعلقات بڑھانا اور سب کو اخوت و محبت کا پیغام دینا ہے جیسا کہ پہلے باحوالہ و مدلل بیان ہو چکا ہے۔

ثانیاً: چونکہ پروفیسر صاحب کے نزدیک سب فرقوں کے باہمی اختلاف فروعی ہیں اور مذکورہ فرقوں کو وہ مسلمان سمجھتے ہیں۔ اسلیے انکے ساتھ کوئی اجنبیت و بعد محسوس نہیں کرتے

ورنہ اگر واقعی دعوت اسلام دینا مقصود ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب دعوت اسلام دینے کے لیے نہ کبھی خود مرزائیوں کے پروگراموں میں گئے اور نہ ہی قادیانیوں نے کبھی ان کو مدعو کیا کیونکہ پروفیسر صاحب انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اور دیگر مکاتب فکر کے عقائد چاہے مرزائیوں کی طرح کیسے ہی گستاخانہ اور کفریہ عقائد ہوں۔ پروفیسر صاحب انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور علماء عرب وعجم کے فتاویٰ مبارکہ پر مشتمل کتاب ''حسام الحرمین'' کے بھی صرف انہی فتاویٰ سے پروفیسر صاحب کا اتفاق ہے جو صرف مرزائیوں کے متعلق ہیں۔ ورنہ باقی فرقوں اور گستاخ و بدعقیدہ ملاؤں کے متعلق وہ ''حسام الحرمین'' کے فتاویٰ سے متفق نہیں ہیں اور کبھی کبھار اعلیٰ حضرت کا ذکر اور ''حسام الحرمین'' کا نام محض تقیہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

چیلنج: پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنواؤں میں سے اگر کسی کو اس قول صادق میں شک ہو۔ تو وہ تحریری طور پر وجہ بتائے کہ اصولی اعتقادی اختلاف اور مخالفین اہل سنت ہونے کے لحاظ سے مرزائیوں اور دیوبندیوں شیعوں اور وہابیوں میں کیا فرق ہے؟ مرزائیوں کے ہاں آنا جانا اور میل ملاپ رکھنا کیوں ناجائز ہے اور شیعوں دیوبندیوں وہابیوں کے دروازے پروفیسر صاحب کے لیے اور پروفیسر صاحب کے دروازے ان کے کے لیے کیوں کھلے ہیں؟

پروفیسر صاحب کیوں خود بھی مخمصے میں پڑے ہو اور مخلوق خدا ئ بھولے بھالے سنیوں بریلویوں کو مغالطہ دیتے ہو۔ خدا کا خوف کرو اور

ے دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

پروفیسر صاحب اپنی آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے مزید تاخیر کئے بغیر فوری اور تحریری طور پر اپنے اس فیصلہ کا اعلان کریں کہ ﴿۱﴾ دیوبندیوں وہابیوں اور صلحکلیوں کے متعلق ''حسام الحرمین'' اور فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین'' کے فتاویٰ مبارکہ اور ﴿۲﴾ شیعوں کے متعلق امام ربانی مجدد

الف ثانی کے رسالہ ''ردروافض'' اورامام احمد رضا خاں (رحمتہ اللہ علیہما) کے رسالہ ''ردالرفضہ'' کے فتاویٰ سے انہیں اتفاق ہے یا اختلاف اور نام بنام بیان کریں کہ ان فرقوں کے عقائد وقابل اعتراض عبارات گستاخانہ وکفریہ ہیں یانہیں؟ اور نام کی صراحت سے بتائیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟

پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ ﴿''جو شخص حضور علیہ السلام کا گستاخ ہے وہ کافر مرتد اور خارج از اسلام ہے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ٥٦) لیکن وہ نام لے کر کیوں نہیں بتاتے کہ ایسا گستاخ ہے کون۔ نجدی ودیوبندی' وہابی ہیں یا کوئی اور مخلوق وفرقہ؟ ﴾ مزید کہا ہے کہ ''جو شخص ازواج مطہرات کا گستاخ ہے اور صحابہ کرام واہل سنت کا گستاخ ہے وہ شخص بھی گمراہ اور ایمان کی دولت سے محروم ہے۔ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔'' (حوالہ مذکورہ) پروفیسر صاحب بتائیں کہ گستاخ کون ہے۔ شیعہ رافضی یا کوئی اور مخلوق یا فرقہ نامعلوم۔

پروفیسر صاحب: اشارہ کنایوں میں پہلو دار و''ذومعنی'' بات کیوں کرتے ہیں اور کہیں سوالات سے گھبرا کر حنفی مالکی فقہی اختلاف کا مغالطہ دے کر درپردہ شیعہ وہابیہ کو اپنی صلحکلیت کی چادر میں چھپانے کی ناکام کوشش کیوں فرماتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بفضلہٖ تعالیٰ ان کی صلحکلیت و''پراسرار'' خطابت کا طلسم کافی حد تک ٹوٹ چکا ہے۔ پہچاننے والے کافی حد تک انہیں پہچان چکے ہیں اور جنہیں حق وانصاف اور مسلک اعلیٰحضرت کا احساس اور قدر ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب وہ بھی پکار اٹھیں گے کہ

؎ بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

قرآن مجید نے حق وباطل میں فرق کردیا۔ اللہ کریم نے ''خبیث وطیب'' میں امتیاز فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ نے خود تفریق فرما کر بہتر (٧٢) فرقوں کو ناری وغیر ناجی اور سواد اعظم اہلسنّت و جماعت کو ناجی وجنتی قرار دیا تو پروفیسر صاحب ''مفسر قرآن'' کہلانے کے باوجود قرآن وحدیث

کو بالوضاحت سمجھانے سے کیوں شرماتے اور گھبراتے ہیں اور حق و باطل میں آمیزش اور جنتی و جہنمی اور ناجی وغیر ناجی کی پیوندکاری کیوں کرتے ہیں۔

انتباہ: برادران اہل سنت اس گہری رمز کو ہرگز نظرانداز نہ ہونے دیں کہ پروفیسر صاحب محض لفظ گستاخ کی مذمت کرتے ہیں۔ کیوں؟ تاکہ سنیوں بریلویوں کو متاثر کرسکیں اور لفظ گستاخ کے مسمیٰ کسی گستاخ شان رسالت و گستاخ صحابہ کو متعین نہیں کرتے تاکہ شیعہ وہابی ناراض نہ ہوں اور ایسے ہی موقع پر کہا جاتا ہے کہ

؎ حج کعبہ بھی ہو، گنگا کا ہوا شنان بھی   تاکہ خوش رحمٰن ہو، راضی رہے شیطان بھی

بدمذہبوں کے لیے دعا: احباب اہلسنّت کے لیے یہ انکشاف بھی نہایت ہی حیرت انگیز و افسوسناک ہوگا کہ پروفیسر صاحب بدمذہب و بے ادب فرق باطلہ سے راہ و رسم اور دل میں ان کے لیے صرف نرم گوشہ ہی نہیں رکھتے بلکہ ان کے گستاخانہ عقائد باطلہ کے کام میں برکت کے لیے دعا بھی فرماتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا ہے کہ ’’جہاں تک دیگر دینی اور مذہبی جماعتوں۔۔۔۔ اور مسلکی تشخص کی بنیاد پر دینی کام کرنے کا تعلق ہے۔ ہر جماعت اپنے مسلک اور عقائد کے تحفظ کے لیے کام کرتی ہے۔ سو یہاں طریقہ کسی کے کام پر تنقید کرنا نہیں ہے۔ وہ جماعتیں جو اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے حقوق کے لیے مسلکی تشخص کی بنیاد پر کام کررہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے کام میں برکت دے۔‘‘ (اہم انٹرویو صفحہ ۳ ملخصاً)

دیکھ لیجئے: جو شخص علماء و مشائخ مصلحین و مبلغین کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اس کا معمول یہ ہے کہ دینی مذہبی کہلانے والی کوئی بھی بدعقیدہ جماعت و فرقہ جو مسلکی تشخص واپنے عقائد باطلہ کے تحفظ کے لیے کام کرے۔ وہ شخص نہ صرف یہ کہ اس پر تنقید نہیں کرتا بلکہ ان بدعقیدہ بے ادبوں کے کام میں برکت کے لیے دعا بھی کرتا ہے۔ اس کے باوجود وہ شخص سنی کہلانا چاہے یا کوئی اسے سنی بریلوی خیال کرے تو اس پر سوا اس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ ع   بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بریلوی سے اجتناب: پروفیسر صاحب نے ''اہم انٹرویو میں اپنے بریلوی نہ کہلانے کے متعلق کہا ہے کہ ﴿﴾ ''دیوبندی بریلوی کے تشخص پر سارا جھگڑا صرف ہندوپاک کے اندر ہے۔ اس اعتبار سے میں تو فقط اہل سنت وجماعت ہوں۔''

لیکن علماء حیدرآباد کے جواب میں پینترا بدل کر کہا ہے کہ ''اگرچہ میرے عقائد اور نظریات اعلیٰحضرت رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک کے مطابق ہیں لیکن نوجوان نسل آزاد خیال اور دیگر مسلک کے لوگوں کو قریب لانے کے لیے میں لفظ بریلوی استعمال نہیں کرتا۔''

(رسالہ دید شنید ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء)

دیکھ لیجئے: ایک سوال کے دو متضاد جواب میں کیسی روایتی دوغلہ پالیسی کارفرما ہے کہ بزعم خویش ایک طرف تو دیوبندی، بریلوی۔ دونوں کو راضی اور دونوں سے رابطہ رکھنے کے لیے پہلے جواب میں تو یہ تاثر دیا کہ دیوبندی بریلوی جھگڑا سے بچنے کے لیے ''میں فقط اہل سنت وجماعت ہوں۔'' جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس ''جھگڑے'' میں فریق نہیں اور ان کے نزدیک دونوں قصوروار و جھگڑالو ہیں حالانکہ اگر وہ واقعی سنی اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے عقیدتمند اور ہم مسلک ہوتے تو وہ اس ''جھگڑے'' کے غیر جانبدار خاموش تماشائی بننے کی بجائے ازروئے ایمان وانصاف دنیا پر یہ ظاہر کرتے کہ زیادتی اور جھگڑا شروع کرنے والے دیوبندی ہیں اور بریلوی فی الحقیقت اہل سنت ہیں جو جھگڑالو نہیں بلکہ محض اپنے ایمان و مسلک کا دفاع کرتے ہیں۔ جارحیت پہل اور زیادتی سراسر دیوبندی مکتب فکر کی ہے۔

دوسرے جواب میں علماء حیدرآباد کو اعلیٰحضرت کا عقیدتمند اور ہم مسلک ہونے کا تاثر دیا اور بریلوی نہ کہلانے کی یہ حکمت بتائی کہ نوجوانوں اور دوسرے مسلک کے لوگوں کو قریب لانے کے لیے بریلوی نہیں کہلواتے لیکن یہ بھی ان کی دورنگی ہے کہ ان کے الفاظ کے مطابق ہیں۔ تو وہ بریلوی لیکن دیگر مسلک کے لوگوں سے اپنا باطن (بریلوی مسلک) چھپاتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب کچھ بناوٹ وصلحکلیت کے کرشمے ہیں اوران کے بریلوی نہ کہلانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ شیعوں وہابیوں سے اپنے فروغ پذیر تعلقات ومراسم بحال رکھنا چاہتے ہیں اور بریلوی کہلاتے ہوئے بدمذہبوں بےادبوں سے اجتناب ونفرت رکھنے کی جوشرعی پابندی ہے۔اپنے صلحکلی مفادات کے تحت وہ اس پرعمل پیرانہیں ہونا چاہتے۔

بڑے پاک باز و بڑے پاک طینت

جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

کرشمہ: پروفیسری مسلک کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے کہ ''بریلوی'' کہلانے سے نوجوان اور دیگر مسلک کے لوگ ان کے قریب نہیں آئیں گے حالانکہ تبلیغ ودعوت اصلاح میں اصل چیز دلیل اور پرزوروپراثر تحریر وتقریر ہے۔لہذا اگر کسی نے قریب آنا ہے توبریلوی کہلانا مانع نہیں ہوسکتا اور جس نے قریب نہیں آنا تو وہ پروفیسر صاحب کے'' قادری کہلانے اور محفل میلاد وتقریب گیارہویں'' منانے کے باعث بھی قریب نہیں آئے گا۔فافہم وتدبّر

آہ! یہ تضادات: پروفیسر صاحب اپنی دوغلہ پالیسی کے تحت اپنے سے (سراسر جائز علمی و شرعی) اختلاف کرنے والوں کے متعلق ایک طرف تو فرماتے ہیں کہ ''میرا وطیرہ ۔۔۔۔سوائے دعا گوئی اور خاموشی کے اور کچھ نہیں۔خاموشی اور صبر سب سے بڑا ردعمل ہے۔۔ہم مخالفت کو بھی بالواسطہ موافقت ہی سمجھتے ہیں اور یہ ان (مخالفین) کا ہم پراحسان ہے۔'' ﴿﴾ ہم دعاگو رہتے ہیں کہ وہ جو ہم پراحسان کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۱۷۱)

لیکن دوسری طرف اس کے سراسر برعکس اپنے صبر وخاموشی کی اپنے ہاتھوں دھجیاں اڑاتے ہوئے اپنے معترضین علماء واساتذہ کو جاہلون قرار دیتے ہیں جیسا کہ شروع میں بیان ہوا بلکہ مزید ان کے خلاف لکھا ہے کہ ﴿﴾ غلط اور بے بنیاد الزامات کی تشہیر کرنے والے ﴿﴾ انہوں نے خداخوفی اور اللہ کی بارگاہ میں جواب دہی سے خود کو بالکل مستثنیٰ تصور کرلیا ہے ﴿﴾ اس قسم کے خطوط مسلک کے بعض نام نہاد علمبرداروں نے پہلے بھی لکھے ہیں ﴿﴾ بعض افراد نے مفسدانہ اور معاندانہ پروپیگنڈا

شروع کر رکھا ہے ﴿ ہم نے ایسی منفی اور غیر صالح کاوشوں پر کبھی کان تک نہیں رکھا ﴿ ہزاروں مزاحمتوں سازشوں الزام تراشیوں کے طوفان بھی کھڑے کر دیئے جائیں تو بال بھی بیکا نہیں ہوسکتا ﴿ ہمیں کسی کی منفی اور تخریبی کاروائیوں پر کبھی پریشانی نہیں ہوئی۔'' (ایک اہم خط ملخصاً)

﴿ اور ایک ''اہم انٹرویو'' میں اپنی مخالفت کو حق کی مخالفت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ''جو شخص کسی کی مخالفت ومخاصمت میں وقت ضائع کرتا ہے اور حسد میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں سلب کر کے اسے دے دیتا ہے جسے کذب وافترا کا نشانہ بنایا جارہا ہوتا ہے۔ ﴿ اس لیے ہم لوگوان کی مخالفتوں بدزبانیوں اور ہرزہ سرائیوں کے جواب میں چپ رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ ﴿ یہ مخالفانہ کوششیں دراصل گردوغبار اور راستے کی کنکریاں ہیں۔ جن سے مشن کی گاڑی رک نہیں سکتی۔''

اللہ اکبر: ایک پڑھے لکھے شخص کی زبانی اس قدر تضاد گوئی' کذب بیانی' فضول گوئی اور سب وشتم کہ مخالف علماء کو گردوغبار اور راستے کی کنکریاں قرار دینا اور ان کے خلاف ہر قسم کی بدگمانی' غلط بیانی' افترا پردازی اور بہتان تراشی کرنا اور پھر اسے صبر ودعا گوئی سے تعبیر کر کے سادہ لوح عوام واپنے غالی متعلقین کے سامنے اپنی بزرگی وپارسائی بھی جتانا۔ تف ہے ایسی دورنگی پر۔

لطیفہ: علماء حق علماء اہل سنت وجماعت کے خلاف اس قدر زبان درازی وبغض وعناد کا اظہار کرنے کے باوجود پروفیسر صاحب کی ایک ''ریاکارانہ'' دعا بھی پڑھ لیں۔ کہتے ہیں ''اللہ پاک ان (اختلاف کرنے والے علماء) کے ظاہر وباطن اور خلوت وجلوت کو ایک جیسا کر دے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۱۱) دیکھتے جایئے کہ پروفیسر صاحب کی ہر ہر بات میں کیسی ''فنکارانہ'' ریاکاری ودورنگی رچی ہوئی ہے۔ تعجب ہے کہ جس شخص کے ظاہر وباطن زبان وعمل اور قول وفعل میں اس قدر اختلاف وتضاد ہے۔ وہ دوسروں کے ''ظاہر وباطن اور خلوت وجلوت'' کو نشانہ بناتے ہیں حالانکہ درحقیقت انہیں آئینہ میں اپنی ہی صورت نظر آرہی ہے۔ کاش کہ وہ

ع...... ''دیگراں رانصیحت' خودرافضیحت''

کی بجائے پہلے اپنے قول وفعل اور اندرونی ماحول پر نظر ڈالتے اور پہلے ''خودرانصیحت'' فرما کر اپنی

شدید متضاد شخصیت کی اصلاح کی کوشش فرماتے۔ (واللہ الھادی والموفق)

دوسرا تضاد: پروفیسر صاحب نے ایک انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ ’’میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔‘‘ (دید شنید ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

اب ’’ایک اہم خط‘‘ میں انہوں نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ رسالہ ’’دید شنید‘‘ نے میرے انٹرویو کو توڑ موڑ کر چھاپا تھا۔ ہم نے یہ رسالہ اپنے مرکز پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی۔‘‘ (اس جواب میں رسالہ کے خلاف کسی عملی ردعمل کا کوئی ذکر نہیں)

لیکن علماء حیدرآباد کے جواب میں پروفیسر طاہر القادری صاحب نے یہ کہا ہے کہ ’’ہم نے اس رسالہ (دید شنید) کے خلاف کاروائی کی ہے اور اب اس کا ڈیکلریشن منسوخ ہو گیا ہے۔‘‘

(دید شنید ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء)

دیکھ لیجئے: پروفیسر صاحب کا یہ جواب ’’ایک اہم خط‘‘ کے جواب سے بالکل متضاد و برعکس ہے۔

اولاً: پہلے جواب میں صرف اتنا کہا کہ ’’ہم نے رسالہ اپنے مرکز پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی۔‘‘ لیکن علماء حیدرآباد کے جواب میں کہا گیا کہ ’’ہم نے کاروائی کر کے رسالہ کا ڈیکلریشن منسوخ کرا دیا ہے۔ (یعنی اسے بند کرا دیا ہے) جس سے صاف ظاہر ہے کہ پروفیسر صاحب اپنی دوغلہ پالیسی کے تحت جیسا ماحول اور جیسا آدمی دیکھتے ہیں اس کے مطابق منگھڑت جواب دے کر ٹال دیتے ہیں۔ اصولی و حتمی بات نہیں کرتے۔

ثانیاً: رسالہ کا ڈیکلریشن منسوخ کرانے والی بات بھی بالکل غلط ہے اور اس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے حیدرآباد میں جس ’’دید شنید‘‘ کا ڈیکلریشن منسوخ قرار دیا ہے۔ اسی رسالہ میں ان کا یہ بیان بھی چھپ رہا ہے اور یہ عجیب لطیفہ ہے کہ جس رسالہ کا ڈیکلریشن منسوخ کرایا گیا ہے۔ تب سے اب تک نہ صرف وہ رسالہ بدستور چھپ رہا ہے بلکہ اس میں پروفیسر صاحب کا یہ

تازہ بیان بھی شائع ہو رہا ہے۔

افسوس کہ سیدھی طرح اپنی غلطی سے رجوع کرنے کی بجائے متضاد جواب دے کر خواہ مخواہ قوم کو اپنی دورنگی و دوغلہ پالیسی سے مغالطہ دیا جا رہا ہے۔

ثالثاً: ادھر رسالہ ''دید شنید'' کا اپنا یہ اعلان ہے کہ ''پروفیسر کا جو انٹرویو ۴ تا ۱۹۔اپریل ۱۹۸۶ء میں شائع کیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اس انٹرویو کا کیسٹ محفوظ ہے جو کوئی جب بھی چاہے۔ آ کر وہ کیسٹ سن سکتا ہے۔'' (بحوالہ دید شنید ۲ تا ۱۷ مئی ۱۹۸۶ء)

رابعاً: پروفیسر صاحب کے بقول انہوں نے مسئلہ امامت سے متعلقہ رسالہ اپنے مرکز پر تو فروخت کرنے کی اجازت نہیں دی لیکن باقی ملک میں جو اشاعت ہوئی اس کا سدباب کیوں نہیں کیا اور بروقت و فوری طور پر اس کی ملکی سطح پر تردید و وضاحت کیوں نہیں کی۔

پے در پے اس قدر تضاد و الجھاؤ کے بعد اب کوئی اور پروفیسر ہی اس گتھی کو سلجھا سکتا ہے ورنہ طاہر القادری صاحب نے تو کچھ ایسی صورت حال بنا دی ہے کہ

ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا

فیصلہ کن قابل غور اور لائق انصاف بات تو یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب کی طرف سے اس طرح گول مول اور متضاد و مختلف جواب دے کر الجھنے الجھانے اور ''دید شنید'' کا ڈیکلریشن منسوخ کرانے کی صریح غلط بیانی کرنے کی بجائے کلمۂ حق بلند کرتے ہوئے بدیں الفاظ چند سطور کی تردید و وضاحت کافی تھی کہ ۞ ۴ تا ۱۹۔اپریل کے ''دید شنید'' میں مجھ سے مسئلہ امامت کے متعلق جو بات منسوب کی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہے ۞ اس لیے کہ گستاخانہ عقائد کفریہ عبارات کی بنا پر کسی شیعہ وہابی دیوبندی مولوی کے پیچھے ۞ نماز پڑھنا نہ میں پسند کرتا ہوں ۞ نہ کبھی میں نے ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھی ہے ۞ کیونکہ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور گناہ ہے جیسا کہ اعلیٰحضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے فتاویٰ میں اس کی تحقیق و تفصیل ہے۔''

یہ تھی بات کو سلجھانے کی سیدھی راہ اور اس میں کوئی ایسی خطرہ و شرمندگی کی بات بھی نہ تھی مگر سب کو راضی رکھنے کی صلحکلی دوغلہ پالیسی کے باعث چونکہ دال میں کالا اور دل میلا ہے۔ اس لیے صریح طور پر فیصلہ کن تردیدو وضاحت کی بجائے گول مول اور مغالطہ آمیز گفتگو سے ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ ان لوگوں کو ناراضگی نہ ہو۔ جن کی دلداری و دلجوئی کے لیے اہل سنت کے معمول کے برعکس بالعموم پروفیسر کے ہاں جمعۃ المبارک و دیگر پروگراموں کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام بھی نہیں پڑھا جاتا اور مسجد میں یارسول اللہ بھی نہیں لکھوایا۔

تیسرا بہت بڑا تضاد

تیسرا بہت بڑا تضاد یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے علماء حیدر آباد کے سامنے اپنی پردہ پوشی کے لیے یہاں تک کہہ دیا کہ ﴿۱﴾ ''اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے تمام فتووں پر میرا مکمل یقین اور ایمان ہے ﴿۲﴾ جو فتویٰ بھی انہوں نے دیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ ﴿۳﴾ میرے اور ان کے نظریات اور عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔'' (دید شنید ۱۶ تا ۳۰ نومبر صفحہ ۱۳ ۱۹۸۷ء)

خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوسروں کو ''خدا خوفی اور اللہ کی بارگاہ میں جوابدہی'' کا وعظ فرمانے والے کی اپنی اس تقیہ آمیز دوغلہ پالیسی و غلط بیانی کا انجام کیا ہوگا۔

پروفیسر صاحب اگر اپنے اس قول میں مخلص اور سچے ہیں تو خود بھی ''خدا خوفی اور اللہ کی بارگاہ میں جوابدہی'' کی بنا پر وضاحت وصراحت کے ساتھ جواب دیں کہ اگر واقعی ان کے اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے مسلک میں ''سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں اور اگر واقعی ان کا اعلیٰحضرت کے تمام فتووں پر یقین وایمان ہے'' تو

کیا اسی لیے پروفیسر صاحب نے تقلید کی بجائے اجماع امت کے خلاف اجتہاد کر کے عورت کی پوری دیت کا دعویٰ کیا ہے (حالانکہ اعلیٰحضرت نے مجدد و مسلمہ علمی شخصیت ہونے کے باوجود

کبھی اجتہاد نہیں کیا بلکہ اپنے امام اعظم کی تقلید و مذہب حنفی کی پیروی میں فتویٰ دیا ہے)

کیا اسی لیے شیعہ وہابی کے پیچھے نماز کو پسندیدہ قرار دیدیا ہے۔ (جس کی الزام کے الفاظ کے مطابق شیعہ وہابی کا نام لے کر آج تک واضح تردید نہیں کی گئی اور جب تک ایسا نہ کیا پوزیشن صاف نہ ہوگی)

کیا اسی لیے ۲۳ مارچ کو لاہور میں بم کے دھماکہ میں ہلاک و زخمی ہونے والے شدید ترین مخالفین اہل سنت اور بالخصوص کتاب ''البریلویت'' کے ذریعہ عرب و عجم میں اعلٰحضرت کے خلاف غلیظ پراپیگنڈا کرنے اور غلط فہمیاں پھیلانے والے احسان الٰہی ظہیر کے لیے باقاعدہ پریس کانفرنس کا اہتمام کر کے دعاء صحت و مغفرت کی گئی۔''

(نوائے وقت ۲۶ مارچ ۱۹۸۷)

کیا اسی لیے حق و باطل کی آمیزش' ناجی و ناری فرقوں کو باہم ملانے اور صلحکلیت کی تحریک چلانے کے لیے کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' شائع کی گئی۔ (جسے دیکھنے کے بعد نبیرۂ اعلٰحضرت صاحبزادہ مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلوی نے ادارۂ منہاج القرآن کی دعوت مسترد کردی)

کیا اسی لیے مذکورہ کتاب میں بریلویت (مسلک اعلٰحضرت) کو فرق باطلہ کے ساتھ یکساں قرار دے کر بدیں الفاظ وحشت سے تعبیر کیا گیا کہ ''اسلامی تعلیمات سے وابستگی رکھنے والے نوجوان کو 'بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' (کیا پروفیسر کے علاوہ اعلٰحضرت کا کوئی سچا عقیدت مند و پیروکار بلا تردید اپنے مسلک کے خلاف ایسی خرافات نقل کر سکتا ہے) کیا اس صریح عبارت نے اس کی اندرونی وحشت کو نمایاں نہیں کر دیا؟

کیا اسی لیے لندن میں یہ بیان دیا تھا کہ ''دیوبندیت' بریلویت کی لعنت یہاں پہنچ گئی ہے۔'' (بحوالہ انیس اہل سنت فیصل آباد ستمبر ۱۹۸۷ء) (ایک طرف سوئی کے ناکے کی مثال دے کر

ورغلانا اور دوسری طرف مسلک اعلیٰحضرت و بریلویت کو وحشت ولعنت سے تعبیر کرنا کیسا صریح ظلم و جرم ہے۔

کیا اسی لیے مودودی کے گمراہ کن لٹریچر کے متعلق کہا کہ ’’بے شک مولانا مودودی نے بہت کام کیا۔‘‘

کیا اسی لیے فخر و مسرت کے ساتھ کہا کہ ﴿۞﴾ ’’ہمارے ادارے (منہاج القرآن) میں (مودودی) جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ ﴿۞﴾ اہلحدیث شیعہ دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔ ﴿۞﴾ ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔‘‘ (انٹرویو اخبار جنگ جمعہ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

کیا اسی لیے کہا کہ ’’یہاں (ہماری) اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں کہ یہاں (سب کے لیے) محبت اور اخوت (بھائی چارے) کا پیغام دیا جاتا ہے۔ نفرتوں کا پیغام نہیں۔ ﴿۞﴾ ادارۂ منہاج القرآن مسلکی و گروہی اور فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر محبت و اخوت کا پلیٹ فارم ہے۔‘‘

(انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

کیا اسی لیے دیوبندی مکتب فکر کے بھارتی مولوی عبداللہ بخاری کو ادارۂ منہاج القرآن میں مدعو کر کے یہ کہلوایا گیا کہ ’’دیوبندی اور بریلوی حضرات کے درمیان اختلاف کی بنیاد محض غلط فہمیاں ہیں۔‘‘ (جنگ لاہور ۱۳ دسمبر ۱۹۸۷ء) (کیا ’’حسام الحرمین‘‘ وغیرہ میں علماء عرب و عجم کے فتاویٰ محض غلط فہمی پر مبنی ہیں یا حقیقی، تحقیقی، اصولی، بنیادی اختلاف پر)

کیا اسی لیے ادارہ منہاج القرآن چنیوٹ کے زیر اہتمام مولوی امام بخش شیعہ اور مولوی محمد حسین دیوبندی کے ساتھ مشترکہ جلسہ کر کے پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت ’’واحد حل اتحاد بین المسلمین میں مضمر ہے۔‘‘ (مشرق لاہور ۲۶/۱۰/۸۷) کیا یہ شیعہ وہابیہ کے لیے اسلام کی

سند نہیں؟

رفع یدین وارسال یدین: کیا اسی لیے کہا ہے کہ ﴿﴾ ''جامع مسجد اتفاق اکیڈمی میں نہ صرف اہل سنت و جماعت بلکہ اہلحدیث اور شیعہ بھی جوق در جوق تشریف لاتے ہیں اور رفع یدین سے لے کر ارسال یدین تک کرنے والے (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے) تمام اسلامی مکاتب فکر کے افراد ایک ہی صف میں اکٹھے نظر آتے ہیں اور ان کے درمیان غیریت اور بیگانگی کا فرق ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ﴿﴾ یوں ہر جمعہ اتحاد امت کا حقیقی نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔۔۔ یہ پورے اسلام کا کارواں ہے۔ یہ پوری امت کا کارواں ہے کسی مخصوص گروہ اور طبقے کا نہیں۔'' (قومی ڈائجسٹ مارچ ۱۹۸۷ء صفحہ ۲۷۲، ۲۷۶، ۲۸۴)

امامت: ''نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا واجبات میں سے نہیں۔ اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں۔ (امام چاہے کوئی بھی ہو) یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہوں اور مقتدی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر۔''

(انٹرویو نوائے وقت میگزین ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء)

اصول وفروع: ''تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک ہیں۔ اگر کہیں کوئی اختلاف ہے تو صرف فروعی حد تک۔''

(فرقہ پرستی کا خاتمہ صفحہ ۵۹)

چودہ (۱۴) مذکورہ پروفیسری اقتباسات وحوالہ جات کو ﴿﴾ مسلک اعلیٰحضرت اور فتاویٰ رضویہ کے ترازو میں تولیں اور بغور دیکھیں کہ ﴿﴾ پروفیسر صاحب جذبۂ ایمانی، سنی تشخص اور غیرت عشق کو پامال کر کے تسلسل کے ساتھ کس طرح شیعہ اور وہابیہ کے ساتھ ''یکجان و دو قالب'' ہونے کی راہ ہموار کر رہے ہیں اور ﴿﴾ حق و باطل مومن و منافق ناجی و ناری، عاشق و گستاخ اور سنی غیر سنی کے امتیاز کی بجائے نام نہاد ''اتحاد بین المسلمین'' کا ڈھونگ رچا کر صلحکلیت کا پرچار کر رہے

ہیں اور بلا امتیاز سب کو یکساں قرار دے رہے ہیں۔

اس کے باوجود ان کا یہ کہنا کہ اعلیٰحضرت کے تمام فتووں پر میرا مکمل یقین وایمان ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے۔ بھلا جس شخص کی شیعہ وہابیہ کے ساتھ ایسی دلچسپی، اخوت ومحبت، میل ملاپ اور تعلقات ہوں اس کا اعلیٰحضرت کے ساتھ اور اعلیٰحضرت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ کہاں یہ صلحکلی پروفیسر اور کہاں اعلیٰحضرت کا بابانگ دہل اعلان کہ

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض   ہم ہیں ''عبد مصطفےٰ'' پھر تجھ کو کیا

دل تھا ساجد ''نجدیا'' پھر تجھ کو کیا   سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا

بہت ضروری نکتہ: جب کبھی کوئی شیعہ وہابی کے متعلق یا ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب کا کوئی حوالہ زیر بحث لاتا ہے تو وہ فوراً پینترا بدل کر ''گستاخ رسول'' کے لفظ کی آڑ میں مغالطہ دیتے ہیں کہ ﴿ میں تو گستاخ رسول کو خارج از اسلام قرار دیتا ہوں اور کسی گستاخ رسول اور گستاخ صحابہ کے پیچھے نماز کو جائز نہیں سمجھتا۔'' لیکن تقریر وتحریر میں شیعہ وہابی وغیرہ کا نام لے کر نہ تو کبھی ان کے متعلق کوئی حکم لگاتے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی گستاخی زیر بحث لاتے ہیں۔ ﴿ لہذا ''رضائے مصطفےٰ'' کے حوالوں کی روشنی میں جب کوئی ان سے گفتگو کرے تو شیعہ وہابی کے نام سے ان کے عقائد وامامت کے متعلق پروفیسر صاحب کا صریح موقف تحریری ودستخطی طور پر حاصل کر کے ہمیں ارسال فرمائے۔

نمبر۲: پروفیسر صاحب سے ﴿ ان کی بعض عبارات کی روشنی میں جب مختلف فرقوں کے ساتھ اختلاف فروعی قرار دینے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بات زیر بحث آتی ہے ﴿ تو بعض اوقات پینترا بدل کر وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ﴿ اس سے مراد حنفی شافعی حنبلی مالکی فقہی اختلاف اور ان حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔ نہ کہ کوئی گستاخ رسول وگستاخ صحابہ۔

(صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہم)

حالانکہ ہمارے پیش کردہ ﴿۞﴾ ایک درجن سے زائد پروفیسری حوالہ جات اور پروفیسر صاحب کی مستقل کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' کا موضوع ہی نام بنام شیعہ وہابی دیوبندی بریلوی کا فروعی اختلاف اور اتحاد ہے نہ کہ حنفی شافعی حنبلی مالکی اختلافات۔ ﴿۞﴾ کیونکہ مذکوہ کتاب و پروفیسری حوالہ جات میں ان فقہی مکاتب فکر کا تو ذکر تک نہیں۔ یہ لطیفہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ شیعہ دیابنہ وہابیہ کی امامت و گستاخی کا مسئلہ ہو تو پروفیسر صاحب ان کا نام لینے سے شرماتے ہیں مگر منہاج القرآن کے ارکان و دیگر تعلقات کا اظہار کرنا ہو تو بڑی رغبت سے بار بار ان کا نام لیتے ہیں۔

اپنا تضاد اپنی زبانی: اس وقت ماہنامہ ''منہاج القرآن'' (جنوری ۱۹۸۸ء) ہمارے پیش نظر ہے جس کے رنگین ٹائیٹل پر ''منہاج القرآن'' کے تحت پروفیسر صاحب اور بھارت کے دیوبندی مولوی عبداللہ بخاری کا نمایاں فوٹو شائع کیا گیا ہے اور اداریہ میں مولوی مذکور کو ''امام'' اور مسلمانان ہند کے عظیم رہنما'' قرار دیا ہے۔ ﴿۞﴾ نیز صفحہ ۵۰ پر ادارۂ منہاج القرآن چنیوٹ کے زیر اہتمام ایک مخلوط جلسہ کی کاروائی شائع کی ہے جس میں پروفیسر صاحب کے نام کے ساتھ دیوبندی مولوی محمد حسین چنیوٹی اور شیعہ مولوی امام بخش حیدری صدر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے ''اسماء گرامی'' بھی درج کیے ہیں۔

پروفیسر صاحب تو شاید ''مفسر قرآن و مفکر اسلام اور خطیب ٹیلیویژن'' بننے کے بعد سب کچھ بھلا بیٹھے ہیں۔ ﴿۞﴾ لیکن جو لوگ تھوڑا بہت خوف خدا و جذبہ انصاف دل میں رکھتے ہیں۔ وہ اپنے دل و دماغ سے فیصلہ کریں کہ جو شخص ﴿۞﴾ ایک طرف تو یہ کہے کہ ''میرے اور اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے نظریات وعقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر فرق نہیں اور میرا اعلیٰحضرت کے تمام فتووں پر مکمل یقین اور ایمان ہے۔'' ﴿۞﴾ اور دوسری طرف منہاج القرآن کے نام پر اور اس نام کے نیچے اپنا اور دیوبندی مولوی کا فوٹو شائع کر کے اس طرح نمائش و فوٹو بازی ''بت فروشی'' اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے۔ ﴿۞﴾ ایک غیر سنی دیوبندی مولوی کا اس قدر اعزاز واحترام بجالائے کہ اسے ''امام و مسلمانان ہند کا عظیم رہنما'' قرار دے (حالانکہ وہ ہند کے مسلمانان اہل سنت کا رہنما

نہیں بلکہ ان کے رہنما علماء اہل سنت وآستانہ عالیہ بریلی کے قائدین ہیں) ﴿۵﴾ پھر اس دیوبندی مولوی کی زبانی یہ الفاظ کہلوائے اور سنوائے کہ ''دیوبندی بریلوی اختلاف محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔'' (جیسا کہ پہلے بیان ہوا) ﴿۶﴾ نیز اپنے ادارہ کے زیر اہتمام مخلوط جلسہ میں دیوبندی شیعہ مولویوں کا خطاب کرائے ﴿۷﴾ کیا ایسا شخص یہ کہنے میں صادق وحق بجانب ہوسکتا ہے کہ ''میرے اور اعلیٰحضرت کے نظریات میں سوئی کے ناکے کے برابر فرق نہیں۔'' الخ۔ ہرگز نہیں۔ ایسا شخص اپنے اس قسم کے اقوال میں صریح کذب بیانی تقیہ بازی اور فریب وریاکاری کا مظاہرہ اور مذہب اہل سنت ومسلک اعلیٰحضرت سے صریح انحراف کر رہا ہے۔

ع　خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے　خصوصاً صلحکلیت کی وبا سے

تائید ایزدی سے جب پروفیسری تضادات کی یہ فہرست لکھی جا رہی تھی۔ اسی دوران بلا سابقہ تعارف کے فیصل آباد سے ڈاکٹر محمد احمد سعید صاحب کا مکتوب گرامی بدیں الفاظ موصول ہوا کہ ''اس ماہ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ کے ''رضائے مصطفےٰ'' میں پروفیسر طاہر القادری صاحب کے کچھ تضادات پڑھے۔ پھر میں نے اس زاویہ نگاہ سے مزید غور کیا تو ان کے مزید تضادات ظاہر ہوئے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

''ایک اہم خط'' میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ ''یہ کتاب (فرقہ پرستی کا خاتمہ) میری مصنفہ نہیں'' لیکن مورخہ ۸۷۔۷۔۲۳ کو ''علماء اکیڈمی منصورہ'' میں خطاب کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''میری کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' کیونکر ممکن ہے۔''؟ کا مطالعہ فرمائیں۔ (آڈیو کیسٹ نمبر ۱۱۱۔ E وحی اور قرآن کا باہمی تعلق) ﴿۱﴾ خط مذکورہ میں پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ ''مسلک اہل سنت وجماعت ہرگز فرقہ نہیں ہے یہ تو امت مسلمہ کا سواد اعظم ہے۔'' اور کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ۔۔۔ کے صفحہ ۴۵ پر لکھتے ہیں ''وزیر اعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی جب کہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا۔ دونوں فرقے باہم دست وگریباں تھے۔''

دیکھئے دونوں باتوں میں کتنا تضاد پایا جاتا ہے ایک جگہ ایک چیز کا انکار اور دوسری جگہ بعینہ اس کا اثبات کیا جارہا ہے۔

منصورہ اکیڈمی: (جماعت اسلامی) کے طالب علموں سے خطاب کرتے ہوئے دعائیہ کلمات فرمائے کہ ''اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عظیم مقصد میں کامیاب فرمائے'' حالانکہ شریعت میں گمراہ و بے دین شخص کے لیے ایسی دعا نا جائز ہے۔

کیونکہ ان لوگوں کا ''عظیم مقصد'' سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے؟ کہ سنی علماء کو برسر منبر برا بھلا کہنا' ان کو بدعتی اور مشرک ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور آنحضرت ﷺ کے درجات میں کمی کرنے کی کوشش کرنا۔'' (مکتوب ڈاکٹر صاحب موصوف)

مولانا تقدس علی خاں ''رضائے مصطفےٰ'' اور طاہر القادری

پروفیسر صاحب کو ''رضائے مصطفےٰ'' کا چیلنج قبول کرنے اور براہ راست جواب دینے کی تو ہمت نہیں ہوئی حالانکہ ''رضائے مصطفےٰ'' نے اس سلسلہ کے پہلے شمارہ ہی میں یہ دعوت دی تھی کہ ''پروفیسر صاحب مندرجہ حقائق (اپنے متعلقہ حوالہ جات) کے پیش نظر اپنی صفائی میں کچھ کہنا چاہیں تو (رضائے مصطفےٰ) کے یہ صفحات حاضر ہیں۔''

(ماہ ذوالقعدہ ۱۴۰۷ھ جولائی ۱۹۸۷ء)

لیکن: پروفیسر صاحب نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا اور ''رضائے مصطفےٰ'' کو کوئی جواب نہیں دیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ❁ ''رضائے مصطفےٰ'' کی باتیں اور حوالے نا قابل تردید تھے۔ ❁ پروفیسر صاحب جانتے تھے کہ اگر کوئی گول مول جواب دے بھی دیا تو ''رضائے مصطفےٰ'' میں نقدا بنقد قلعی کھل جائے گی اور پھر جواب الجواب نہیں ہو سکے گا ❁ نیز اگر بظاہر بعض باتوں کا جواب دے بھی دیا تو پوری باتوں کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکے گا اور ایسا ادھورا جواب ''رضائے مصطفےٰ'' اور دیگر اہل علم ودانش کو مطمئن نہیں کر سکے گا۔ ❁ اس لیے انہوں نے یہاں خاموشی میں ہی اپنی عافیت

سمجھی۔گویا

ع خموشی معنیٔ دارد کہ درگفتن نمی آید

تا آنکہ: حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب نے پروفیسر صاحب کو ”رضائے مصطفٰے“ کے حوالہ جات پر مشتمل ایک مکتوب لکھا جس کی آخری سطور میں پروفیسر صاحب سے بطور خاص دریافت فرمایا کہ ﴿۱﴾ ”دیوبندیوں وہابیوں سے اہل سنت و جماعت کا اختلاف گستاخی رسول (ﷺ) کی وجہ سے ہے۔ ﴿۲﴾ جس کی تکفیر علماء حرمین شریفین نے بھی کی ہے۔ جس کی تمام تفصیلات ”حسام الحرمین“ شریفین میں موجود ہیں۔ ﴿۳﴾ کیا آپ کے نزدیک گستاخی رسول کی تکفیر میں کوئی شک ہے؟ یعنی آپ من شك فى كفره وعذابه فقد كفر کے قائل ہیں کہ نہیں۔“ (یعنی دیوبندیوں وہابیوں کی گستاخانہ عبارات پر حکم تکفیر کے)

یہ سطور مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب کے مکتوب کی جان اور موجودہ نزاع کے حل کی بنیاد تھیں مگر اس کے جواب میں پروفیسر صاحب کا ”ایک اہم خط“ اول تا آخر پڑھ جائیں۔ آپ کو ان سطور کا جواب تو درکنار ”حسام الحرمین“ کا نام اور دیوبندیوں وہابیوں کا نام اور گستاخی کی بحث ڈھونڈے سے بھی نہیں ملے گی کیونکہ اسی سلسلہ میں حق بیانی سے تو ان کے منہ پر مہر لگ چکی ہے تاکہ ان کے ”فرقہ طاہریہ صلحکلیہ“ کا کہیں پول نہ کھل جائے اور شیعیت وہابیت دیوبندیت‘ صلحکلیت کی گود میں پروان چڑھتی رہے۔

مفتی صاحب کی مذکورہ سطور کا جواب نہ دینے کے باوجود اگر کوئی شخص پروفیسر صاحب کے ”اہم خط“ کو اس مکتوب کا جواب قرار دے اور پروفیسر صاحب اور ان کے متعلقین مفتی صاحب اور ”رضائے مصطفٰے“ کا جواب دے دیا۔ جواب دے دیا کا پراپیگنڈا کریں تو انہیں اس سے کون روک سکتا ہے

اب آیئے: مفتی صاحب کے مکتوب کے باقی استفسارات اور پروفیسری جوابات کا جائزہ

لیں۔ پڑھیئے اور غور وفکر اور انصاف کیجئے۔

استفسار نمبرا: (پروفیسری عبارت) ''بحمد اللہ مسلمانوں کے تمام مسالک ومکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں۔ الخ (بحوالہ کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ صفحہ ۶۵)

پروفیسری جواب: ''گستاخان رسول ﷺ مسلمانوں کے مسالک اور اسلامی مسلک میں داخل نہیں۔۔۔ اور ایسے تمام طبقات کا ہماری عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم صرف ان مسالک اور مکاتب فکر کی بات کر رہے ہیں جو علی التحقیق مسلمان ہیں۔''ملخصاً

(اہم انٹرویؤ اہم خط صفحہ ۴۲)

دوسرا جواب: ''میں مسلمانوں کے مسالک مثلاً حنبلی مالکی نقشبندی چشتی وغیرہ کی بات کر رہا ہوں۔ گستاخ رسول تو میرے نزدیک مسلمان ہی نہیں۔ لہذا یہاں اس کا ذکر ہی نہیں۔'' (دید شنید صفحہ ۱۲، ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء علماء حیدر آباد کے جواب میں)

ہر دو جواب کی پیچیدگی و ''سربستہ راز'' پر غور فرمائیں کیا اس میں وہی تقیہ بازی اور دھوکہ و دوغلہ پالیسی کارفرما نہیں جسے بفضلہٖ تعالیٰ ہم اظہار حق، احقاق حق اور اتمام حجت کے لیے جماعت کے سامنے مسلسل منکشف کر رہے ہیں۔

اولاً: پروفیسری جواب میں نہ دیوبندی، وہابی ''حسام الحرمین'' کا ذکر آیا ہے۔ نہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کا کوئی مصداق بتایا ہے۔ (جن کے نام کی تصریح کے ساتھ مفتی صاحب نے استفسار کیا تھا) بلکہ اپنی مخصوص کاریگری کے تحت گستاخ کا مجمل لفظ ذکر کیا ہے۔ تاکہ ادھر سنیوں بریلویوں میں بھرم قائم رہے اور ادھر شیعہ دیابنہ وہابیہ پر بھی کوئی حرف نہ آئے اور

شیعہ وہابی قادری، آپس میں ہیں بھائی بھائی

کارشتۂ اخوت ومحبت برقرار رہے جس کے متعدد حوالے۔ بعنوان ''آہ یہ تضادات'' گذشتہ اوراق

میں آپ پڑھ چکے ہیں اور فی قلوبھم مرض کے تحت دراصل یہی تو اصل مرض اور مشن ہے جس کے باعث اس قسم کے کرشمے دکھائے جا رہے ہیں۔

ثانیاً: پروفیسر صاحب فرماتے ہیں۔ گستاخان رسول (ﷺ) کے طبقات کا ہماری عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں اس کا ذکر ہی نہیں" لیکن وہ گستاخ اور ان کے طبقات ہیں کونسے؟ ان کا اظہار کیوں نہیں کیا گیا جبکہ "استفسار" میں بطور خاص ان کے متعلق دریافت کیا تھا۔ وہ گستاخ طبقات وہی ہیں جن کی "حسام الحرمین" میں نشاندہی کی گئی ہے یا کوئی اور؟ پروفیسر صاحب نے جہاں بمصداق "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" اپنا "اہم انٹرویو" اور "اہم خط" اپنی تنظیموں اور کارندوں کے ذریعے ملک بھر میں وسیع طور پر پھیلایا ہے۔ اس پر اتنی محنت کوشش اور اخراجات کے ساتھ ساتھ اگر وہ دو چار سطور یا دو چار صریح الفاظ میں "گستاخ طبقات" کی نشاندہی فرما دیتے تو آخر اس میں حرج ہی کیا تھا لیکن یہ تو جبھی ہو سکتا تھا جب دال میں کالا اور دل میں میلا نہ ہوتا۔ جہاں "واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ" کی بجائے اپنی دورنگی پالیسی کے تحت عوام الناس کو ہر ایک کو اور دونوں متحارب دھڑوں کو راضی رکھنا مقصود ہو۔ وہاں حق کا اظہار اور نکھار کیسے ہو سکتا ہے؟ آہ

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ثالثاً: عبارت مستفسرہ میں پروفیسر طاہر القادری کی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ" کیونکر ممکن" کا یہ اقتباس اور اس کا موضوع اور پورا مضمون ہی حنفی وہابی شیعہ سنی دیوبندی بریلوی اختلاف کے متعلق "فروعی" کا تاثر دے کر انہیں باہم متحد اور شیر و شکر بنانے کی کوشش ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں شیعہ سنی اہلحدیث و دیوبندی بریلوی کا تذکرہ ملے گا لیکن حنبلی مالکی نقشبندی چشتی کا لفظ ہرگز نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے کہ وہ اس کتاب کے موضوع میں داخل ہی نہیں لہذا علماء حیدرآباد کے سامنے اپنی زیر بحث عبارت میں حنبلی مالکی نقشبندی چشتی کو اپنی مراد ظاہر کرنا روایتی تقیہ بازی کذب بیانی اور ابن الوقتی ہے۔ جب کہ نہ کتاب کا موضوع یہ ہے نہ اس میں ان فقہی و مشربی

مسالک کا کوئی تذکرہ ہے۔ تو پھر ''مسلمانوں کے تمام مسالک ومکاتب فکر'' کے الفاظ کا یہ مفہوم کیسے نکل سکتا ہے۔ سبحنك هذا بهتان عظيم

رابعاً: پروفیسر صاحب نے اس کتاب میں باہمی تکفیر بازی و جنگ وجدل وغیر کا ہوّا دکھا کر ''فرقہ پرستی'' کے خاتمہ کو ممکن بنانے کا جو فارمولا پیش کیا ہے' کیا فقہی ومشربی مسالک میں کبھی ایسی تکفیر بازی و جنگ وجدل کا بازار گرم ہوا ہے؟ کیا کبھی کسی اہل علم ودانش سنی نے اہل سنت کے ان مسالک کو فرقہ پرستی سے تعبیر کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ اس کتاب وزیر بحث عبارت میں پروفیسر صاحب نے شیعہ سنی حنفی وہابی اور دیوبندی بریلوی اختلاف کو فروعی قرار دے کر انہیں صلحکلیت کی لڑی میں پرونے کی کوشش کی ہے۔ یہی اس کتاب کے نام وعنوان و بار بار ایسی عبارات سے ان کی مراد ہے اور حیدر آباد میں محض علماء سے جان چھڑانے کے لیے اپنی دوغلہ پالیسی کے تحت مغالطہ دیا ہے۔

خامساً: ''ایک اہم انٹرویو'' (صفحہ ۱۳) میں پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ ''دیوبندی بریلوی نام کے تشخص پر سارا جھگڑا صرف ہندو پاک کے اندر ہے۔'' لہذا بمصداق

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ثابت ہو گیا کہ اسی جھگڑا کے خاتمہ کے لیے انہوں نے مذکورہ کتاب اور اس میں زیر بحث عبارت لکھی ہے کیونکہ ان کے اپنے بقول ''نہ ہندو پاک میں حنبلی مالکی نقشبندی چشتی کا جھگڑا ہے'' نہ کتاب ان کے متعلق لکھی گئی ہے اور نہ ہی اس کی عبارت میں فقہی ومشربی مسالک مراد ہو سکتے ہیں۔

سادساً: ہم نے گذشتہ اوراق و ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' (ماہ جمادی الاولیٰ و جنوری ۱۹۸۸ء) میں جو چودہ پروفیسری اقتباسات وحوالہ جات پیش کیے ہیں۔ ان میں متعدد عبارات میں پروفیسر صاحب نے اہلحدیث شیعہ دیوبندی مودودی جماعت کا نام لے کر انہیں ''منہاج القرآن'' کا رکن بنانے' محبت واخوت کا پیغام دینے' ان میں ''اتحاد بین المسلمین'' قائم کرنے کا

تذکرہ کیا ہے اور ان سب کو اسلامی مکاتب فکر' اتحاد امت اور اسلام کے کاروان و پوری امت کے کاروان سے تعبیر کیا ہے اور مذکورہ فرقوں کے ساتھ مرزائی' قادیانی کا نام نہیں لیا۔ جو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ پروفیسر صاحب صرف مرزائی' قادیانی سے اصولی اختلاف رکھتے ہیں لیکن شیعہ وہابی دیوبندی مودودی اختلاف کو فروعی سمجھتے ہیں اور یہی چیز باور کرانے کے لیے انہوں نے کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' لکھی ہے۔ اسی لیے مودودیوں کے مرکز منصورہ میں اپنی اس بات کو بطور ستائش پیش کیا ہے جیسا کہ ڈاکٹر صاحب کے مکتوب کے حوالہ سے پہلے بیان ہو چکا۔

سابعاً: پروفیسر صاحب کی اپنی زبانی ان کی اپنی تجہیل و تکذیب و تغلیط کا ایک اور تاریخی ثبوت قابل ذکر ہے اور وہ یہ کہ پروفیسر صاحب نے ''ڈنمارک'' میں پادریوں کے جواب میں بلاتامل پوری فراخدلی سے شیعوں کو مسلمان قرار دے کر انہیں امت مسلمہ میں شامل کیا ہے۔ جس کی وڈیو فلمیں بھی دکھائی جا رہی ہیں اور روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کی اشاعت میں بھی بدیں الفاظ اس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ ''پروفیسر صاحب نے کہا کہ پانچ اجزاء ایمان اور پانچ ہی ارکان اسلام ہیں۔ جن میں (شیعہ سنی کا) کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اگر کوئی ہے تو تاریخ مابعد دور رسالت اور فقہی تشریحات و تعبیرات کا اختلاف ہے جو اہل علم میں ہوا کرتا ہے۔'' (نوائے وقت ۴ مئی ۱۹۸۷ء) ملاحظہ فرمایئے۔ پروفیسر صاحب نے کتنے واضح الفاظ میں شیعہ' سنی اختلاف کو فروعی قرار دیا ہے کیونکہ علمی و فقہی تعبیرات کا اختلاف فروعی ہوتا ہے اور اعتقادی اختلاف اصولی و بنیادی ہوتا ہے۔

الاعتصام: یہاں تک کہ غیر مقلدین کے ترجمان ادارہ ''الاعتصام'' لاہور نے بھی اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے شیعوں کے عقائد کفریہ' انکار قرآن وغیرہ کے حوالوں سے بدیں الفاظ پروفیسر صاحب پر اتمام حجت کی ہے کہ ''علامہ طاہر القادری کو پادری کے سوال کے جواب میں واضح کر دینا چاہیے تھا۔ مسلمانان اہل سنت و جماعت کے چاروں مکاتب فکر میں ۔۔۔ کوئی (اصولی) اختلاف پیدا نہ ہوا لیکن شیعہ اختلافات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔۔۔ اسلام پر

شیعہ اختلاف دراصل کفر اور اسلام کا اختلاف ہے۔(لہذا شیعہ کا اختلاف قابل ذکر و قابل لحاظ ہی نہیں)(الاعتصام لاہور۱۴،۲۱۔اگست ۱۹۸۷ء)

اس قدر: حقائق و دلائل شواہد اور تدقیق و تحقیق انیق کے باوجود(اور وہ بھی پروفیسر صاحب کے گھر سے)کون سا ذی علم ذی عقل اور ذی شعور انسان ہے۔ جسے اس بات میں تامل ہو کہ اہل سنت کے شیعہ دیوبندی وہابی سے اختلافات کو پروفیسر صاحب محض فروعی سمجھتے ہیں۔اسی موضوع پر انہوں نے کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' شائع کی ہے۔لہذا حیدر آباد میں ان کا حنبلی مالکی نقشبندی چشتی مسالک کا سہارا لینا سراسر دھاندلی و ناانصافی اور دفع الوقتی ہے۔

اللہ اللہ: جس شخص نے اپنی کتاب و اپنی عبارات میں اس قدر چکر چلایا ہے اور اپنی کہی اور لکھی ہوئی بات میں ایسی بھونڈی تاویل کی ہے۔اس پر کسی اور مسئلہ و معاملہ میں کیسے اعتماد و اعتبار ہو سکتا ہے؟

پہلے انہوں نے مسئلہ دیت میں اجماع امت کا انکار اور سلف صالحین پر عدم اعتماد کر کے اپنا اعتبار گنوایا اور اب وہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے کی بجائے الٹا اپنے ہی حوالوں میں ایسی تاویلات فاسدہ سے اپنا رہا سہا بھرم بھی ضائع کر رہے ہیں۔**فیا اسفا**

استفسار۲: (پروفیسری عبارات)''خالق کون و مکاں نے سرور کائنات کو بھی یہ اختیار نہیں۔الخ

چونکہ پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں غلطی کا اعتراف اور آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کا وعدہ کر لیا ہے۔اس لیے اس پر ہمیں بھی اصرار کی ضرورت نہیں نیز گذشتہ اوراق میں اس پر کافی تبصرہ ہو چکا ہے۔ بلکہ ہماری یہ دعا ہے کہ پروفیسر صاحب علماء کے مطالبہ پر اپنی دوسری غلطیوں کا بھی اعتراف اور توبہ کر لیں تو نہ امت میں انتشار پھیلے نہ ان کی شخصیت مشکوک و متنازعہ بنے۔ **واللہ الھادی والموفق**

استفسار۳: ''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں۔''

پروفیسری جواب اور اس کا جواب الجواب ''تضادات'' کی فہرست میں گزر چکا ہے۔ دوبارہ مطالعہ کر سکتے ہیں۔ پروفیسر کے جواب میں کوئی معقولیت اور وزن نہیں اور جب تک وہ شیعہ وہابیہ کا نام لکھ کر ان کے پیچھے نماز باطل قرار نہ دیں۔ ان کی ٹال مٹول اور گول مول لفاظی قابل اعتبار نہیں۔

استفسار۴: (پروفیسری عبارت) ''میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں' میں کسی فرقہ کا نہیں بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں۔

پروفیسری جواب: ''فرقہ واریت جو کہ امت مسلمہ کے شیرازۂ وحدت کو منتشر کرنے اور اسے تفرقہ وانتشار کی نذر کر کے باہم مسلمانوں کو دست وگریبان کرنے کی مفسدانہ کوششوں سے عبارت ہو۔ ان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ ۞ ---- کیونکہ یہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا کے خلاف ہے۔ ۞ میرا اپنا مسلک اہل سنت و جماعت ہے اور حنفی المذہب ہوں۔ ۞ مسلک اہل سنت و جماعت ہرگز فرقہ نہیں۔ فرقہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو سواد اعظم سے خارج ہو گیا۔'' (ایک اہم خط ملخصاً)

پروفیسر صاحب کا یہ جواب بھی روایتی دوغلہ پالیسی خلط مبحث اور غیر متعلقہ گفتگو پر مشتمل ہے جو اس سلسلہ میں پوری طرح باخبر نہ ہونے والے حضرات کو مغالطہ دینے پر مبنی ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ رسالہ ''دید شنید'' (۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء) کے جس انٹرویو میں پروفیسر صاحب نے یہ کہا تھا کہ ''شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا میں پسند ہی نہیں کرتا۔ جب بھی موقع ملے پڑھتا ہوں۔'' (ملخصاً)

اسی انٹرویو کے دوران جب ان سے سوال کیا گیا کہ ''اسلام کو فرقہ واریت نے نقصان پہنچایا ہے لیکن آپ خود ایک سیاسی مذہبی فرقہ سے منسلک ہو گئے ہیں۔''

پروفیسری جواب: تو اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ ”میں بچپن سے آج تک کسی سیاسی یا مذہبی فرقہ سے منسلک نہیں رہا۔ میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں کسی فرقہ کا نہیں بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں، ہم صرف خدا اور اس کے رسول سے منسلک ہیں۔“

للّٰہ انصاف: ”دید شنید“ کے مذکورہ سوال و جواب اور سیاق وسباق کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے کہ ﴿ پروفیسر صاحب نے کس قدر احتیاط و مکمل غیر جانبداری سے کسی بھی فرقہ میں منسلک ہونے سے صاف دامن چھڑایا ہے اور سارے وسائط چھوڑ کر خاص غیر مقلدانہ انداز میں فرمایا ہے کہ ”ہم صرف خدا اور رسول سے منسلک ہیں اور میں حضور کی امت کا نمائندہ ہوں۔“ ﴾ اس عبارت میں امت کی نمائندگی اور ”ہم صرف“ کا لفظ بطور خاص پیش نظر رکھ کر غور کریں کہ پروفیسر صاحب نے ”ایک اہم خط“ اور اسی طرح ایک ”اہم انٹرویو“ میں جو خود ساختہ کہانی لکھی ہے۔ اس کا ”دید شنید“ کے انٹرویو سے کیا تعلق ہے؟ کوئی بھی نہیں۔

اگر دال میں کالا اور دل میں میلا نہ ہوتا اور وہ واقعی حنفی اہلسنت ہوتے تو کیا ”ایک اہم خط“ کی طرح یہ دو چار الفاظ اسی لمحے بوقت انٹرویو نہیں کہہ سکتے تھے کہ ”میں اہل سنت حنفی ہوں اور اہل سنت فرقہ نہیں بلکہ سواد اعظم ہیں اور فرقہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو سواد اعظم سے خارج ہو گیا۔“

مگر نہیں اس وقت چونکہ پروفیسر صاحب سنی حنفی ہونے سے خالی الذہن اور صلحکلیت کے نشہ میں مخمور تھے۔ اس لیے اہل سنت سے اپنی وابستگی کا اظہار بھی نہ کیا اور بلا استثناء اہل سنت سمیت سب پر لعنت بھی کر گئے۔ حالانکہ اگر وہ واقعی سنی حنفی ہوتے تو اس وقت ضرور اس کا اظہار کرتے اور اس طرح بلا استثناء فرقہ واریت وسب فرقوں پر لعنت کر کے خود بھی لعنت کے مستحق نہ بنتے۔

بہرحال اگر پروفیسر صاحب بزعم خویش سنی حنفی ہیں تو ”دید شنید“ کو انٹرویو دیتے وقت انہوں نے اپنے مسلک کا اظہار نہ کر کے بھی تقیہ کیا اور اگر سنی نہیں اور واقعی نہیں تو اب ”ایک اہم خط“ میں خود کو اہل سنت حنفی ظاہر کر کے بھی تقیہ کر رہے ہیں۔ اور وہ بھی ”رضائے مصطفٰے“ کے انکشافات

سے مجبور اور نعرۂ حق سے مرعوب ہو کر۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ

اب آیئے: پرفیسری جواب کے مذکورہ تین ''نقاط'' کا نمبروار جواب الجواب ملاحظہ فرمایئے۔

اولاً: اگر آپ اہل سنت پر نہیں بلکہ امت مسلمہ کے شیرازۂ وحدت کو منتشر کرنے اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقو کا خلاف کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔تو آپ کو اسی آیت کریمہ کی قسم اسی کی روشنی میں نام بنام نشاندہی کریں کہ شیعہ' سنی' حنفی' وہابی' دیوبندی' بریلوی میں سے حبل اللہ سے وابستہ اور امت کی سالمیت کا علمبردار کون ہے اور آیۂ کریمہ کا خلاف کرنے اور شیرازۂ وحدت کو منتشر کرنے والا مجرم وملعون کون کون ہے؟ قوم کو اندھیرے میں نہ رکھو اور ملعون و مجرم کی پردہ پوشی نہ کرو۔

ثانیاً: پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ ''میرا مسلک اہل سنت وجماعت ہے اور میں بھی حنفی ہوں۔'' یہ بھی اسی طرح غلط ہے جس طرح انہوں نے کہا کہ ''میرے اور اعلیٰحضرت کے نظریات اور عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔'' (جس کا تفصیلی رد پہلے ہو چکا ہے)

اس لیے کہ ❁ اگر وہ سنی حنفی ہوتے تو ''دید شنید'' کے انٹرویو میں (اور وہ بھی اس کے سوال پر) اس کا ضرور اظہار و اقرار کرتے تاکہ سنیت حنفیت کا مزید چرچا و شہرہ ہوتا ❁ اگر وہ سنی حنفی ہوتے تو اجماع امت و مذہب حنفی کا انکار کر کے عورت کی پوری دیت کا خودساختہ نظریۂ باطلہ پیش نہ کرتے ❁ اگر وہ سنی حنفی ہوتے تو اتحاد اہل سنت کی بجائے اتحاد امت اور ''اتحاد بین المسلمین'' کا ڈھونگ رچا کر شیعہ وہابیہ دیابنہ کو منہاج القرآن کا رکن وممبر بنا کر ان سے اختلاط نہ کرتے اور انہیں اسلام و اخوت ومحبت کا سٹوفکیٹ جاری نہ کرتے جیسا کہ ہم پہلے مدلل طور پر بیان کر چکے ہیں۔ ❁ اگر وہ سنی حنفی ہوتے تو اعلیٰحضرت امام اہل سنت اور اکابر اہل سنت و بزرگان دین نے سنیوں حنفیوں اور بدمذہبوں گستاخوں کے درمیان جو حد فاصل قائم فرمائی تھی اسے مسمار کر کے صلحکلیت کا بہروپ اختیار نہ کرتے ❁ بلکہ اپنے وسائل وصلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اکابر

اہلسنت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خالص سنیت وحنفیت کی خدمات سرانجام دیتے اور مخالفین سنیت وحنفیت کی نام بنام نقاب کشائی کی بجائے ان کی پردہ پوشی وسرپرستی نہ فرماتے لہذا ''رضائے مصطفےٰ'' کے قوم کو خبردار کرنے پر ان کا سنیت وحنفیت کا لبادہ اوڑھنے کی کوشش کرنا اپنی مقصد برآری وتقیہ بازی پر مبنی ہے۔

ع من خوب می شناسم پیران پارسارا

ثالثاً: پروفیسر صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ﴿''مسلک اہل سنت وجماعت ہرگز فرقہ نہیں۔الخ یہ بھی ان کی خودساختہ اصلطلاح ہے۔﴾ اس لیے کہ خود حدیث نبوی ستفترق امتی کے معنی و ترجمہ کی روشنی میں اہل سنت پر بھی فرقہ کا اطلاق آتا ہے اور امتیاز کے لیے فرقہ ناجیہ اور فرقہ جامعہ کہا جاتا ہے﴾ اور گذشتہ اوراق میں حضور غوث اعظم اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہما کے ارشادات سے ہم اہل سنت پر فرقہ کا اطلاق ثابت کر چکے ہیں۔مگر تعجب ہے کہ ان ارشادات کو سامنے رکھنے اور تسلیم کرنے کی بجائے پروفیسر صاحب ہر معاملہ میں بزرگان دین کا فریق و مدمقابل بن کر اپنی خودساختہ شریعت ومنگھڑت اصطلاحات خواہ مخواہ ٹھونسنا چاہتے ہیں۔اس قدر من مانی وسینہ زوری کی بجائے اگر وہ غلطیوں کا اعتراف کر کے اجماع امت کی پناہ میں بزرگان دین کے زیرسایہ آجاتے تو اس قدر جگ ہنسائی ورسوائی کیوں ہوتی۔

خانہ تلاشی: گذشتہ اوراق میں خود پروفیسر صاحب کے حوالہ سے کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' میں ان کے گھر سے یہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ انہوں نے خود ''شیعہ'سنی۔۔۔۔دونوں فرقے باہم دست وگریباں تھے۔'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

(فرقہ واریت کا خاتمہ صفحہ ۴۵)

کیسا المیہ ہے کہ ایسا پڑھا لکھا نامور ''دانشور'' اجماع امت کی مخالفت'صلحکلیت کی نحوست اور اپنے دوغلہ پن اور تقیہ بازی کی ''شامت اعمال'' کے باعث بمصداق

ع دروغگورا حافظہ نباشد

دوسروں کو مغالطہ دیتے اور ورغلاتے ہوئے خود اپنا لکھا ہوا بھی بھلا بیٹھا ہے اور اپنا حافظہ خراب کر بیٹھا ہے۔ کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' میں شیعہ سنی پر خود فرقہ کا اطلاق کرتا ہے اور ایک ''اہم خط'' میں بڑے زور سے لکھا ہے کہ ''مسلک اہل سنت و جماعت ہر گز فرقہ نہیں۔''

آہ ۔ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

یہی دیکھئے: جب کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ'' کا پول کھلا (تو جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں) فوراً علان کر دیا کہ ''یہ کتاب میری مصنفہ نہیں ہے'' مگر ''دید شنید'' کے اسی زیر بحث انٹرویو میں فرمایا کہ ''میں نے فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔ جس میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے فارمولا پیش کیا گیا ہے۔'' (بلفظہٖ رسالہ دید شنید ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۸' کالم ۲' سطر ۷) ﴿﴾ علاوہ ازیں منصورہ کا ماحول دیکھ کر وہاں بھی کہا ''میری کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ مطالعہ فرمائیں'' جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

پروفیسر صاحب محمد صادق کی سچی باتیں کہاں تک جھٹلائیں گے اور خود اپنے گھر کے حوالوں کا انکار کر کے کتنی مرتبہ خود اپنی ہی تکذیب و تغلیط کریں گے۔ افسوس پروفیسر صاحب تو اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ۔ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

وجہ کیا ہے: شاید قارئین کتاب حیران ہوں کہ پروفیسر صاحب کی دورنگی' دوغلہ پالیسی' اپنی ہی کتابوں اور باتوں کے انکار اور اپنے کہے اور لکھے ہوئے اپنے ہی گھر کے حوالوں کی تردید و تکذیب کی وجہ کیا ہے؟ تو حضرات وجہ یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کی سوچ صرف ان کی اپنی ذات کے گرد گھومتی ہے اور وہ اپنی شائع کردہ کتابوں کے مطابق خود کو ''نابغہ عصر'' کہلانے اور ''مقامات طاہر'' اجاگر کرنے اور اپنی شخصیت کو عوام کے ذہنوں پر مسلط کرنے کے لیے "جیسا دیس ویسا بھیس" کے مطابق جیسا موقع دیکھتے ہیں۔ ویسی بات بنا کر موقع پاس کر لیتے ہیں۔

انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ میری یہ بات' یہ بیان اور یہ کتاب وانٹرویو شریعت کے خلاف ہے یا حقائق سے باخبر لوگ اس تضاد و دوغلہ پالیسی اور دروغگوئی کو بے نقاب کردیں گے یا خود مجھے ہی اپنی کہی اور لکھی ہوئی باتوں کی تردید و تکذیب کرنی پڑے گی۔ آہ! کئی غیر ذمہ دار و مفاد پرست لوگ تو دوسروں کی ''شخصیت پرستی'' کرتے ہیں مگر پروفیسر صاحب خود اپنی ہی ''شخصیت پرستی'' کے نشہ میں مخمور اور اپنی خطابت کے جادو سے مسحور ہیں۔ والعیاذ باللہ

یہی وجہ ہے کہ ''دید شنید'' کے صلحکلی صحافتی ماحول میں انٹرویو دیتے ہوئے پروفیسر صاحب نے ان کے مزاج و تخیل کے مطابق پریس میں اپنی شخصیت کے نمبر بنانے کے لیے مدحیہ وفخریہ انداز میں کہہ دیا کہ ''میں نے ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔'' (حوالہ مذکورہ) مگر جب ''رضائے مصطفےٰ'' میں اس کتاب کے مندرجات کا انکشاف کیا گیا تو اس کے جواب میں سنیوں کو متاثر کرنے اور جان چھڑانے کے لیے پینترا بدل کر بلا سوچے سمجھے فوراً کہہ دیا کہ ''یہ کتاب میری مصنفہ نہیں۔'' (ایک اہم خط)

بظاہر تو یہی متبادر ہے کہ ''میں نے کتاب لکھی ہے اور کتاب میری مصنفہ ہے۔'' ایک ہی بات ہے مگر نا معلوم پروفیسر صاحب کے پاس کون سی ڈکشنری ہے جس میں 'میں نے کتاب لکھی ہے'' اور پھر وہی کتاب ''میری مصنفہ نہیں'' کے مطابق کتاب لکھنے اور تصنیف کرنے میں کوئی مغائرت بیان کی گئی ہے اور ایک ہی کتاب کے متعلق بعنیہٖ ''نفی و اثبات'' دونوں کا اطلاق کیا گیا ہے کہ لکھی بھی ہے اور مصنفہ بھی نہیں۔ بہر حال ہم نے تو پروفیسر صاحب کے سلسلہ میں جو تجربہ کیا ہے اور جو معلومات جمع کی ہیں وہ تو یہی ہیں کہ وہ ایک ایسی مقناطیسی ''متضاد شخصیت'' ہیں کہ جو جادو کی چھڑی سے بیک وقت نفی و اثبات آگ اور پانی ہے اور نہیں۔ حق و باطل مومن و منافق عاشق و گستاخ ناجی و غیر ناجی سب ''تضادات'' کی کھچڑی پکانے اور معجون مرکب تیار کرنے کی کمال مہارت رکھتے ہیں اور بقول شخصے یوں بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے میں جو اِدھر گیا وہ اُدھر سے نکل گیا

مسلک سے بیزاری: پروفیسر صاحب کی سنی بریلوی مسلک سے بیزاری کا تو یہ عالم ہے کہ ''دید شنید'' کے زیر بحث ''انٹرویو'' کے دوران جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ ''مولانا نورانی۔۔ بھی اسلام کے نفاذ کی کوششوں میں مصروف ہیں۔آپ نے ان سے تعاون کی بجائے علیحدہ تنظیم یا ادارہ کی ضرورت کیوں محسوس کی؟

پروفیسری جواب: تو اس سوال پر پروفیسر صاحب نے جواب دیا ہ (یہ) ''گروہ مسلک کی بنیاد پر کام کر رہا ہے لیکن ہم مسلک کی بجائے (شیعہ وہابیہ دیابنہ سمیت) وسیع بنیادوں پر امت کی بھلائی کا کام کرنا چاہتے ہیں۔اس لیے مسلکی بنیاد پر کام کرنے والے کے ساتھ ہماری شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔''

(رسالہ دید شنید ۴ تا ۱۹۔اپریل ۱۹۸۶ء ص ۲۹ کالم ۱)

اللہ اکبر: خالص سنی مسلک سے تنفر و بیزاری کا کیسا پارہ چڑھا ہوا ہے کہ ''مسلک کی بنیاد پر کام کرنے والے کے ساتھ ہماری شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔اس لیے کہ ہم مسلک کی بجائے امت کی بھلائی کا کام کرنا چاہتے ہیں۔

(یعنی شیعہ دیابنہ وہابیہ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔)

اور پھر کس کے ساتھ شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ' کون نورانی جو صف اول کا ملکی لیڈر اور بین الاقوامی سیاسی رہنما ہے لیکن اس نے سیاسی اتار چڑھاؤ اور مدوجزر کے باوجود کبھی اپنا سنی بریلوی مسلک نہیں چھپایا جو شہرہ آفاق عالم و لیڈر ہونے کے باوجود مذہبی تو مذہبی اپنے سیاسی قسم کے جلسوں کے اختتام پر بھی خود ہزاروں لاکھوں کے اجتماع کو سلام پڑھواتے ہوئے کبھی نہیں شرمایا۔

بھلا اس نورانی کے ساتھ طاہر القادری کی شمولیت کیسے ہوسکتی ہے۔ ﴿﴾ جس کا صلحکلی ہونے کے باعث کوئی مسلک ہی نہیں۔ ﴿﴾ جس نے شیعہ وہابیہ دیابنہ کے ساتھ صلحکلی کھچڑی پکا کر اتحاد

امت اور اتحاد بین المسلمین کا چکر چلا ہے۔ ﴿﴾ جس نے منکرین شان رسالت ومخالفین صلوٰۃ وسلام کی خاطر داری کے لیے مسجد میں ''یا رسول اللہ'' نہیں لکھوایا تا کہ ''فرقہ واریت کا الزام نہ آئے'' ﴿﴾ جو منکرین کی رضا جوئی کے لیے بالعموم جلسوں کے اختتام پر خود سلام پڑھنا تو در کنار دوسروں سے بھی کھڑے ہو کر سلام نہیں پڑھواتا حالانکہ خود مذہبی آدمی ہے اور اس کے اجتماعات بھی مذہبی ہوتے ہیں۔

ع یہ بین تفاوت راہ از کجا تا بکجا است

الغرض: پروفیسر صاحب کے مذکورہ سوال و جواب سے ان کی مسلک سے نفرت و بیزاری (اور مسلک بھی کونسا، سنی بریلوی مسلک کیونکہ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہی مسلک ہے) واضح ہوگئی ہے اور ان کے ان الفاظ نے کہ ''ہم مسلک کی بجائے امت کی بھلائی کا کام کرنا چاہتے ہیں۔'' اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ وہ مسلک اہل سنت سے لاتعلق ہیں اور امت کے نام پر شیعہ دیابنہ وہابیہ سے ہم آغوش ہونا چاہتے ہیں۔ مسلک کی بجائے کے الفاظ مسلک اہل سنت کی صریح نفی ہے۔ اس قدر وضاحت وصراحت کے باوجود اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو پھر ''اس سے خدا سمجھے۔''

استفسار ۵: (پروفیسری عبارت) نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا اسلام کے واجبات سے نہیں۔ اہم چیز قیام ہے۔ قیام میں اقتداء کر رہا ہوں۔ الخ

پروفیسری جواب: ''اگر امام مالکی مذہب ہے اور مقتدی حنفی شافعی یا حنبلی ہو تو بلاشبہ سب اہل سنت و جماعت ہی ہیں تو اس حال میں بے شک امام نے ارسال الیدین کیا ہے مگر مقتدیوں کی نماز یقیناً ہو جائے گی کیونکہ ان کی اقتداء میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(ایک اہم خط ملخصاً)

پروفیسر صاحب کا یہ جواب بھی اسی طرح مغالطہ آمیز ہے جس طرح انہوں نے شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا انٹرویو دینے کے بعد علماء حیدر آباد کے جواب میں کہا تھا کہ میں نے یہ

بات شافعی حنبلی اور مالکی وغیرہ کے لیے کی تھی اور انٹرویو لنے والے نے اس میں وہابی اور شیعہ اپنی طرف سے لگا دیا۔'' (دید شنید ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۲) حالانکہ پاکستان میں تنازعہ شیعہ وہابیہ کا ہے اور شافعی مالکی حنبلی کا یہاں کوئی ایسا مسئلہ و معاملہ ہی نہیں جس کا خود پروفیسر صاحب کو بھی اعتراف ہے (جیسا کہ پہلے گزر چکا) تو پھر شافعی مالکی کے نام کا سہارا لینا محض ابن الوقتی و دفع الوقتی نہیں تو اور کیا ہے؟

راز فاش ہو گیا: پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ انٹرویو لینے والے نے وہابی شیعہ اپنی طرف سے لگا دیا مگر قابل غور بات یہ ہے کہ یہ انٹرویو پروفیسر صاحب کا کوئی خود نوشت مضمون نہیں تھا بلکہ سوال و جواب پر مبنی تھا لہذا جب یہ سوال کیا گیا کہ ''کیا آپ شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کریں گے'' تو پروفیسر صاحب نے کہا ﴿۱﴾ ''پسند کیا۔ میں جب بھی موقع ملے پڑھتا ہوں۔ ﴿۲﴾ یہاں اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ ﴿۳﴾ اسی لیے آتے ہیں کہ یہاں محبت اور اخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ ﴿۴﴾ اگر نفرتوں کا پیغام دیا جائے تو صرف ایک فرقہ کے لوگ ہی آئیں گے۔'' (دید شنید ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۸) دیکھئے سوال و جواب پر مبنی کس قدر مربوط و مسلسل عبارت ہے کہ ﴿۱﴾ شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے سوال پر جواب دیا گیا ﴿۲﴾ پھر بطور دلیل یہ کہہ کر اس مسئلہ کو مزید مضبوط و مدلل کیا گیا ﴿۳﴾ کہ اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب آتے ہیں ﴿۴﴾ اس لیے کہ یہاں محبت و اخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ ﴿۵﴾ نفرتوں کا پیغام نہیں دیا جاتا۔

صاف ظاہر ہے کہ جب شیعہ وہابیہ سے کوئی امتیاز و نفرت ہی نہیں بلکہ ان کے لیے محبت و اخوت (پیار اور بھائی چارہ) کا پیغام ہے تو پھر پروفیسر صاحب کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے اور پسند کرنے میں کیا عار و کیا مانع ہے؟ یہ ہے۔ اول آخر پروفیسر صاحب کی سوال و جواب پر مبنی گفتگو جو اپنے الفاظ و مفہوم اور ربط و تسلسل کے ساتھ بالکل صریح ہے مگر پروفیسر صاحب محض مغالطہ و تقیہ کی بنا پر اپنی بات کا خود اپنے ہاتھوں ''جھٹکہ'' کر رہے ہیں۔

لیکن اگر کسی میں علم وانصاف کی کوئی رمق ہے تو وہ بتائے کہ ﴿﴾ جب انٹرویو میں سوال شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز سے متعلق ہے تو جواب میں مالکی شافعی کا لفظ کہاں سے آئے گا؟ کیا پروفیسر صاحب کے ہاں ''سوال گندم، جواب چنا'' کا دستور چلتا ہے؟ سوال و جواب سیاق وسباق اور عبارت کا ربط وتسلسل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ انٹرویو لینے والے نے تو سوال وجواب کو صحیح الفاظ و مناسبت کے ساتھ لکھا ہے اور شیعہ وہابیہ کا لفظ اس نے نہیں لگایا بلکہ پروفیسر صاحب نے ازرہ تقیہ ومغالطہ اپنے کہے ہوئے شیعہ وہابیہ الفاظ کی جگہ شافعی مالکی کا لفظ لگا دیا ہے اور اتنا بھی نہیں سوچا کہ جب کوئی شخص سوال وجواب اور سیاق وسباق کے ساتھ میرا انٹرویو پڑھے گا تو وہ پروفیسری منطق کو ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔

علاوہ ازیں: انٹرویو لینے والے نے اگر شافعی حنبلی کی جگہ شیعہ وہابیہ اپنی طرف سے لگا دیا ہے تو اتفاق مسجد میں پروفیسر صاحب سے شیعہ وہابیہ کے اتفاق واخوت ومحبت کے پیغام کا مضمون کس نے بڑھایا ہے کیا پروفیسر صاحب دیانتداری کے ساتھ بتا سکتے ہیں کہ اتفاق مسجد میں ایسا نہیں ہوتا پھر جب سوال وجواب اور سیاق وسباق دلیل وتسلسل سب کچھ پروفیسر صاحب کا اپنا ہے تو شافعی حنبلی کا لفظ یہاں کیسے آسکتا ہے؟ جس کی اول آخر کوئی مناسبت نہیں۔

بہرحال: ''ایک اہم خط'' اور علماء حیدرآباد کے جواب میں شافعی مالکی کی بحث محض پروفیسر صاحب کی کاریگری اور ہاتھ کی صفائی ہے اور ان کی اصل دلچسپی شیعہ وہابیہ کے ساتھ ہے اور انہیں کو راضی رکھنے اور ساتھ ملانے کے لیے یہ ساری کارستانی ہے۔ ورنہ اس مخمصہ وتاویل فاسدہ کی بجائے پروفیسر صاحب شافعی مالکی کے ذکر کے ساتھ بڑی آسانی سے یہ فرما سکتے تھے کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے شیعہ اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے دیوبندی وہابی ہرگز میری مراد نہیں کیونکہ ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز ہرگز ادا نہیں ہوتی۔ چاہے ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے شیعہ ہوں یا ہاتھ باندھ کر پڑھنے والے دیوبندی وہابی کیونکہ ان کے پیچھے نماز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لمبی چوڑی گول مول مغالطہ آمیز گفتگو کی بجائے پروفیسر صاحب کسی بھی جگہ شیعہ

وہابیہ کا نام لے کر وضاحت وصراحت کیوں نہیں کرتے؟

ایک اور تماشہ: علماء حیدرآباد کے جواب میں پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ ''ہم نے'' دید شنید'' کے خلاف کاروائی کی ہے اوراس کا ڈیکلریشن منسوخ ہوگیا ہے۔'' (بحوالہ دید شنید ۱۶ تا ۳۰ نومبر ۱۹۸۷ء) مگر ایک ''اہم انٹرویو'' صفحہ ۶ پر فرمایا ہے کہ ''انٹرویو کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور معاف فرمائے کہ اس نے توڑ موڑ کر انٹرویو شائع کردیا۔''

ملاحظہ کیجئے: اس دورنگی وتقیہ بازی کو کہ ایک طرف اسے دعا دی جارہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور معاف فرمائے اور دوسری طرف اس کے خلاف کاروائی کر کے ڈیکلریشن تک منسوخ کرا دیا ہے حالانکہ یہ بھی ''اجماع ضدین'' ہے۔ اس لیے کہ دنیا جانتی ہے۔ اخلاقی وقانونی طور پر جسے معافی دی جائے اس کے خلاف کاروائی نہیں کی جاتی اور جس کے خلاف کاروائی (اور وہ بھی اتنی سخت) کی جائے۔ اسے معافی نہیں دی جاتی اوراس کی معافی کی دعا نہیں مانگی جاتی مگر فرقہ طاہریہ صلحکلیہ اور پروفیسری مسلک کے دستور وضوابط ہی ساری دنیا سے نرالے ہیں۔ ایسی بے اصولی و دوغلہ پالیسی تو کسی عام قسم کے دنیا دار سیاسی لیڈر نے بھی نہیں کی ہوگی جیسی کہ فرقہ طاہریہ کے سربراہ ڈنکے کی چوٹ پر اتنی بے اصولی و دورنگی اور ''ذوالوجہین'' ہونے کی پالیسی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔

الحاصل: شاید ہی پروفیسر صاحب کی کسی بات میں یک رنگی وپختگی ہو ورنہ ہماری پیش کردہ ان بکثرت مثالوں کی روشنی میں تو ان کی دورخی و دوغلہ پالیسی کی انتہا ہوگئی ہے۔ ادھر اس غیر یقینی صورت حال و ناپختگی کردار کے باوجود ان کے بعض متعلقین نے انہیں ''وقت کا احمد رضا'' قرار دے دیا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

(ہفت روزہ دعوت عمل سیالکوٹ ۷ تا ۱۴ مئی ۱۹۸۵)

حالانکہ پروفیسر صاحب کو کسی لحاظ سے بھی امام احمد رضا علیہ الرحمتہ سے ہرگز کوئی مناسبت نہیں محض اخباری پراپیگنڈا، قرب سلطانی، فوٹو بازی کی بھرمار اور خطیب ٹیلیویژن ہونا تو ''احمد رضا'' بننے

کے لیے کافی نہیں۔ع چہ نسبت خاک را با علم پاک

استفسار ٦: (پروفیسری عبارت) ''میں حنفیت یا مسلک اہل سنت کی بالاتری کے لیے کام نہیں کررہا ہوں۔''

پروفیسری جواب: ''میں حنفی المذہب ہوں تو یہ میرا اپنا فقہی مذہب ہے اور میں اہل سنت و جماعت ہوں تو یہ میرا اپنا مسلک ہے مگر ہماری دعوت محض اپنے ہی ہم مسلک اور ہم مکتب لوگوں تک محدود نہیں ہے جب میں کسی کافر کے سامنے دعوت پیش کرتا ہوں تو اسے قبول اسلام ہی کی دعوت دی جاسکتی ہے۔ (ایک اہم خط ملخصاً)

جہاں تک پروفیسر صاحب کے حنفی سنی ہونے کا دعویٰ ہے۔ گذشتہ اوراق میں بڑی تفصیل سے حقائق اور علماء کرام کے بیانات وفتاویٰ کی روشنی میں ثابت کیا جاچکا ہے کہ ان کا یہ دعویٰ دیابنہ کی طرح صرف زبانی حد تک محض مغالطہ ہے۔ ورنہ نہ کوئی اس کی حقیقت ہے نہ اعتقادی و عملی طور پر پروفیسر صاحب کا سنیت وحنفیت پر عملدر آمد ہے۔ ورنہ کوئی سنی حنفی اجماع امت و مذہب حنفی کے مقابلہ میں بزعم خویش خود ''اجتہاد'' کی جسارت کیسے کرسکتا ہے اور کسی سچے اور کھرے سنی حنفی کا بدعقیدہ و بدمذہب لوگوں کے ساتھ رشتہ محبت واخوت کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ لہذا پروفیسر صاحب کا یہ کہنا کہ ''میں حنفیت یا مسلک اہل سنت کی بالاتری کے لیے کام نہیں کررہا۔'' دعوت اسلام کو عام کرنے کے لیے نہیں بلکہ شیعہ وہابیہ کے لیے آغوش محبت واخوت کو کشادہ کرنے' ان کی نظر میں ہر دلعزیز بننے اور سب کو راضی رکھنے کے لیے ہے۔ (جس کی تفصیل بڑی وضاحت سے پہلے پیش کی جاچکی ہے) ورنہ' نہ اسلام کی بالاتری اور دعوت عام سنیت وحنفیت کے منافی ہے اور نہ ہی سنیت کی بالاتری دعوت اسلام کے خلاف ہے۔

درحقیقت: سنیت پر پروفیسر صاحب کا اعتقاد و یقین ہی نہیں اس لیے اس قسم کی مشکوک و مغالطہ آمیز گفتگو فرماتے ہیں۔ ورنہ اگر جمیعت علماء پاکستان کا فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ نظام مصطفےٰ

کے نفاذ کے خلاف نہیں تو سنیت وحنفیت کی بالاتری کا کام دعوت اسلام کی عمومیت کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ایسی مشکوک قیل وقال سے قائل کی ذہنیت کا اندازہ ہوجاتا ہے جبکہ دیگر شواہد بھی اس کے موئید ہوں۔

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسالہ ''دید شنید' کا انٹرویو لینے والے کے سوال پر ﴿۞﴾ پروفیسر صاحب نے وہاں اپنا مسلک اہل سنت بیان نہیں کیا بلکہ اس کی بجائے بلا استثناء اہل سنت سمیت سب فرقوں پر لعنت بھیج دی۔ ﴿۞﴾ مولانا نورانی صاحب سے تعاون کے سوال پر ''مسلک کی بجائے امت کی بھلائی'' کے الفاظ سے مسلک اہل سنت سے صاف دامن بچالیا۔ ﴿۞﴾ کتاب ''فرقہ پرستی کے خاتمہ صفحہ ۱۱۱'' میں ''بریلویت کو بلا امتیاز شیعیت اہلحدیثیت اور دیوبندیت کے ساتھ نتھی کر کے قابل وحشت قرار دیا۔'' ﴿۞﴾ اسی کتاب کے صفحہ ۴۵، ۴۶ پر ''شیعہ سنی دونوں کو'' فرقہ کے الفاظ سے یاد کیا اور یکساں طور پر دونوں کو ''فرقہ پرستی کی تنگناؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے الفاظ سے تعبیر کیا۔''

لہذا جس شخص کی نظر میں شیعہ سنی حنفی وہابی دیوبندی بریلوی دونوں یکساں ہوں۔ دونوں میں کوئی فرق وامتیاز نہ ہو۔ دونوں قابل وحشت ونفرت اور دونوں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان ہوں۔

ایسا شخص: خود سنی کیسے ہوسکتا ہے اور حنفیت ومسلک اہل سنت کی بالاتری کا کام کیسے کرسکتا ہے؟ یہ ہے۔ پروفیسر صاحب کے زیر بحث جملہ کا اصل مقصد اور صحیح پس منظر پروفیسر صاحب تو اپنی لفاظی وخطابت کے نشہ میں خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ اور افسانہ بنا کر سادہ لوح حضرات کو بھول بھلیوں میں ڈال کر حقیقت کو ''غائب غلہ'' کردیتے ہیں۔

واللہ الھادی والموفق

الحمدللہ: مفتی تقدس علی صاحب کے استفسارات اور ''رضائے مصطفٰے'' سے متعلقہ حوالہ

جات کے متعلق پروفیسر صاحب کے ہر جواب کا بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے جواب الجواب پیش کر دیا ہے اور پروفیسر صاحب کی گفتگو کا ''مالہٗ ماعلیہ'' مدلل طور پر سمجھا دیا ہے۔اب ہم پروفیسر صاحب کے بعض متفرقات کو زیر بحث لاتے ہیں۔توجہ فرمائیں اور حق وانصاف کا ساتھ دے کر سرخرو ہوں۔

استاد شاگرد: (سوال) ''آپ کے استاد گرامی مولانا عبدالرشید صاحب جھنگوی اور علامہ احمد سعید صاحب کاظمی کی جانب سے آپ کے بارے میں مسئلہ دیت کے سلسلہ میں دی گئی آرا جو منظر عام پر آئی ہیں۔ان کے بارے میں آپ کا کیا نقطۂ نظر ہے۔

پروفیسر صاحب: مسئلہ دیت ایک فروعی مسئلہ ہے۔۔۔اور فروعی مسائل پر علماء کے مابین اساتذہ اور ان کے شاگردوں کے مابین اختلاف ہوتے آئے ہیں۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۹)

الحمدللہ: ''رضائے مصطفےٰ'' نے پروفیسر صاحب کے متعلق ان کے اساتذہ گرامی کے جو فتاویٰ شائع کئے تھے۔پروفیسر صاحب نے بایں طور اس کی تصدیق کر دی ہے کہ فتاویٰ کی اشاعت صحیح ہوئی ہے۔باقی رہا عورت کے نصف دیت کے اجماعی مسئلہ کا فروعی ہونا تو یہ محض پروفیسر صاحب کا تحکم ہے کیونکہ اجماع اصول میں سے ہے جیسا کہ شروع میں اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ اور دیگر علماء کے ارشادات اور منکر اجماع کا ضال وگمراہ ہونا مذکور ہو چکا ہے۔

جہاں تک استاذ شاگرد کے مابین اختلاف کا تعلق ہے۔اس میں بھی پروفیسر صاحب نے مغالطہ دیا ہے۔اس لیے کہ یہ تو ہو سکتا ہے کہ استاذ کی کسی انفرادی وذاتی رائے سے کسی بہتر وقوی دلیل کے ساتھ کسی شاگرد کا اختلاف ہو لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ استاذ کی مدلل وموید بہ جمہور واجماع تحقیق سے کوئی شاگرد اپنی تحقیق کے زعم میں اختلاف کرے ۞ یہ پروفیسر صاحب کا ہی کام ہے کہ جنہوں نے بزعم تحقیق نہ صرف اپنے اساتذہ اور اکابر علماء اہل سنت سے اختلاف کیا ۞ بلکہ اجماع امت سے اختلاف کیا۔صحابہ کرام وخلفاء راشدین سے اختلاف کیا ۞ حضرت فاروق اعظم وعلی المرتضیٰ سے اختلاف کیا۔۞ حضرت امام اعظم وائمہ اربعہ سے اختلاف کیا۔۞ دور

عالمگیری کے پانچ سو علماء وفقہاء (رضی اللہ عنہم) کے فتویٰ سے اختلاف کیا اور کسی کو خاطر میں نہ لائے جو شخص ایسی جسارت کا مالک ہو اسے اپنے اساتذہ سے اختلاف کرنے میں کیا مانع ہوسکتا ہے؟

لطیفہ: پروفیسر صاحب نے فرمایا ہے کہ ''امام شافعی جب بغداد میں امام اعظم کے مزار پر حاضر ہوتے تو اپنا طریقہ (رفع یدین وآمین بالجہر) ترک کر کے ان کے مذہب کے مطابق نماز پڑھتے اور فرماتے اتنے بڑے امام کی بارگاہ میں آ کر مجھے اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔'' (اہم انٹرویو صفحہ ۱۰)

اللہ اللہ: سنیو سنو اور لوگو دیکھو کہ پروفیسر صاحب کے اپنے مقبول امام شافعی علیہ الرحمۃ جیسے مجتہد مستقل اور صاحب مذہب کو حضرت امام اعظم کے مزار پر اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے شرم آئی اور امام اعظم کے احترام میں اپنی تحقیق کو ان کے حضور ترک کر دیا لیکن پروفیسر صاحب کا کس قدر جگر گردہ ہے کہ غیر مجتہد ہونے اور امام اعظم کے مقلد کہلانے کے باوجود ان کے حضور اپنی خانہ ساز تحقیق (عورت کی پوری دیت) پر اصرار کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے بلکہ امام اعظم سے بھی بدرجہا بڑھ کر حضرات صحابہ کرام وخلفاء راشدین (رضی اللہ عنہم) کے اجماع وفتویٰ کے بالمقابل بھی اپنی نام نہاد تحقیق پر اصرار کرتے ہوئے انہیں کیوں جھجک محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو۔ ہوئے جو ''نابغۂ عصر'' اور صاحب ''مقامات طاہر۔'' فیاللعجب وضیعة الادب

شاہی مسجد: ''اہم انٹرویو'' میں پروفیسر صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک عالم دین نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ آپ چاہیں تو اپنے اثر ورسوخ سے شاہی مسجد کے خطیب بن سکتے ہیں۔۔۔ بعض حکومتی حلقوں نے بھی پیش کش کی تھی لیکن ہم نے معذرت کے ساتھ انکار کر دیا۔''

نامعلوم یہ کونسا مسئلہ ہے اور پروفیسر صاحب اس سے کیا تاثر دینا چاہتے ہیں۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس عالم دین نے انہیں یہ مشورہ دیا تھا۔ ان کی رائے صائب تھی اور پروفیسر

صاحب کا انکار سراسر غلط اور ظلم ہے۔اس لیے کہ عالم دین کا منشاء یہ ہوگا کہ اگر چہ پروفیسر صاحب کی صلحکلیت اپنی جگہ سخت نقصان دہ ہے لیکن جس شخص کی جگہ یہ وہاں خطیب ہوں گے۔اس کی بہ نسبت ضرور کچھ کم ہوگا اور یہ ایک اچھی سوچ کا مظاہرہ تھا مگر پروفیسر صاحب کو چونکہ نفع وضرر اور صحیح وغلط کے درمیان کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔اس لیے انہوں نے اس عالم دین اور حکومتی پیش کش کو ٹھکرا کر ناشکری کے علاوہ شاہی مسجد میں مسلکی و اعتقادی ضرر رسانی کو نہ صرف جاری رہنے دیا بلکہ اس طرح بالواسطہ طور پر خود بھی شریک جرم ہو گئے۔ کیونکہ جو شخص ایک اچھی بات ٹھکرا کر موقع ملنے کے باوجود ایک بری بات کے جاری رہنے پر رضامند ہو۔وہ بھی اس میں حصہ دار ہوگا بہر حال یہ بات تو پروفیسر صاحب کے خلاف جاتی ہے۔مگر انہیں اپنی خودستائی کے زعم میں اس کا احساس ہی نہیں ہوا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پروفیسر صاحب کے نزدیک چونکہ نماز سب کے پیچھے ہو جاتی ہے۔اس لیے انہوں نے سوچا ہو کہ پہلے خطیب کو بدلنے کی کیا ضرورت ہے۔

مدمقابل: پروفیسر صاحب نے مزید کہا ہے کہ ''ائمہ اربعہ کو اپنا مدمقابل یا حریف تصور کرنا بدبختی ہے اور میں نے مسئلہ دیت تو درکنار زندگی بھر ایسے کلمات نہیں کہے۔''

(اہم انٹرویو ملخصاً)

دراصل: یہاں بھی پروفیسر صاحب بات بدل گئے ہیں کیونکہ بات دراصل یہ تھی۔ ۸ستمبر ۱۹۸۴ء کو لاہور میں میاں محمد شریف صاحب کی کوٹھی پر پروفیسر صاحب اور علماء کرام کی ایک نشست ہوئی۔جس میں مفتی محمد حسین نعیمی، مولانا عبدالقیوم ہزاروی، مولانا محمد صدیق ہزاروی وغیرہم موجود تھے۔پروفیسر صاحب نے مسئلہ دیت پر بیان کرتے ہوئے کہا ''علماء وفقہا اس کیس میں ایک فریق ہیں۔ان کا ادب احترام اپنی جگہ قائم ہے لیکن چونکہ اس کیس میں وہ فریق ہیں لہذا میں اس میں ان کے حوالہ جات، تصریحات اور فیصلوں کو سند تسلیم نہیں کرتا۔اس نشست کی کاروائی ٹیپ ریکارڈ کی گئی اور مندرجہ ذیل علماء کرام نے بھی یہ کیسٹ سن کر اس مندرجہ بالا عبارت کی تصدیق کی ہے کہ واقعی پروفیسر صاحب کے یہ الفاظ بعینہٖ اس کیسٹ میں ریکارڈ شدہ موجود ہیں۔

(مولانا) خلیل اشرفی ڈونگا بونگا بہاولنگر' مولانا مفتی محمد حسین سکھر' مولانا محمد اللہ یار اشرفی بہاولنگر' مولانا محمد صدیق نقشبندی غازی آباد لاہور' ابواعجاز مولانا مدد الٰہی قادری جامعہ نعیمیہ لاہور۔ خود ہمارے پاس بھی یہ کیسٹ موجود ہے مگر پروفیسر صاحب نے کمال ہوشیاری سے اپنے کہے ہوئے لفظ فریق کی بجائے ''مدمقابل اور حریف'' کے لفظ سے اور علماء وفقہاء کی بجائے ائمہ اربعہ کے لفظ سے مغالطہ دیا اور اس سے برأت کا اظہار کیا۔ مگر علماء وفقہاء اور فریق کا جو لفظ انہوں نے واقعی استعمال کیا تھا۔ اسے بالکل گول کر گئے اور یہی ان کی کاریگری ہے کہ اصل چیز اور اصل حقیقت کو چھپانے اور کسی خارجی چیز کا سہارا لے کر بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بہرحال: اصل بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب نے حضرات علماء وفقہاء کو ایک فریق قرار دیا اور ان کے حوالہ جات وفیصلوں کو سند تسلیم کرنے سے انکار کیا چونکہ ایسے موقع پر فریق کا مفہوم مدمقابل ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ''رضائے مصطفٰے'' نے لفظی وضاحت کے لیے ''فریق ومدمقابل'' کا لفظ استعمال کیا مگر پروفیسر صاحب فریق کو ہضم کر گئے اور مدمقابل کو لے اڑے۔ مزا تو تب تھا کہ اس طرح چکر چلانے کی بجائے پروفیسر صاحب ❁ علی الاعلان حضرات علماء وفقہاء کو اپنا فریق قرار دینے کا اقرار کرتے ❁ اور پھر بتاتے کہ یہاں فریق کا مفہوم مقابلہ ومدمقابل نہیں تو اور کیا ہے ❁ اور علماء فقہاء وائمہ مجتہدین کو (جن سب کا نصف دیت پر اجماع ہے) فریق قرار دینا اور ان کے شرعی واجتہادی فیصلوں کو سند تسلیم کرنے سے انکار کرنا بے ادبی وسؤ عقیدت نہیں تو اور کیا ہے۔ ❁ نیز اگر انہیں علماء وفقہاء اور ائمہ مجتہدین کا ادب ملحوظ ہوتا اور انہیں اپنا فریق ومدمقابل تصور نہ کرتے تو پھر انہیں ان حضرات کے اجماع واتفاق کا انکار کر کے عورت کی پوری دیت کے ادعا کی جرأت کیسے ہوتی۔

جن حوالوں کو پروفیسر صاحب چھو نہ سکے

''رضائے مصطفٰے'' کے جن حوالوں پر پروفیسر صاحب نے قیل وقال کی ان پر تو بحث وتبصرہ آپ پڑھ چکے۔ اب ہم آپ کو ''رضائے مصطفٰے'' کے ان حوالوں کی نشاندہی کراتے ہیں جن کی پروفیسر

صاحب نے نہ تکذیب کی' نہ انہیں چھو سکے اور نہ اپنی غلطی تسلیم کی۔ سنیے

''**تاجدار سلسلہ قادریہ اور طاہر القادری**'' کے عنوان سے ''رضائے مصطفےٰ'' نے حدیث مبارکہ اور حضور غوث اعظم' اعلیٰحضرت اور دیگر بزرگان دین کے حوالوں سے صلحکلیت کا رد کیا مگر پروفیسر صاحب نے نہ صلحکلیت سے توبہ کی نہ کوئی جواب دیا۔

پریس کانفرنس: ''۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو لاہور بم کے دھماکہ میں ہلاک وزخمی ہونے والوں کے لیے پروفیسر صاحب نے باقاعدہ پریس کانفرنس کا انعقاد کر کے ان کے لیے دعائے مغفرت و دعائے صحت کی۔ (نوائے وقت ۸۷۔۳۔۲۶) مگر اسے بھی ہاتھ نہ لگایا اور یہ نہ بتا سکے کہ منکرین شان رسالت' دشمنان اہل سنت اور مخالفین اعلیٰحضرت (علیہ الرحمۃ) کے ساتھ پروفیسر صاحب کو کونسا تعلق خاطر تھا کہ ایسے اہتمام کے ساتھ ان کے لیے دعائے مغفرت و دعائے صحت کی جبکہ وہ اہل سنت کو مشرک و بدعتی قرار دے کر مغفرت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔

اتحاد امتیاز: ''ہمارے ادارے میں مودودی جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے الے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہل حدیث' شیعہ' دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔ ہم امتیاز کی بجائے امت المسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔ (انٹرویو جنگ جمعہ میگزین ۸۷۔۲۔۲۷) اپنے اس حوالہ کو بھی پروفیسر صاحب نہ چھو سکے اور یہ نہ بتا سکے کہ اگر وہ واقعی سنی حنفی ہیں تو ان فرقوں کے لوگوں کو اپنے ادارہ کا رکن بنانا اور اہل سنت وان کے درمیان امتیاز کرنے کی بجائے ان سے اتحاد کرنا مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰحضرت کی روشنی میں کیونکر جائز ہے؟

محبت واخوت: ''یہاں ہماری اتفاق مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں کہ یہاں محبت واخوت کا پیغام دیا جاتا ہے۔ نفرتوں کا پیغام نہیں۔ (رسالہ دید شنید لاہور ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء) اپنے اس حوالہ کے متعلق بھی پروفیسر صاحب مہر بلب رہے کہ گستاخانہ شان رسالت اور گستاخان صحابہ سے نفرت کی بجائے ان سے محبت و بھائی چارہ ''غنیۃ

الطالبین‘‘ اور’’ فتاویٰ رضویہ‘‘ کی روشنی میں کیونکر روا ہے؟

وحشت: ’’بریلویت دیوبندیت اہلحدیثیت شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔‘‘ (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ صفحہ ۱۱۱) اپنے اس حوالہ کے متعلق بھی پروفیسر صاحب نے کچھ نہیں بتایا کہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کے ارشاد خداوندی کے تحت خبیث وطیب میں امتیاز اور کلمۂ حق کی آواز کی بجائے ان سب کو یکساں اور قابل وحشت قرار دینا کس دلیل پر مبنی ہے؟

پروفیسر صاحب نے اس کا بھی جواب نہیں دیا کہ غیر مقلدین تو منکر اجماع وفقہ ہونے کے باوجود عورت کی نصف دیت کے قائل ہیں مگر پروفیسر صاحب سنی حنفی مقلد کہلوانے کے باوجود غیر مقلدین سے چار قدم آگے بڑھ کر اجماع امت کا انکار کیوں کرتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے اس بات کا بھی جواب نہیں دیا کہ ان کے رد میں علامہ کاظمی مرحوم کی کتاب ’’اسلام میں عورت کی دیت‘‘ علامہ عطا محمد بندیالوی کی کتاب ’’دیۃ المرأۃ‘‘ اور علامہ محمد عبداللہ قصوری کی کتاب ’’عورت کی دیت‘‘ شائع ہونے کے باوجود پروفیسر صاحب نے اپنے غلط مؤقف سے رجوع کیوں نہیں کیا۔ کیا وہ ان سب سے بڑے عالم ومحقق ہیں یا توبہ کی بجائے اپنے فرقہ طاہریہ کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں؟

مودودی کے متعلق: پروفیسر صاحب نے اپنی اس بات کا بھی جواب نہیں دیا کہ ’’بے شک مولانا مودودی نے بہت کام کیا۔‘‘ (انٹرویو جنگ ۸۷۔۲۔۲۷) حالانکہ علماء اہل سنت کے نزدیک مودودی صاحب نے صحیح کام کوئی نہیں کیا اور گستاخی وگمراہی بہت پھیلائی ہے۔

مودودی مماثلت: ’’رضائے مصطفٰے‘‘ نے بعنوان ’’مودودی و پروفیسری مسلک میں حیرت انگیز مماثلت‘‘ کئی باتوں میں مودودی مذہب اور پروفیسری مسلک میں مماثلت کا ثبوت دیا مگر اس پر بھی پروفیسر صاحب مہر بلب رہے اور اسی لیے وہ ’’رضائے مصطفٰے‘‘ سے براہ راست مخاطب نہ ہوئے تھے لیکن حقائق وشواہد کسی کے چھپانے سے کب چھپ سکتے ہیں۔

فرقۂ طاہریہ کی شریعت جدیدہ کی بعض جھلکیاں

(اپنی خود بینی خودنمائی وخودستائی کے دعوے)

﴿﴾ ''فخر موجودات علیہ السلام نے (والد صاحب کو) طاہر کے تولد کی بشارت دی اور نام بھی خود تجویز فرمایا۔ ﴿﴾ سرکار دوجہاں نے خود ان کے والد گرامی کو خواب میں حکم دیا تھا کہ '' طاہر کو ہمارے پاس لاؤ۔ پھر محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا اور اسے ہر ایک میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ ﴿﴾ میں (طاہر) وہ دودھ لے کر تقسیم کرنے لگا۔ اتنے میں رسول پاک نے میری پیشانی پر بوسہ دے کر مجھ پر اپنا کرم فرمایا۔ (کتاب ''نابغۂ عصر'' قومی ڈائجسٹ لاہور۔ نومبر ۱۹۸۶ء) ﴿﴾ میرا ایقان ہے کہ یہ جو کچھ بھی کام (احیاءِ دین کی تگ ودو) ہو رہا ہے یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ خالق کائنات کو مجھ سے یہ کام لینا مطلوب ہے۔ ﴿﴾ ''منہاج القرآن کے حوالہ سے احیاء اسلام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ﴿﴾ فرمایا'' میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں ﴿﴾ تم شروع کرو' منہاج القرآن کا ادارہ بناؤ' میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ لاہور میں تمہارے ادارہ منہاج القرآن میں خود آؤں گا'' (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۲۰' ۲۲' ۲۴) ﴿﴾ جناب محمد طاہر القادری نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روحانی ہدایت پر ۱۹۶۶ء میں حضرت سیدنا الشیخ طاہر علاؤ الدین گیلانی قادری مدظلہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ (کتاب نابغۂ عصر) ﴿﴾ ''میں درویش ہوں' دین کا خادم ہوں' حضور کی امت کا ادنیٰ سا نوکر ہوں۔ ﴿﴾ نواز شریف جیسا شریف اور دیانتدار وزیر آج تک نہیں آیا۔ میں اس کے لیے دعا گو ہوں۔''

(رسالہ دید شنید ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء)

مسلمانو! کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص پر براہ راست ایسی نوازشات ہوں۔ ﴿﴾ وہ عملاً ان کے سراسر برعکس امت میں انتشار واہل سنت میں فتنہ وفساد کا موجب اور ایک مستقل فرقہ جدیدہ کا بانی اور اجماع امت کا مخالف قرار پائے ﴿﴾ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوازشات کے بدلے آپ

کے عاشقوں، غلاموں، اہل حق سنیوں، بریلویوں میں وجہ نزاع وافتراق ٹھہرے ﴿﴾ اور آپ کے گستاخوں اور آپ کے صحابہ کے مخالفوں سے محبت واخوت کے ساتھ میل ملاپ اور تعلقات بڑھائے۔ ﴿﴾ ''قرب سلطانی'' حاصل کرے اور ان کی اصلاح کرنے اور پابند شریعت بنانے کی بجائے ان کی ''قصیدہ خوانی'' کرے۔

ع ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

تصویر کا دوسرا رخ: ایک طرف پروفیسر صاحب کی خود بینی وخود نمائی وخودستائی کے دعوے اور ان نوازشات سے اس کی مطابقت کا حال آپ پڑھ چکے۔ اب اپنے بالمقابل علماء و مشائخ کی تحقیر وتنقیص اور ان کے مقابلہ میں بگڑی ہوئی فاسق وفاجر نوجوان نسل کی حوصلہ افزائی اور ان کے ساتھ جانبداری کا پروفیسری فتویٰ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں ﴿﴾ ''نوجوان نسل کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا قصوروار میں ان کو نہیں ٹھہراتا، بلکہ قصوروار زیادہ تر دین کا پرچار کرنے والوں کو ٹھہراتا ہوں۔ ﴿﴾ میرے خیال میں جو دین سے بھکے ہوئے ہیں ان کے دین سے بھکنے کی ذمہ داری ان سے زیادہ دین کے نام نہاد علمبرداروں اور اجارہ داروں پر عائد ہوتی ہے۔۔۔ (قومی ڈائجسٹ صفحہ ۲۱۱، صفحہ ۲۱۷ نومبر ۱۹۸۶ء) انٹرویو ملخصاً

(درس قرآن وحدیث)

اعلیٰ حضرت کا پیغام۔ صلحکلیوں (اتحادیوں) کے نام

مسلمانو! خداو رسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہوکر، ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو ﴿۞﴾ اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ گالیاں دینا اپنا شیوہ کرلیں ﴿۞﴾ بلکہ اپنا دین ٹھہرالیں۔ ﴿۞﴾ کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملوگے؟ حاشا ہرگز نہیں ﴿۞﴾ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت ہے، اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو، اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو ﴿۞﴾ تو انہیں مخالفین والدین کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا، تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کروگے۔

للہ انصاف: صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما زائد یا تمہارے باپ ﴿۞﴾ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زائد یا تمہاری ماں ﴿۞﴾ ہم صدیق وفاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ کہ ام المؤمنین کے بیٹے کہلاتے ہیں، ﴿۞﴾ (پھر) ان کو گالیاں دینے (برا کہنے) والوں سے برتتے ہیں تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں۔ ﴿۞﴾ ایمان کا تقاضہ یہ ہے آگے تم جانو یا تمہارا کام۔

نیچری تہذیب کے مدعیوں (صلحکلیوں) کو ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا کوئی کلمہ ان کی شان کے خلاف کہا۔ ان کا تھوک اڑنے لگتا ہے، آنکھیں لال ہوجاتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں۔ اس وقت وہ مجنون تہذیب بکھری پھرتی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ (یہی) کہ اللہ ورسول اور معظمان دین سے اپنی وقعت دل میں زیادہ ہے۔ ایسی ناپاک تہذیب ان ہی کو مبارک۔

فرزندان اسلام اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ﴿۞﴾ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی سے بدمذہبوں کو نام لے کر اٹھادیا۔ بھری مسجد میں خاص جمعہ کے دن نام بنام ایک ایک کو فرمایا "اُخْرُجْ یَا فُلَانُ فَاِنَّکَ مُنَافِقٌ اے فلاں نکل جا، تو منافق ہے۔" نماز سے پہلے سب کو نکال دیا۔ یہ

حدیث طبرانی وابن حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

ربُّ العزّت تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے"**یاایھاالنبی جاھد الکفار والمنفقین واغلط علیھم** ۔"اے نبی جہاد فرما کافروں اور منافقوں پر اور شدت کران پر"﴿﴾اور اللہ عزوجل فرماتا ہے"**محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم**" "محمد اللہ کے رسول ہیں ﷺ اور جو ان کے ساتھی ہیں کفار پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل"﴿﴾اور فرماتا ہے(جل وعلا) **ولیجدو فیکم غلظة** "لازم کہ کفار تم میں سختی پائیں"

خبیث وطیب: اللہ عزوجل نے صاف ارشاد فرمایا کہ"یہ گھیل میل جو ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ تمہیں یوں نہ رہنے دے گا۔ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردے گا"۔**قال اللہ تعالیٰ وما کان اللہ لیزر المؤمنین علیٰ ما انتم علیه حتی یمیز الخبیث من الطیب** ۔

ے دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے (ﷺ)

صلح کلی سے خطاب

با ادب بانصیب ہیں بے ادب بے نصیب — فطرت کا ہے تقاضا اس بات کو نہ بھول
جنتی ہیں اہل نار سے ممتاز ہر طرح — "لایستوی" قرآن میں لکھا ہے یہ اصول
مومن ہیں مخلص طیب وستھرے کھرے کھرے — منافق ہیں جھوٹے گندے نہ کر گندگی قبول
سنی ہے تو، تو ان سے نہ کوئی میل جول رکھ — گستاخ ہیں اصحاب کے یا شاتم رسول
ممکن نہیں یہ دل سے ہوں حامی تیرے کبھی — آ باز اس خیال سے یہ خیال ہے فضول
باطل کے پیروکار کا جب بھی چلا ہے بس — مسلے ہیں اس نے پاؤں تلے اہل حق کے پھول
باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے — شرکت میان حقہ و باطل نہ کر قبول
تو پیروکار حق ہے، حق مسلک رضا — ناممکن اس سے ہٹ کے نجات کا حصول
ہے قادری فقیر کا طاہر کو مشورہ — مسلک رضا میں رہ، نہ کر غیر میں شمول

نتیجہ فکر: فقیر قادری محمد حفیظ نیازی ایڈیٹر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ

اے طاہر القادری (محمد بچل بلالی سرائی گوٹھ)

جوڑ غیروں سے نہ ناتا اے طاہر القادری — قادریوں کو نہ شرما اے طاہر القادری
غوث اعظم کو بھلا یہ کیسے تو دکھلائے گا — بے وفاؤں کا سا چہرہ اے طاہر القادری
فرمودۂ غوث کو تو نے پشت پیچھے ڈال کر — غلط تو نے دے دیا ''فتویٰ'' اے طاہر القادری
ایک اعدائے صحابہ دوم گستاخ رسول — تو نے سب کو ہے سینے لگایا اے طاہر القادری
من میں تیرے کچھ اور ہے اور اسٹیج پر کچھ اور ہے — دے رہا ہے خود کو دھوکا اے طاہر القادری
جب سے رضائے مصطفیٰ منظر پہ لایا ہے تجھے — ہر بندہ ہے تجھ کو سمجھ گیا اے طاہر القادری
انشاء اللہ تیرے دھوکہ میں نہ آئیں گے سنی — چل پتہ تیرا ہے اب لگ گیا اے طاہر القادری
جو کہوں گا وہ چلے گا تم نے سمجھا ہے غلط — میرے علماء بیٹھے ہیں زندہ اے طاہر القادری
اب بھی کافی وقت ہے ہیں باب توبہ کے کھلے — پڑھ لے تو استغفر اللہ اے طاہر القادری
یا قادری کی لسٹ سے اب نام اپنا کاٹ دے — قادری بن کے نہ دے دھوکہ اے طاہر القادری
دورنگی پالیسی چلنے والوں کو کیا تو بتا؟ — خواب میں آئیں گے آقا اے طاہر القادری
یہ بلالیؔ ''تم'' نہ کہتا ''آپ'' کر کے بولتا — گر تیرا من صاف ہوتا اے طاہر القادری

ہمنوا ''صادق'' و ''سرور'' کا ہے محکم دین

(از مولانا محکم دین فیصل آبادی)

طاہر القادری کی کہانی، اس کی زبان حال کی زبانی ﴿یعنی احساسات طاہر القادری اشعار کے لباس میں﴾

علم کا رعب جمایا تو برا مان گئے — مجتہد خود کو بتایا تو برا مان گئے
ہے بجا ''نابغہ عصر'' جو کہتے ہیں مجھے — عبقری رنگ دکھایا تو برا مان گئے
قادریت کے لبادے میں حسین لگتا تھا — روپ جب اصل دکھایا تو برا مان گئے
قادری ہوں، مرا مسلک ہے مگر مودودی — نکل کر جب سامنے آیا تو برا مان گئے
جام ''منہاج'' میں ڈالی تھی شراب اچھرہ — جب نشہ اس نے دکھایا تو برا مان گئے

میں فقیہانِ زمانہ کو سمجھتا ہوں حریف — اجتہاد اپنا دکھایا تو برا مان گئے

مجھ کو تسلیم ہے مسلک مرا آزاد روی — دوست "مرتد" کو بنایا تو برا مان گئے

ملت و ملک کو فرقوں سے بچانے کے لیے — اک نیا فرقہ بنایا تو برا مان گئے

حکم الہام میں ہوتا ہے جو کرتا ہوں وہی — خواب جب کوئی سنایا تو برا مان گئے

نام پر دیں کے سیاست کی دکاں چمکائی — دام تزویر بچھایا تو برا مان گئے

مرا وعدہ تھا سیاست میں نہیں آؤں گا — جب نہ وعدہ یہ نبھایا تو برا مان گئے

اب یہ وعدہ ہے حکومت میں نہ لوں گا عہدہ — حلف قراں پہ اٹھایا تو برا مان گئے

جن بزرگوں کی عقیدت کا میں دم بھرتا تھا — ہاتھ اب ان سے چھڑایا تو برا مان گئے

جن کے کندھوں پہ کھڑا ہو کے ہوا تھا اونچا — اب انہیں نیچا دکھایا تو برا مان گئے

ہم نوا صادقؔ و سرورؔ کا ہے محکم دیںؔ بھی — راز یہ ان کو بتایا تو برا مان گئے

بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں (از قلم مولانا محمد صابر نسیم بستوی)

عجب ہے بے نیاز دین و ملت — مسلماں کی قیادت کر رہے ہیں

ستم ہے جس کے ٹکڑوں پر پلے ہیں — اسی در سے بغاوت کر رہے ہیں

سلیقہ بھی نہیں جن کو زباں کا — وہ دعوائے صحافت کر رہے ہیں

نمک خوارانِ سلطان دو عالم ﷺ — شیاطین کی ضیافت کر رہے ہیں

سراپائے جہالت بھی شب و روز — عیاں زورِ خطابت کر رہے ہیں

ہے جن کی متحد ہونے کی کوشش — الگ اپنی جماعت کر رہے ہیں

نسیمؔ یہ مدعی دین و ایماں — بزرگوں کی اہانت کر رہے ہیں

===============

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین

احقاق حق و ابطال باطل کی سرگزشت

خدا تعالیٰ بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دنیا کے تمام فتنوں اور آخرت کے عذابوں سے محفوظ رکھے۔ یوں تو ہر فتنہ ہی خطرناک ہوتا ہے اور فتنہ کا نام ہی خطرہ کی نشاندہی کرتا ہے لیکن ''فرقہ طاہریہ'' کی طرح بعض فتنے اپنی دورنگی و دوغلہ پالیسی کے باعث کچھ زیادہ ہی پیچیدہ و خطرناک ہوتے ہیں جنہیں پہچاننا اور ان سے بچنا بچانا عام فتنوں کی بہ نسبت زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ ''فرقہ طاہریہ'' کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے محض ہوس شہرت کی بنا پر ''لیڈ لیجانے'' کی خاطر جب اپنے پر پرزے نکالنے اور دین میں فتنہ انگیزی و سنیوں میں تفرقہ اندازی کا سلسلہ شروع کیا۔ تو اولاً انہیں ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ میں ایک ہلکے پھلکے مضمون کے ذریعے مختلف امور میں اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ثانیاً: انہیں ایک مدلل دستی مکتوب کے ذریعے اجماع امت کی پیروی کرنے اور اکابر اہل سنت کے دامن سے وابستہ رہنے کے متعلق عرض کیا گیا۔ ثالثاً: عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر جب طاہر القادری کے ردّ میں حضرت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی، حضرت علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی اور علامہ محمد عبداللہ صاحب قصوری رحمہم اللہ کی تصانیف منظر عام پر آئیں تو فقیر نے خود پروفیسر صاحب سے ملاقات کی ۔۔۔اور کہا کہ اب جب کہ ایسے جید و نامور علماء کی تصانیف آپ کے موقف کے رد میں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کو اپنے موقف (عورت کی مرد کے برابر دیت) پر نظر ثانی کرنی چاہیے مگر انہوں نے اس مخلصانہ درخواست پر عمل کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا اور اپنے گمراہ کن انفرادی و شخصی موقف پر اصرار کیا۔ رابعاً: پندرہ روزہ رسالہ ''دید شنید'' لاہور کے انٹرویو میں مسلک اہل سنت کے خلاف دیگر باتوں کے علاوہ جب پروفیسر صاحب نے یہاں تک کہہ دیا کہ ''شیعہ وہابی علماء کے پیچھے میں نماز صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہوں۔'' تو اس کے بعد از رہ دینی خیر خواہی پیمانہ صبر لبریز

ہو گیا اور بھولے بھالے سنیوں کو پروفیسر صاحب کی سازش سے خبر دار کرنا ضروری ہو گیا۔ چنانچہ رسالہ ''رضائے مصطفےٰ'' میں باقاعدہ طور پر پروفیسر کی سازش کو بے نقاب کیا گیا اور ساتھ ہی پروفیسر صاحب کو دعوت دی گئی کہ ''اگر وہ اپنی صفائی میں کچھ لکھنا چاہیں تو ''رضائے مصطفےٰ'' کے صفحات حاضر ہیں'' مگر ''رضائے مصطفےٰ'' کے نعرۂ حق اور مبنی بر حقائق لاجواب مضامین کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب کی یہ حالت ہوگئی کہ ''چناں خفتہ اند گوئی کہ مردہ اند'' یا ع.....زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد

خامساً: نہایت پر خطر اور پیچیدہ و گہری سازش سے برادران اہل سنت کو مزید خبر دار کرنے کے لیے ''رضائے مصطفےٰ'' میں شائع شدہ ضروری مضامین اور بعض دیگر اہم مضامین پر مشتمل مستقل طور پر ۱۶۰ صفحات کی کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' شائع کی گئی جو ''رضائے مصطفےٰ'' کے مضامین کی طرح ماشاء اللہ آج تک لاجواب ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ بہت مقبول و مفید ثابت ہوئی ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ ماہ جمادی الاخری ۱۴۰۸ھ میں کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کا اعلان ہوا تو بفضلہٖ تعالیٰ ڈیڑھ دو ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم اور دوسرا ایڈیشن تیار ہو گیا اور بحمدہٖ تعالیٰ نہ کوئی شخص کتاب پر حرف گیری کر سکا اور نہ کوئی دلائل و حوالہ جات کی تغلیط و تکذیب کر سکا۔ برعکس اس کے جس کسی بھی تحقیق و انصاف پسند شخص نے کتاب کو دیکھا اور پڑھا وہ اس سے متاثر ہوا، کلمہ خیر کہا اور حوصلہ افزائی و دعائے خیر فرمائی۔ اس سلسلہ میں کراچی کے احباب اہل سنت نے بالخصوص دلچسپی لی اور کثیر تعداد میں کتاب منگوا کر تقسیم کی اور پھر ادارہ سے اجازت لے کر خود چھپوا کر مفت اشاعت کی۔ اس سلسلہ میں تحدیث نعمت کے طور پر بروقت کلمہ حق کی پذیرائی کے متعلق بعض علماء و احباب کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

''خطرہ کی گھنٹی'' نے مسلک اعلیٰ حضرت کی لاج رکھ لی

فیصل آباد: ''سلام مسنون! آپ کی کوششیں مشکور ہیں۔ ''خطرہ کی گھنٹی'' کو جس نے پڑھا، تعریف کی اور بروقت اقدام فرمانے کو سراہا۔

ع...... اللہ کرے زور بیان اور زیادہ'' (مولانا) حافظ محمد احسان الحق غفرلہ)

کراچی: ''الحمدللہ ''رضائے مصطفٰے'' اپنی صحیح منزل پر گامزن ہے۔کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' ماشاءاللہ بہت عمدہ ہے۔حق قبول کرنے کے لیےاور کیا دلائل چاہئیں۔'' (شفیع محمد قادری، قادریہ منزل کراچی) ﴿﴾ کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کا مطالعہ کیا۔بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اہل سنت کے اس عظیم کام کو سرانجام دیا جو وقت کی ایک اہم ضرورت تھی۔یہ عظیم خدمت ہے جسے جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔'' (محمد سلیم دارالعلوم عطاریہ کراچی) ﴿﴾ ''یہاں اکثر لوگوں نے ''خطرہ کی گھنٹی'' دیکھ کر تعریف کی ہےاور کہا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ حاجی صاحب (مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب) کوحق کا پرچم بلند کرنے کی اور بھی توفیق دے اور صلحکلیت ایسے فتنوں کا سد باب کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین''۔(محمد عنایت اللہ قادری، فضل الرحمٰن قادری کراچی)

حیدرآباد: ''گذشتہ ہفتہ ''خطرہ کی گھنٹی'' کا آرڈر دیا تھا جس میں ۲۵ لکھی تھیں۔اب فی الفور ۶۰ عدد ارسال فرمادیں۔'' (مولانا مفتی احمد میاں برکاتی پرنسپل دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد ﴿﴾ ''جناب نے اہل سنت و جماعت کی جس بے باکی سے اشاعت وترویج کا بیڑا اٹھایا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔آپ کی ہی کاوش سے لوگ طاہرالقادری کا اصل روپ سمجھ سکے۔اس سلسلہ میں آپ کی کتاب ''خطرہ کی گھنٹی ایک اہم دستاویز ہے۔'' (مشتاق احمد قادری لطیف آباد حیدرآباد)

چنیوٹ: ''کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' ملی فوراً پڑھ ڈالی۔ماشاءاللہ دریا کوزے میں بند کردیا ہےاور اعلٰحضرت علیہ الرحمتہ کے مشن کی لاج رکھ لی ہے۔جب بھی مسلک حق پر گردو غبار کا غلاف چڑھانے کی ایسی ناپاک کوشش کی گئی تو الحمدللہ ''رضائے مصطفٰے'' نے میدان عمل میں نکل کر جہاد کیا اور کلمۂ حق بلند کیا۔ع ...... یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔صلحکلیوں نے حق و باطل کے درمیان اعلٰحضرت کی قائم کردہ دیوار میں شگاف ڈالنے کی جو ناکام کوشش کی۔ماشاءاللہ ''رضائے مصطفٰے'' نے اس کو ناکام بنادیا ہے۔''رضائے مصطفٰے'' زندہ باد۔مولانا ابوداؤد محمد صادق زندہ باد۔''

(محمد اسمٰعیل راجپوت ناظم انجمن رضائے مصطفٰے بازار کلاں چنیوٹ)

سرگودھا: السلام علیکم۔کتاب مستطاب ''خطرہ کی گھنٹی'' دستیاب ہوئی۔ایک مرتبہ نہیں بار بار

پڑھنے کے باوجود تشنگی دور نہ ہوئی اور دوران مطالعہ یہ محسوس ہوتا رہا گویا کہ آپ کے شیخ طریقت حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ رونق افروز ہیں۔ رب العزت کا احسان ہے کہ حضرت کی علمی و روحانی سرداری آج بھی قائم ہے اور مولانا ابوداؤد محمد صادق کے روپ میں آج بھی ان کا سکہ رواں دواں ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اپنے مسلک کے دیگر رسائل و جرائد بھی منافقین کا تعاقب اور محاسبہ کرتے۔ (محمد ایوب قادری سرگودھا)

حصہ دوم: بہرحال ''خطرہ کی گھنٹی'' کی اشاعت و مقبولیت و افادیت کے بعد ''فرقہ طاہریہ'' کے سربراہ کے کردار و تضاد کے کئی دوسرے نمونے بھی دیکھنے میں آئے اور بالخصوص ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو موچی دروازہ لاہور کے جلسہ عام میں ''پاکستان عوامی تحریک'' کے نام سے سیاسی جماعت کا اعلان کرنے اور اس کا ''چیئرمین'' بننے کے بعد بعض اور باتوں کا بھی انکشاف ہوا اور اپنوں بیگانوں کے مختلف تبصرے اور تاثرات دیکھنے سننے میں آئے اور آستانہ عالیہ بریلی شریف و دیگر مقامات سے علماء اہل سنت کے فتاویٰ و بیانات بھی جمع ہو گئے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس پراسرار اور بکار خویش ہوشیار شخص کے متعلق مزید معلومات پیش کی جائیں تاکہ اہل حق و انصاف اس شخص کی تہ بہ تہ ''شخصیت'' کو پہچان سکیں۔ بالخصوص بریلوی اہلسنّت اس سے اور زیادہ باخبر ہو جائیں۔ اس شخص کی محفل میلاد' نعت خوانی کی مجالس اور عشق رسالت کے عنوانات سے دھوکہ نہ کھائیں کیونکہ اس شخص کا دوسرا منہ بدمذہبوں اور گستاخوں کی طرف ہے اور درحقیقت یہ شخص شیعہ' دیابنہ' وہابیہ اور مرزائیہ کا ایجنٹ بن کر ایک طرف ان لوگوں کو اہلسنّت کی نظر میں مقبول و بے ضرر ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسری طرف خالص سنیوں بریلویوں کو اپنے جال میں پھنسا کر نیم شیعہ' نیم وہابی' نیم دیوبندی یا کم از کم گول مول صلح کلی بنا کر ان کی غیرت ایمانی و حرارت عشق ختم کرنے کے درپے ہے۔ لہذا:

اسلامی سنی بھائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ فرقہ مودودیہ کی طرح ''فرقہ طاہریہ'' بھی ایک ماڈرن ''لامذہب'' فرقہ ہے جس کی ایک مشہور مثال ہے کہ ع ...... بامسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

ثبوت اس کا یہ ہے کہ مولوی مودودی نے کہا ہے کہ ''حنفی' بریلوی' شیعہ' سنی یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔'' (خطبات مودودی صفحہ ۸۲) اور ''جس شخص کو آپ اپنے نزدیک گمراہی اور شرک میں مبتلا پاتے ہیں' اگر آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں تو اگر نماز قبول ہونے کے قابل ہے۔ بہرحال قبول ہو کر رہتی ہے خواہ امام کی نماز مقبول ہو یا نہ ہو۔'' (رسائل ومسائل مودودی ج ا' ص ۲۰۲) جس طرح مودودی نے حنفی' بریلوی' شیعہ اور سنی کو جہالت کی پیداوار کہہ کر اور گمراہ و مشرک تک کے پیچھے نماز جائز قرار دے کر اپنی ''لامذہبی'' کا مظاہرہ کیا ہے' اسی طرح پروفیسر طاہر القادری نے بھی مودودی کے قدم بقدم بدیں الفاظ اپنی ''لامذہبی'' کا اظہار کیا ہے کہ ''بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔''

(کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱)

''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔'' (انٹرویو طاہر القادری رسالہ ''دید شنید'' لاہور ۴ تا ۱۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً)

دیکھ لیجئے: مودودی و طاہر القادری نے اپنی جہالت و اندھے پن کی بنا پر شیعہ' سنی' وہابی' حنفی' وہابی' دیوبندی' بریلوی سب کو ایک ہی لڑی میں پرو کر اور سب سے اپنی لاتعلقی ظاہر کر کے اپنی ''لامذہبیت'' کا کتنا واضح ثبوت مہیا کیا ہے اور مودودی و طاہر القادری دونوں نے شیعہ' سنی' حنفی' وہابی' دیوبندی' بریلوی میں یعنی خبیث وطیب' حق و باطل' مومن و منافق' عاشق و گستاخ' ناجی و ناری اور سنی و غیر سنی میں فرق و امتیاز نہ کر کے کس قدر حماقت و ضلالت اور ظلم و ناانصافی کا ثبوت دیا ہے۔ بہرحال دونوں کی زبان و بیان سے صریح طور پر واضح ہو گیا کہ یہ دونوں ''لامذہب'' اور مذہب حق اہل سنت وسنی بریلوی مسلک سمیت سب سے لاتعلق و غیر جانبدار ہیں۔ پہلی ''امتوں'' (فرقوں جماعتوں) کی غیر مشروط مذمت اور ان کو مسترد کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ مودودی و طاہر القادری ان کے مدمقابل اور ان سے جداگانہ اپنے اپنے الگ جدید فرقہ کے بانی ہیں۔ ورنہ پہلوں میں سے کسی ایک میں شامل یا ان سے وابستہ ہوتے۔

لمحۂ فکریہ: چونکہ شروع سے مودودی و پروفیسری مسلک میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے لہٰذا ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو پروفیسر صاحب کی سیاسی قلابازی بھی ''مودودی ازم'' کی طرف ایک اور قدم ہے اور وہ اس طرح کہ جیسے مودودی صاحب قیام پاکستان سے پہلے سیاست و جمہوریت کی مذمت کرتے رہے اور پھر پاکستان میں حالات کچھ سازگار دیکھ کر سیاست سے لے کر عورت کی صدارت تک سب کچھ جائز کرلیا۔ اس طرح پروفیسر صاحب بھی پہلے بارہا سیاست سے لاتعلقی ظاہر کرتے رہے اور پھر جب کچھ زمین ہموار معلوم ہوئی تو مودودی صاحب کی طرح فوراً سیاسی پلٹا کھا گئے۔ سچ ہے کہ ع...... بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

اور سنیئے جس طرح مودودی نے پہلے تو عورت کی سیاست وغیرہ کی مخالفت کی اور جب موقع آیا تو فاطمہ جناح کی صدارت کے علمبردار بن گئے۔ بالکل اسی طرح پروفیسر صاحب پہلے تو بے نظیر کی سربراہی کے خلاف تھے مگر جب وہ سربراہ بن گئی تو فرمایا ''علماء کو چاہیے کہ اسے تسلیم کریں' مخالفت کیوں کررہے ہیں۔'' (چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء) فیاللعجب

انکار اجماع: اسی مذکورہ پس منظر کی بنا پر عورت کی نصف دیت (خون بہا) پر تمام اہل سنت و جماعت و احناف کے اجماع کا انکار کر کے ﴿﴾ اور عورت کی دیت مرد کے برابر قرار دے کر یہاں بھی طاہر القادری نے اپنے لا مذہب اور منکر اجماع ہونے اور اہل سنت احناف سے خارج ہونے کا برملا مظاہرہ کیا ہے جس کی اخبارات میں کافی تشہیر ہو چکی ہے۔

لاجواب چیلنج اور پراسرار خاموشی

(طاہر القادری کو اپنے نظریات باطلہ کی تائید میں کسی ذمہ دار سنی عالم کی حمایت حاصل نہیں ہوسکی)

بفضلہٖ تعالیٰ کتاب لاجواب ''خطرہ کی گھنٹی'' میں پروفیسر صاحب کے متعلق علماء اہل سنت کے بعض فتاویٰ نقل کرنے کے بعد بدیں الفاظ چیلنج کیا گیا تھا کہ ''ان حضرات (علماء اہل سنت) نے شخصی طور پر پروفیسر صاحب اور ان کے نظریات فاسدہ کا رد کیا ہے لہٰذا ان کے بالمقابل اگر کسی مولوی و پیر

میں پروفیسر صاحب کی ہم نوائی کی ہمت ہے تو وہ بھی اسی طرح صراحۃً مسئلہ دیت میں پروفیسر صاحب کو انکار اجماع اور صلحکلیت میں حق بجانب ثابت کرے ورنہ ''مقامات طاہر'' وغیرہ میں کسی مولوی و پیر کا محض یہ کہہ دینا کہ پروفیسر صاحب ''چنین و چناں'' ہیں کچھ اہمیت نہیں رکھتا اور ہو سکتا ہے کہ ایسا کہنا کسی خوش فہمی یا غلط فہمی پر مبنی ہو۔ الزامات زیر بحث لائے بغیر کوئی بات معتبر نہیں۔ (خطرہ کی گھنٹی اوّل) مگر پروفیسر صاحب آج تک اس چیلنج کو قبول نہیں کر سکے اور کسی ذمہ دار عالم دین کو اپنے نظریات کی حمایت میں سامنے نہیں لا سکے۔

علاوہ ازیں: کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' سمیت تقریباً درجن بھر کتابیں پروفیسر صاحب کے نظریات باطلہ کے رد اور ان کی گمراہی و کذب بیانی کے ثبوت میں شائع ہو چکی ہیں مگر پروفیسر صاحب' صاحب وسائل اور صاحب قلم ہونے کے باوجود کسی ایک کتاب کا بھی جواب نہیں دے سکے جس سے ان کی ہٹ دھرمی و ڈھٹائی کے علاوہ صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی خاموشی کے پردہ میں درحقیقت اپنی گمراہی و کذب بیانی کو تسلیم کر چکے ہیں۔ ورنہ کسی ایک کتاب کا جواب دے کر وہ اپنی صفائی بیان کر سکتے تھے۔ صرف حضرت مفتی تقدس علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مختصر خط کا جواب دینے کی پروفیسر صاحب نے کوشش کی مگر الحمدللہ کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم اپنے انتقال سے قبل اس کا مفصل ''جواب الجواب'' شائع کر کے پروفیسر صاحب کی گمراہی و بدمذہبی پر مکمل طور پر مہر تصدیق ثبت فرما گئے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

طاہر القادری کے ردّ میں شائع شدہ فہرست کتب

نمبر شمار	عنوان	ازقلم
۱	اسلام میں عورت کی دیت	علامہ احمد سعید کاظمی مرحوم
۲	دیت المرأۃ	علامہ عطا محمد بندیالوی مرحوم
۳	عورت کی دیت	علامہ محمد عبداللہ قصوری مرحوم
۴	فتنہ طاہری کی حقیقت	مفتی محبوب رضا خان مرحوم کراچی

۵	علمی گرفت پروفیسر	=	= =
۶	الفتنۃ الجدیدہ	مولانا محمد بشیر کراچی	
۷	پروفیسر کا علمی و تحقیقی جائزہ حصہ اول صفحات ۲۵۲	مفتی غلام سرور قادری	
۸	= = = حصہ دوم صفحات ۱۹۲	=	= =
۹	تہتر فرقے اور طاہر القادری	=	= =
۱۰	حاشیہ الفضل الموہبی	=	= =
۱۱	جواب الجواب	مفتی تقدس علی خان مرحوم	
۱۲	خطرہ کی گھنٹی	مولانا ابوداؤد محمد صادق	
۱۳۔	متنازعہ ترین شخصیت صفحات ۴۴۰	محمد نواز کھرل	

اتحاد یا افتراق ۔ سچ یا جھوٹ

پروفیسر طاہر القادری نے اپنے مختلف بیانات و کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟'' میں یہ تاثر دیا ہے کہ وہ اتحاد امت کے بہت بڑے حامی ہیں ❁ اور اسی بنا پر وہ اپنے حلقۂ عقیدت میں داعیٔ اتحاد امت و قاطع فرقہ واریت کہلاتے ہیں مگر حقیقت کیا ہے؟ ❁ حقیقت یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کا دوغلہ پن اور دھوکہ و جھوٹ اب کسی باخبر شخص پر مخفی نہیں رہا۔ یہ شخص اپنے کسی دعویٰ میں صادق و مخلص نہیں کیونکہ اوّل و آخر اس شخص کا مقصد وحید محض اپنی نمائش و ستائش ہے۔ جسے یہ اپنے مختلف نعروں اور دعووں کے پردہ میں حاصل کرنے میں سرگرداں رہتا ہے ❁ چنانچہ رسالہ ''چٹان'' لاہور میں مفتی غلام سرور قادری نے ببانگ دہل کہا ہے کہ ''طاہر القادری کو جھوٹ کا بادشاہ کہنا چاہیے۔ جھوٹ، چغل خوری اور غیبت میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔'' (چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

❁ ماہنامہ ''ندائے اہل سنت'' میں بھی مفتی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ ''یہ شخص مذہبی طور پر بے دین، علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر بے شعور ہے۔'' (ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور جون ۱۹۸۹ء)

رسالہ ''قیامت'' کا کہنا ہے کہ ''وہ جھوٹا ہے' مکار ہے' فریبی ہے' احسان فراموش ہے۔ اس کے

جھوٹے، فریبی اور مکار ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سیدنا فاروق اعظم کے اسوہ پر عمل پیرا ہونے کا دعویدار ہے۔ (ماہنامہ قیامت راولپنڈی)

اسی جھوٹی ذہنیت کے تحت پروفیسر کا داعیٔ اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت کہلانا بھی جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ وہ ﴿﴾ داعیٔ اتحاد امت اور قاطع فرقہ واریت نہیں بلکہ مسئلہ دیت پر چودہ سو سالہ اتحاد امت میں انتشار و فتنہ ڈالنے والا قاطع اجماع امت ہے۔ ﴿﴾ اس گندم نما جو فروش نے اپنے متعلق سنی بریلوی ہونے کا غلط تاثر دے کر سواد اعظم اہلسنّت میں اتحاد کی بجائے افتراق کا پارٹ ادا کیا ہے اور ﴿﴾ ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کر کے اہلسنّت و جماعت و جمعیت علمائے پاکستان کو مزید تفریق و انتشار سے دوچار کرنے کی کھلی سازش کی ہے ﴿﴾ اور اہل سنت و جماعت و جمعیت علمائے پاکستان کے حلقوں میں اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے۔ ﴿﴾ یہ قاطع اجماع امت اور داعیٔ اتحاد امت کی بجائے خود داعیٔ فرقہ واریت ہے جو فرقہ مودودیہ کی طرح خود اپنے نئے ''فرقہ طاہریہ'' کا بانی و داعی ہے۔ ﴿﴾ ۱۹۸۴ء میں جب اس شخص نے اجماع امت کے مدمقابل عورت کی پوری دیت کا شوشہ چھوڑا تو تمام مکاتب فکر کے علماء نے اسے جھوٹا قرار دیا اور عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر اتفاق کا اظہار کیا۔ اگر یہ سچا ہوتا تو یہ بھی اس مسئلہ پر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتا مگر یہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ ﴿﴾ اسی طرح اب ۱۹۸۹ء میں سب مکاتب فکر نے عورت کی سربراہی کے خلاف متحدہ موقف اختیار کیا تو طاہر القادری نے اس کی مخالفت کی۔ یہ ہے داعی اتحاد امت؟

یوم جمعہ، خانۂ خدا میں منبر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جھوٹ

''یادش بخیر ڈاکٹر طاہر القادری ایک مغرور، متکبر، خود پرست اور ہم چوں ما دیگرے نیست کے روپ میں جلوہ گر ہوئے۔ بدقسمتی سے وہ نہ صرف مندرجہ بالا صفات کے حامل ہیں ﴿﴾ بلکہ معاذ اللہ قدم قدم پر جھوٹ بولنا اور انسانیت آزاری کرنا بھی ان کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ ﴿﴾ انہوں نے سیاست کا جس شدت سے انکار فرمایا اس سے ان کا اب وادیٔ سیاست میں داخل ہونا واقعتاً ایک متضاد خیالی کا شاہکار ہے ﴿﴾ اُن کے سیاسی جنم کے بعد ہمارے سامنے ان سے متعلق ذاتی اور

قومی سطح کی اتنی خوفناک معلومات کا انبار جمع جن کو پڑھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ:

ع ...... ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟

طاہر صاحب کے قول و فعل میں اس قدر خوفناک بلکہ المناک تضاد کا لاوا ہے کہ جسے دیکھ کر انسان انگشت بدنداں اور حیرت بداماں رہ جاتا ہے اور اسے لازماً یہ کہنا پڑتا ہے کہ

ع...... تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

علوی صاحب: ہمیں طاہر صاحب کے سابق نورتنوں میں سے ایک نوجوان مشتاق احمد علوی نے یہ المناک واقعہ سنا کر غرق حیرت کر دیا ﴿۞﴾ کہ "جب جنرل ضیاء الحق اپنے دور اقتدار میں میاں نواز شریف کے دولت کدہ پر آئے۔ اتفاق سے اس دن جمعہ تھا۔ ﴿۞﴾ گیارہ بجے سٹالوں کو صحیح طریقہ سے لگانے اور ضیاء الحق کے تشریف لانے کے بارے میں خود "مفکر اسلام" کے خصوصی حکم پر سٹالوں کی نوک پلک سنواری گئی۔ ﴿۞﴾ ضیاء الحق کے انتظار میں معمول کو توڑ کر نماز جمعہ پون گھنٹہ لیٹ ادا کی گئی اور پروفیسر صاحب نے ضیاء الحق کو اسلامی ریاست کا سربراہ کہہ کر اختتامی دعا کی درخواست کی چنانچہ ضیاء الحق نے دعا فرمائی۔ ﴿۞﴾ اس پر پروفیسر صاحب سے تعلق رکھنے والوں نے ضیاء الحق سے دعا کرانے کو ایک حکمران کی خوشامد اور نماز جمعہ میں تاخیر کرنے پر تنقید کی۔ چنانچہ آئندہ جمعہ انہوں نے پورے مجمع کو حیرت اور سکتے میں ڈال دیا اور کھلی آنکھوں سب کے سامنے خانہ خدا میں منبر رسول پر کھڑے ہو کر یہ صریح جھوٹ بولا کہ انہیں تو ضیاء الحق صاحب کے مسجد میں آنے سے متعلق پروگرام کا علم ہی نہیں تھا۔ ضیاء الحق اچانک آئے تھے۔ (معاذ اللہ) اس غلط بیانی پر مشتاق علوی کے بقول سینکڑوں لوگوں کو حیرت ہوئی کہ اس قدر بے باکی سے تو کوئی سیکولر سیاستدان بھی جھوٹ نہیں بولتا چہ جائیکہ دینی فکر کا دعوے دار مفکر برسر منبر یوں کذب بیانی کرے۔

دوسرا جھوٹ: رائے ونڈ، رحیم آباد علاقہ نواب صاحب کے بعض حضرات پروفیسر صاحب سے جلسہ میلاد مصطفیٰ کے لیے وقت لینے آئے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ میرے پاس وقت نہیں مگر تھوڑی مدت بعد سیاست کا اعلان کرنے کے بعد محلے محلے جلسے کروا رہے ہیں۔

(ماہنامہ ندائے اہل سنت لاہور جولائی ۱۹۸۹ء)

جھوٹے حلف کی کہانی : مولانا مجددی کی زبانی

ماہنامہ ''ندائے اہلسنت'' لاہور جولائی ۱۹۸۹ء میں مولانا محمد سعید احمد مجددی گوجرانوالہ کے شائع شدہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ ''جو باتیں طاہر القادری صاحب سے منسوب ہوتی ہیں، جن میں اہلسنّت بریلوی عقائد سے متصادم نظریات ہوتے ہیں۔ پروفیسر صاحب قرآن پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتے ہیں کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ پروفیسر صاحب نے ہمارے وفد کے علماء سے ملاقات پر حلفیہ بیان دیا کہ وہ فتویٰ ''حسام الحرمین'' کے ایک ایک حرف سے متفق ہیں اور ان دیوبندی علماء کو کافر سمجھتے ہیں جن کا نام لے کر (توہین رسالت کی بنا پر ان کی) اعلیٰحضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تکفیر فرمائی ہے''۔

حالانکہ طاہر القادری کی یہ باتیں بھی سراسر جھوٹ ہیں بلکہ اس نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر جھوٹا حلف دے کر اس طرح ''حلفیہ جھوٹ'' بولا ہے اور علماء کو دھوکہ دیا ہے اور خوف خدا سے بے نیاز ہو کر یوں جھوٹ بولنا قسمیں کھانا اور جیسا موقع اور جیسا آدمی دیکھنا ''منہ ملاحظہ'' کے لیے ویسی ہی بات کر جانا، پروفیسر صاحب کا اصل مرض اور پرانا روگ ہے اور یہ ان کی چالبازی اور ان سے ملنے والوں کی سادگی ہے کہ نہ وہ ایسی ''پرائیویٹ'' گفتگو کی تحریر دیتے ہیں اور نہ ملنے والے ہی تحریر حاصل کرتے ہیں کہ ایسے مواقع پر انہیں ان کے جھوٹ اور جھوٹی قسموں کا احساس دلایا جاسکے۔ پروفیسر صاحب کے جھوٹا ہونے اور انہیں جھوٹا ثابت کرنے کے لیے ''خطرہ کی گھنٹی'' کی دونوں جلدیں کافی ہیں اگر پروفیسر صاحب میں ہمت و صداقت ہے تو وہ ہمارے ناقابل تردید حوالہ جات کا نمبر وار جواب دیں اور ''حسام الحرمین'' سے اپنے قول و فعل کی مطابقت ثابت کریں اور یا پھر توبہ کر کے سیدھی راہ پر آئیں اور مخلوق خدا کو دھوکہ نہ دیں۔

ے وہ رضاؔ کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

مولانا مجددی اور ان کے اراکین وفد بھی ذرا غور فرمائیں کہ شیعہ، وہابیہ کے پیچھے نماز

پڑھنا اور پسند کرنا اور ان پر مشتمل ''سپریم کونسل'' بنانا۔ کیا پروفیسری حلف اور ''حسام الحرمین'' کے ایک ایک حرف سے مطابق ہے یا صریحاً انحراف وانکار۔ تنبیہ: مولانا مجددی موصوف کے مذکورہ بیان کے آخر میں ﴿ ﴾ میرے متعلق جو یہ ذکر آیا ہے کہ ''میں پروفیسر صاحب سے گفتگو پر آمادہ نہ ہوا'' اس میں بات ادھوری رہ گئی ہے۔ اس لیے کہ اولاً میرا موقف یہی تھا کہ پروفیسر صاحب سے ملاقات وزبانی ''جمع خرچ'' کافی نہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ میرا ان کے ساتھ وسیع تحریری سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے وہ تحریر کا جواب تحریر سے اور کتاب کا جواب کتاب سے دیں۔ ثانیاً: علماء واحباب اہلسنّت نے جب پروفیسر سے ملاقات کے لیے از راہ محبت ورفاقت مجھے بھی ساتھ لے جانے پر اصرار کیا تو پھر میں ان کے اصرار پر ملاقات وگفتگو پر آمادہ ہو گیا تھا مگر پھر خود ہی پروفیسر صاحب گوجرانوالہ نہ آئے اور بعد میں جب آئے تو انہوں نے ملاقات وگفتگو کے لیے علماء سے رابطہ قائم نہ کیا۔ یہ ہے اہل انصاف کے لیے واقعہ کا اصل پس منظر۔

طاہر القادری منافقت کے معیار پر

ماہ جون ۱۹۸۹ء میں قومی اسمبلی میں غلام مصطفیٰ جتوئی کی زیر صدارت اپوزیشن کا متحدہ محاذ بننے پر ''اسلامی جمہوری اتحاد'' کے عبدالولی خاں وغیرہ کے ساتھ اتحاد کرنے پر پروفیسر صاحب نے بڑی ناراضگی کے ساتھ فرمایا کہ ﴿ ''خالص لادینی اور مذہبی جماعتوں کا اتحاد ایک سیاسی قلابازی ہے جو انتہائی سیاسی تضاد کا مظہر ہے۔ ﴿ ﴾ قوم ایسی سیاسی منافقتوں سے تنگ آچکی ہے۔ ﴿ ﴾ اپنے اصولوں اور نظریات کی قربانی دینا تشویشناک ہی نہیں بلکہ شرمناک بھی ہے۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ جون ۱۹۸۹ء)

کتنا اچھا وعظ فرمایا ہے قادری صاحب نے ﴿ ﴾ اور اصول ونظریات پر قائم رہنا اور لادینی نظریات والوں سے اتحاد نہ کرنا کتنا ضروری قرار دیا ہے۔ ﴿ ﴾ مگر افسوس کہ دیگر تضادات کی طرح قادری صاحب کا عمل اپنے اس وعظ کے بھی سراسر خلاف ہے۔ کاش وہ غور فرمائیں کہ جس طرح اسلامی جمہوری اتحاد کا خاں عبدالولی وغیرہ سے اتحاد ﴿ ﴾ ایک سیاسی قلابازی ﴿ ﴾ سیاسی تضاد و منافقت ﴿ ﴾ تشویشناک وشرمناک ﴿ ﴾ اور اصول ونظریات کی قربانی دینے کے مصداق ہے۔

بالکل: اسی طرح طاہر القادری کا ایک طرف خود اہل سنت کہلانا بلکہ اپنے بریلوی ہونے کا تاثر دینا اور دوسری طرف شیعہ، وہابیہ، مرزائیہ سے اتحاد و اشتراک کرنا ان ہی کے فتویٰ کے مطابق ان کی اپنی قلابازی، تضاد و منافقت اور شرمناک و تشویشناک امر ہے جو اصول و نظریات اور سنی مسلک کی قربانی دینے کے مترادف ہے بلکہ طاہر القادری کا یہ تضاد و منافقت مذکورہ سیاسی تضاد و منافقت سے زیادہ بدتر اور غیرت ایمانی و عشق رسالت اور محبت صحابہ کے زیادہ خلاف ہے۔ اس لیے کہ سیاسی لیڈروں اور سیاسی نظریات کی بہ نسبت مذہبی و اعتقادی اصول و نظریات کی اہمیت بہت بڑھ کر ہے ﴿﴾ اور عبدالولی خان کے لادینی نظریات و قیام پاکستان سے اختلاف کے باوجود شیعہ، وہابیہ، مرزائیہ کی طرح عبدالولی خان سے شان رسالت اور شان صحابہ کے خلاف ایسی گستاخیاں بھی نہیں سنی گئیں جیسا کہ شیعہ، وہابیہ، مرزائیہ کی تحریر و تقریر میں پائی جاتی ہیں ﴿﴾ لہٰذا پروفیسر صاحب اپنے وعظ پر خود بھی دیانتداری سے عمل کریں۔ ورنہ وضاحت کریں کہ ﴿﴾ بدمذہبوں، گستاخوں سے اتحاد کیوں منافقت نہیں اور شیعہ وہابیہ مرزائیہ کی بہ نسبت عبدالولی خان کا جرم کیوں زیادہ ہے؟ کہ اس سے اتحاد نہیں ہوسکتا مگر پروفیسری مسلک کے تحت باقی ہر بے ادب، گستاخ اور مخالف اہلسنت سے اتحاد و مصافحہ ہوسکتا ہے؟ چونکہ پروفیسر صاحب حق سننے حق کہنے اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کرنے سے محروم ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان سے تو کسی وضاحت و جواب کی توقع نہیں مگر یہ بہرحال واضح ہوگیا کہ وہ خود تضاد و منافقت کی راہ پر چل رہے ہیں۔

طاہر القادری کی کذب بیانی و مرزائیت نوازی

مسلک اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے نام سے دھوکہ دینے اور گستاخان شان رسالت و مخالفین صحابہ، دیابنہ، وہابیہ اور شیعہ سے گٹھ جوڑ کرنے کی طاہر القادری پر ایسی پھٹکار پڑی کہ وہ براستہ نجد و ایران قادیان پہنچ گئے اور بدیں الفاظ قادیانیوں سے بغلگیر ہونے کی کوشش کی کہ "ہماری جماعت بلا تفریق مذہب و نسل وہی کردار ادا کرے گی جو قائداعظم کی مسلم لیگ نے انجام دیا تھا۔ ہماری نئی سیاسی جماعت (عوامی تحریک) میں تمام اقلیتوں کو نمائندگی دی جائے گی۔ ہماری پارٹی ترقی

پسندانہ اور انقلابی نظریات کی حامل جماعت ہوگی۔

سوال: گویا آپ قادیانیوں کو بھی نمائندگی دیں گے؟

طاہر القادری: جی ہاں! ہم قادیانیوں کو بھی بطور اقلیت تحفظ اور نمائندگی دیں گے۔ ہم غیر مسلموں کا دوسرے شہریوں کی طرح احترام کریں گے اور ان سے کسی قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ قادیانی خود کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں بہر حال وہ آئین کی رو سے اقلیت ہیں اور ہم ان سے شہریوں کی طرح ہی سلوک کریں گے۔"

(انٹرویو طاہر القادری ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

کذب بیانی: مذکورہ انٹرویو میں بغور پڑھئے کہ طاہر القادری نے غیر مشروط طور پر قادیانیوں کے تحفظ اور ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ہے مگر اس بیان وانٹرویو پر جب چاروں طرف سے لے دے ہوئی اور طاہر القادری کے ہوش ٹھکانے لگے تو پھر صریح کذب بیانی سے کام لیتے ہوئے مذکورہ غیر مشروط انٹرویو کو بدیں الفاظ مشروط کر دیا کہ "خود کو اقلیت تسلیم کئے بغیر قادیانی اپنے حقوق حاصل نہیں کر سکتے۔" (نوائے وقت لاہور ۳۱ مئی ۱۹۸۹ء) ❁ "ادارہ رضائے مصطفٰے" نے "چٹان و نوائے وقت" میں شائع شدہ طاہر القادری کے اس تضاد پر جب ادارہ "چٹان" سے وضاحت طلب کی اور اس تضاد پر توجہ دلائی تو مدیر "چٹان" نے بدیں الفاظ طاہر القادری کی کذب بیانی پر مہر تصدیق ثبت کی کہ "چٹان" میں مولانا طاہر القادری کا انٹرویو ان کے اپنے الفاظ ہیں۔ ہم نے ان میں کمی بیشی نہیں کی۔ دوسری بات یہ ہے کہ طاہر القادری صاحب نے اپنی پارٹی کے اعلان سے دو روز قبل ہلٹن لاہور میں صحافیوں کے اعزاز میں دیئے گئے ایک عشائیے میں تقریباً تیس صحافیوں کی موجودگی میں چٹان والی بات کہی تھی اور بعض صحافیوں کے وضاحت طلب کرنے پر انہوں نے کہا تھا کہ "قادیانی اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں۔ آئین میں تو انہیں اقلیت قرار دیا گیا ہے لہذا ہم ان کا تحفظ کریں گے۔" (زاہد بلند شہری ایڈیٹر انچارج چٹان لاہور ۱۰ جون ۱۹۸۹ء)

یہاں بھی طاہر القادری کی اس دوغلہ پالیسی سے اس کی کذب بیانی، ابن الوقتی اور موقع پرستی سے اس شخص کی دیانت و امانت اور عشق رسالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے؟ اللہ اکبر! کہاں ﴿﴾ شرعاً واجب القتل باغیان ختم نبوت قادیانی ﴿﴾ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ کی رات لاہور میں طاہر القادری کا ان سے ''مباہلہ شو'' اور کہاں پھر اسی طاہر القادری کی حکومت و پارٹی میں قادیانی مرتدین کی نمائندگی۔ ان سے حسن سلوک اور انکا تحفظ و احترام۔

طاہر القادری کی اہل سنت سے لاتعلقی اور نجدیوں کی دوستی و پیروی

لاتعلقی: ''میں حنفیت یا مسلک اہلسنّت و جماعت کی بالاتری کے لیے کام نہیں کر رہا۔'' (انٹرویو ماہنامہ ضیاء حرم) ﴿﴾ ''جو جماعت میں بنا رہا ہوں وہ محض اہل سنت کی جماعت نہیں ہو گی۔'' (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء) ﴿﴾ ''ہمارے اور (مولانا نورانی و) جمعیت علمائے پاکستان کے راستے جدا جدا ہیں۔ جے یو پی محض ایک سنی فرقہ کی نمائندہ ہے جبکہ ہمارا نقطۂ نظر وسیع ہے۔ ہمارے موقف قطعی مختلف ہیں۔'' (حوالہ مذکورہ)

نجدیت نوازی: پروفیسر طاہر القادری کا زعم ﴿﴾ تو اپنے مفسر قرآن ہونے کا اور ﴿﴾ دعویٰ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم مسلک ہونے کا ہے مگر حکم قرآن و فرمان رحمان اور مسلک اعلیٰحضرت و فتاویٰ رضویہ کے بالکل برعکس نجدیوں، دیوبندیوں، وہابیوں سے ان کے اتحاد و گٹھ جوڑ کا یہ عالم ہے کہ وہ برملا کہتے ہیں کہ:

نماز ''شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے، میں ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔'' (انٹرویو رسالہ دید شنید لاہور ۴ اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً)

امام: ''نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا واجبات نماز میں سے نہیں۔ اہم چیز قیام ہے۔ میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں۔ (امام چاہے کوئی بھی ہو) یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہوں اور مقتدی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر۔'' (انٹرویو نوائے وقت میگزین ۱۹ دسمبر ۱۹۸۶ء)

﴿۞﴾ ہماری جامع مسجد میں رفع یدین (غیر مقلدین وہابیہ) سے لے کر ارسال یدین تک کرنے والے (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے والے شیعہ) تمام اسلامی مکاتب فکر کے افراد ایک ہی صف میں اکٹھے نظر آتے ہیں اور ان کے درمیان غیریت و بیگانگی کا فرق ختم ہوتا جا رہا ہے۔''

(انٹرویو قومی ڈائجسٹ ص ۲۸۴، مارچ ۱۹۸۷ء)

﴿۞﴾ یہاں (ہماری) مسجد میں شیعہ سے لے کر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لیے آتے ہیں کہ یہاں (سب کے لیے) محبت و اخوت' دوستی و بھائی چارے کا پیغام دیا جاتا ہے' نفرتوں کا پیغام نہیں۔'' (انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

ظہیر و یزدانی کی پریشانی: قلعہ لچھمن سنگھ لاہور میں ۲۳ مارچ ۱۹۸۷ء کو اہل سنت و جماعت و فقہ حنفی کے شدید مخالفین اور دشمن اعلٰحضرت (فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ) مولوی یزدانی وہابی و احسان الٰہی ظہیر (مصنف کتاب البریلویت) وغیرہ نجدی جب بم کے دھماکہ میں ہلاک و زخمی ہوئے تو طاہر القادری نے ''منہاج القرآن میں باقاعدہ پریس کانفرنس منعقد کر کے ان کے لیے دعائے مغفرت و دعائے صحت کی۔'' (نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۸۷ء)

(حالانکہ نجدی وہابی اہلسنّت و جماعت کو مشرک سمجھتے اور ناقابل مغفرت قرار دیتے ہیں مگر قادری صاحب کو بہر حال ان کی صحت و مغفرت مطلوب ہے۔ علاوہ ازیں اسی لاہور میں چند سال پہلے مودودیوں کی اہلسنّت کے جلوس پر فائرنگ سے حافظ محمد صدیق مرحوم شہید ہوئے تو قادری صاحب نے کسی پریشانی کا اظہار نہیں کیا)

طاہر القادری اندر سے وہابی (غیر مقلدین کے ترجمان ''الاسلام'' کی شہادت)

''محترم علامہ طاہر القادری صاحب نے کچھ عرصہ سے وہابیانہ باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے اور اپنی تقریر و تحریر میں بیشتر حد تک وہابیوں کی نمائندگی شروع کر دی ہے۔ اپنے ادارہ کا نام ''منہاج القرآن'' رکھ کر اسی نام سے مختلف شہروں میں اس کی شاخیں قائم کرنا شروع کر دی ہیں۔ یہ پھر وہابیوں والا نام ہے کیونکہ بریلوی حضرات کے نام تو رضویہ' غوثیہ' چراغیہ' قادریہ' چشتیہ وغیرہ

ہوتے ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کل آپ اپنے ادارہ کے نام کے ساتھ منہاج السنہ کا بھی اضافہ کرلیں گے۔ پھر آپ نے عالمی نظم کا تصور بھی پیش کرایا ہے۔ آپ اندر سے وہابی تو نہیں ہوگئے۔ آخر کچھ تو ہے جس کی وجہ سے آپ نے دھیرے دھیرے بریلویت سے گلوخلاصی شروع کر دی ہے۔ ان کے برعکس سلسلہ کار کا آغاز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر کرے بریلویت کے خلاف آپ کے عزائم اچھے دکھائی نہیں دیتے۔" (الاسلام لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۸۸ء)

غیر مقلدین وہابیوں کے ترجمان ہفت روزہ "الاسلام" کا مضمون بغور پڑھیں کہ بمصداق:

ع...... کند ہم جنس باہم جنس پرواز

"الاسلام" نے طاہر القادری کے اندر کے وہابی کو جان پہچان کر اسے ﴿ وہابیوں کی نمائندگی ﴾ اندر سے وہابی ﴿ بریلویت سے گلوخلاصی ﴾ اور بریلویت کے خلاف اس کے عزائم اچھے دکھائی نہ دینے کا' طاہر القادری کو کس فراخدلی سے اتنا واضح سٹرٹیفکیٹ جاری کیا ہے۔ کاش طاہر القادری اپنے روایتی دوغلہ پن کو چھوڑ کر قادری کہلانے کی بجائے اپنے اندر کے وہابی کی طرح باہر سے بھی اپنی وہابیت کو آشکارا کر دیں تا کہ بھولے بھالے سنی بریلوی غیر مقلدین کی طرح اہل سنت کے خلاف اس کی سازش اور وہابیت کے لیے اس کی جاسوسی کے جال میں پھنسنے سے بھی بچ جائیں۔

یہ تو طرح مصرع ہے: "الاسلام" کے سرٹیفکیٹ کی بنا پر ویسے جہاں تک ﴿ ہماری تحقیق اور ریسرچ کا تعلق ہے۔ طاہر القادری صرف وہابی ہی نہیں غیر مقلدین سے بھی بڑھ کر غیر مقلد ہے۔ اس لیے کہ ﴿ وہابی غیر مقلد ہونے کے باوجود عورت کی نصف دیت پر اجماع امت کو تسلیم کرتے ہیں جبکہ "طاہر الوہابی" اس کا منکر ہے نیز ﴿ غیر مقلدین کی وہابیت اندر باہر سے آشکارا ہے جس کے باعث عوام اہلسنت کو انہیں دیکھنے سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے اور خوش نصیب لوگ کافی حد تک ان سے خبردار اور محفوظ رہتے ہیں۔ ﴿ جبکہ "طاہر الوہابی" خود کو سنی حنفی ظاہر کر کے اپنی ابن الوقتی وتقیہ بازی اور اپنی قسموں اور کرامتوں کی بنا پر عوام اہلسنت کو دھوکہ بازی سے ورغلا لیتا ہے لہذا یہ غیر مقلدین سے بڑھ کر غیر مقلد اور خطرناک ہے۔ خدا تعالیٰ دونوں کے شر سے بچائے۔ (آمین)

طاہر القادری کی شیعہ نوازی ومخالفین صحابہ سے بھائی چارہ

مخالفین صحابہ وخلفاء اور دشمنان عائشہ وامیر معاویہ (رضی اللہ عنہم) یعنی فرقہ شیعہ کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے محبت واخوت، دوستی وبھائی چارہ کے پروفیسری حوالے گذشتہ صفحات پر گزر چکے ہیں۔ دوبارہ ذہن نشین فرما کر مزید شیعہ نوازی ملاحظہ ہو۔

امتیاز ختم: ''جو جماعت میں بنا رہا ہوں۔ وہ محض اہلسنت کی جماعت نہیں ہوگی بلکہ شیعہ سنی سبھی شامل ہوں گے۔ ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں۔'' (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

بھائی بن جاؤ: شیعی مرکز ''قصر بتول شادمان کالونی لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کہا ''شیعہ سنی دونوں طبقو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ اگر کوئی چھوٹی بڑی بات ایک دوسرے کو کہہ بھی دیا کرے تو حضرت علی کی غلامی کے حوالے سے دل بڑے کرلیا کرو۔ نہ شیعت کا کوئی حشر میں سوال ہو گا نہ سنیت کا۔ حضرت علی کی محبت کی خاطر آپس کے اختلافات کو ہمیشہ کے لیے دفن کردیجئے۔''

شیعہ نوازی: (مخالفین صحابہ وخلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم) کی مزید خوشنودی کے لیے اسی مذکورہ تقریب میں کہا کہ ''سیدنا عمر فاروق فرمانے لگے'' بیٹے حسین! آپ نے ہمیں اپنا غلام زادہ قبول کر لیا اور قیامت کو ہماری بخشش کا سامان ہو گیا'' (حوالہ کوئی نہیں) ❁ ''حضور کے تمام صحابہ نے شہادت دی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم نے شہادت دی ہے کہ ہم اگر سارے صحابہ بھی اکٹھے ہو جائیں تو علم میں علی کا کوئی ثانی نہیں۔'' (حوالہ کوئی نہیں) مطبوعہ پمفلٹ (حبّ علی)

خمینی کی قصیدہ خوانی: شیعہ روافض کے امام خمینی کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے اور فرعونیت کے نقوش کو مسمار کردے۔ جس کو پاش پاش کرنا امام خمینی کا پیغام ہے۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء)

طاہرالقادری کے مخالفین صحابہ کے لیے اس قصیدہ خوانی کی طرح کیا کسی شیعہ رافضی نے بھی اس طرح خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی قصیدہ خوانی کی ہے؟ آہ! قادری صاحب

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

وکالت حکومت: ایران میں سنیوں کے حقوق یہاں تک پامال ہیں کہ لاکھوں کی آبادی تہران میں اہل سنت کی ایک بھی مسجد نہیں جس سے باقی ملک کی صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت ایران کی وکالت کے طور پر وہاں کے مشیر وزیر اعظم کے انٹرویو میں یہ تاثر دیا گیا کہ ''انقلاب ایران کے ثمرات سے شیعہ سنی بلا تفریق مستفید ہو رہے ہیں۔ ایران کے اہل سنت کو شیعہ حضرات سے کوئی تکلیف نہیں''۔ وہاں شیعہ سنی کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ (ماہنامہ منہاج القرآن فروری ۱۹۸۹ء) غیر تمند سنیو! کیا تمہیں طاہرالقادری کی طرح مخالفین صحابہ کی امامت و بھائی چارہ اور ان کی قصیدہ خوانی گوارا ہے؟ ہرگز نہیں۔

طاہرالقادری کی قصیدہ خوانی کا ردعمل

''ہزاروں خمینی اکٹھے وہ جائیں تو حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ پروفیسر طاہرالقادری کے اس بیان پر کہ ''امام خمینی حضرت علی کی طرح جئے اور امام حسین کی طرح رخصت ہو گئے۔'' علماء نے سخت احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ ''یہ حضرت علی اور امام حسین کی توہین ہے۔ اس پر طاہرالقادری کو پوری قوم سے معافی مانگنی چاہیے اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنی چاہیے''۔ ان کے اس بیان کے بعد جمعہ کے اجتماعات میں علماء نے اس پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ ''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص جلد سے جلد اقتدار حاصل کرنے کے لیے اوٹ پٹانگ بیان دے رہا ہے۔ جسے امت مسلمہ کا کوئی طبقہ پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا''۔ علماء اہلسنّت نے کہا کہ ''ہمارا بہت پہلے سے یہ طے شدہ موقف ہے کہ یہ شخص اہلسنّت نہیں۔ صرف اہلسنت کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے سنی بنا ہوا ہے۔ حقیقت میں یہ شخص

ابن الوقت ہے۔ ذاتی مفاد کے لیے ضیاء الحق کو امیر المؤمنین' میاں نواز شریف کو فرشتہ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتا تھا اور وقت نکل جانے کے بعد انہیں منافق' دھوکہ باز اور یزید تک کے الفاظ سے موسوم کرتا ہے۔ ﴿کبھی قادیانیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے اور کبھی اہل تشیع کو خوش کرنے کے لیے اس طرح کے بیان دینے سے گریز نہیں کرتا جن سے حضرت علی اور حضرت حسین جیسے صحابہ رسول کی توہین کا پہلو نکلتا ہے"۔ (رضی اللہ عنہم) علماء اہلسنّت نے کہا کہ ﴿"جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی صحابہ کرام کی محبت ہو وہ کبھی خمینی کو حضرت علی جیسا نہیں کہہ سکتا کیونکہ علماء جانتے ہیں کہ خمینی کا صحابہ کرام کے بارے میں کیا عقیدہ تھا اور وہ ان کی کتابوں میں موجود ہے۔ علماء نے حیرت کا اظہار کیا کہ ﴿پروفیسر صاحب اقتدار میں نہ آنے کی قسمیں بھی کھاتے ہیں لیکن اس کے باوجود اقتدار کے حصول کے لیے انہوں نے اپنا عقیدہ و مذہب مسلک سب کچھ داؤ پر لگا دیا ہے۔" (ماہنامہ ندائے اہلسنت لاہور جولائی ۱۹۸۹ء)

انتباہ: طاہر القادری نے اپنی منافقانہ روش کی بنا پر جس طرح خمینی کے تعزیتی اجلاس میں "اس کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح" قرار دیا ہے۔ اسی طرح اس نے ایک اور موقع پر یہ بڑھانکی ہے کہ "ہم نوجوان نسل کو سیدنا علی کی طرح جینا اور امام حسین کی طرح مرنا سکھائیں گے۔" (بحوالہ ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء) حالانکہ حفظ مراتب سے ناآشنا یہ انداز بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس لیے کہ علی کا جینا خلفائے ثلاثہ کی معیت واقتداء میں تھا جبکہ

طاہر القادری کے ممدوح خمینی کے لرزہ خیز عقائد ونظریات

کے مطابق خمینی کا جینا ان (خلفائے ثلاثہ) کی عداوت ومخالفت پر مبنی رہا ﴿اسی طرح امام حسین کی شہادت عظمیٰ بھوکے، پیاسے دشت کربلا ونرغۂ اعداء میں ایک انفرادی ونرالی شہادت ہے ﴿جبکہ خمینی کی طبعی موت بستر مرگ پر اپنے گھر اپنے مداحین واقربا اور معالجین کے ہجوم میں واقع ہوئی۔ جہاں اسے ہر قسم کی سہولتیں میسر تھیں۔ الغرض خمینی کی موت وحیات کو سیدنا علی وحسین (رضی اللہ عنہما) کی حیات وشہادت سے کسی لحاظ سے بھی کوئی مناسبت نہیں۔ چہ جائیکہ ہر طرح کی سہولتوں

اورآسائشوں میں پرتکلف زندگی گزارنے والا طاہرالقادری ''نوجوان نسل کوسیدنا علی کی طرح جینا اورامام حسین (رضی اللہ عنہما) کی طرح مرنا سکھائے۔'' ﴿ بہرحال مخالفین صحابہ ومنکرین خلفاء ثلاثہ کے امام خمینی کی ایسی مبالغہ آمیز قصیدہ خوانی کرکے طاہرالقادری نے حیات علی وشہادت حسین اورحضرات صحابہ وخلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) سب کی ناقدری وتنقیص شان اورسب سے بے وفائی کا مظاہرہ کیا ہے اوراس کا امام عالی مقام (رضی اللہ عنہ) کی شہادت عظمیٰ کو''مرنا'' کے لفظ سے تعبیر کرنا بجائے خوداس کی مردہ دلی وبے ضمیری کا ثبوت ہے۔ موقع کی مناسبت سے طاہرالقادری کے ممدوح خمینی کے عقائد کا ایک مختصر نمونہ پیش خدمت ہے تاکہ قارئین کی معلومات میں اضافہ کے علاوہ اس گندم نما جوفروش، نام نہاد سنی طاہرالقادری کی چھپی ہوئی شیعیت وشیعہ نوازی اوردورخی کا مزید پتہ چل جائے اورجو اب بھی نہ سمجھے تو پھراس سے خدا سمجھے۔ سنئے خمینی کا عقیدہ تھا کہ:

شان نبوت پرحملہ: ''جونبی بھی آئے، وہ اسلام کے نفاذ کے لیے آئے...... لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ محمدرسول اللہ بھی اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے۔''

(کتاب اتحادویکجہتی صفحہ ۱۵، خانہ فرہنگ ایران)

تنقیص شان نبوت وشان صحابہ: روح اللہ خمینی نے واضح کیا کہ ''شوق شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں، ان کی کوئی مثال نہیں حتیٰ کہ حضور کے لیے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں کی کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضوراپنے رفقاء کو بلاتے تو حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارۂ ابرو پرسب کچھ قربان کرنے کوتیاررہے۔''

(خطبہ جمعہ قم بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۰ نومبر ۱۹۸۲ء)

حضرت ابوبکرخلاف قرآن؟ ''ابوبکرنے خلیفہ ہونے کے بعد صریح قرآنی حکم کے خلاف حضرت فاطمہ کوترکہ سے محروم کردیا اوررسول خدا کی طرف حدیث گھڑ کرلوگوں کے سامنے پیش کی۔'' (کشف الاسرارخمینی صفحہ ۱۱۵)

تبرّا برعمر (رضی اللہ عنہ): ''عمرنے رسول خدا کے آخری وقت آپ کی شان میں ایسی گستاخی

کی کہ آپ اسی صدمہ کو لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔" (کشف الاسرار، خمینی، صفحہ ۱۱۹)

❁ نیز حضرت کے بارے میں لکھا ہے کہ "وہ کافر اور زندیق تھے۔" (کشف الاسرار صفحہ ۶۳)

انکار خلافت: "ابوبکر، عمر، عثمان رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نہ تھے بلکہ انہوں نے احکام الٰہیہ بدل دیئے۔ حرام کو حلال کر دیا، اولاد رسول پر ظلم کیا اور قوانین ربی و احکام دینی میں جہالت کی"۔

(کشف الاسرار صفحہ ۱۱۰)

عثمان و معاویہ: "ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو عدالت و دینداری کی ایک ایسی عالیشان عمارت تیار کرائے اور پھر اس کی بربادی کی کوشش کرے اور معاویہ و عثمان جیسے بدقماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کرے۔" (کشف الاسرار خمینی صفحہ ۱۰۷)

دو بُت: "میں (خمینی) جب فاتح بن کر مکہ مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ حضور کے روضے میں پڑے دو بتوں (ابوبکر و عمر) کو نکال باہر کروں۔" (پمفلٹ بہ خطاب بہ نوجوانان) بحوالہ کتاب "کیا شیعہ مسلمان ہیں؟") **معاذاللہ، استغفر اللہ۔**

(مگر دل کی حسرت دل میں رہی اور مجبوراً عراق کے ساتھ جنگ بند کر کے پسپائی اختیار کی اور اسی ناکامی میں دنیا سے چل بسا) اور سنیئے:

❁ "ہمارے مذہب کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے کہ ہمارے امام اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں جس تک کوئی فرشتۂ مقرب اور نبی مرسل نہیں پہنچ سکتا۔" (الحکومہ الاسلامیہ (خمینی) صفحہ ۵۲)

❁ "معاویہ چالیس سال تک قوم کی سرداری کرتا رہا مگر اس دوران اس نے اپنے لیے دنیا کی لعنت اور عذاب آخرت کے سوا کچھ نہیں کمایا۔" (الجہاد الاکبر صفحہ ۱۸) ❁ (حضرت) "معاویہ لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کیا کرتا تھا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔" (الحکومتہ الاسلامیہ صفحہ ۷۱)

انتباہ: مذکورہ بعض عقائد صرف خمینی کی زبان و قلم سے بمصداق: ع...... نقل کفر، کفر نباشد نقل کیئے گئے ہیں اور خمینی کا باقی سارا شیعہ مذہب اور توحید و رسالت، قرآن مجید اور شان خلافت و صحابیت کے خلاف سارا گستاخانہ شیعہ لٹریچر ابھی اس کے علاوہ ہے۔ جس پر خمینی و شیعہ مذہب کا

دارومدار ہے۔ اس کے باوجود بعض جہلاء یہ سمجھتے ہیں کہ شیعیت صرف ماتم وسینہ کوبی کرنے اور کالے کپڑے پہننے کا نام ہے۔ بہر حال:

مسلمانوں، غیرتمند سنیو! سنو اور دل پر جبر کر کے دوبارہ پڑھو۔ یہ ہیں طاہر القادری کے ممدوح امام خمینی کی شان نبوت وخلافت اور مقام صحابیت سے بغاوت پر مبنی عقائد ونظریات ﴿﴾ وہی خمینی جس کی طاہر القادری نے قصیدہ خوانی کرتے ہوئے اسے امام وشجاع اور مردان حق میں سے شمار کیا ہے۔ ﴿﴾ جس کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح قرار دیا ہے ﴿﴾ اور جس کی محبت کے تقاضہ میں ہر بچہ کو خمینی بن جانے کا مشورہ دیا ہے تا کہ بچہ بچہ خمینی بن کر اس طرح شان نبوت کے خلاف زبان درازی اور صحابہ کرام وخلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) پر تبرا بازی کرے۔

لمحہ فکریہ: انہی مذکورہ بالا خمینی وشیعی عقائد ولٹریچر کی بنا پر بزرگان دین وبالخصوص امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے کتاب ''رد روافض'' اور اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی (رحمۃ اللہ علیہما) نے کتاب ''ردالرفضہ'' میں بحکم شرعی ایسے عقائد والوں کی تکفیر فرمائی ہے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے لیکن اس کے باوجود طاہر القادری ﴿﴾ ایک طرف تو ان دونوں بزرگوں کے عقیدتمندوں کے سامنے ان کی عظمت وامامت کا خطبہ پڑھتا ہے اور ﴿﴾ دوسری طرف خمینی کی قصیدہ خوانی کر کے اور یہ کہہ کر ''رد روافض'' و''ردالرفضہ'' کا رد کرتا ہے کہ ''ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں۔'' یہ طرز عمل صریح منافقت، بے دینی اور بددیانتی نہیں تو اسے اور کیا نام دیا جائے گا۔ اگر طاہر القادری حضرات صحابہ وخلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) اور ان بزرگوں کا وفادار، نمک خوار، اہل عقیدت ونیاز مند ہوتا تو وہ ان سب کو ناراض کر کے ان کے مخالفین وشیعہ اقلیت کی خوشنودی اور بزعم خویش ان سے ووٹ بٹورنے کے لیے ایسا نہ کرتا۔

حکومت کی خوشنودی ومسئلہ سربراہی میں عجیب قلابازی

کوئی باخبر اور اخبار بین شخص اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ پروفیسر طاہر القادری کی شہرت وفروغ میں ﴿﴾ ٹیلیویژن کی ''خطابت'' اور وزیر اعلیٰ نواز شریف کی معیت ودوستی اور ان کی ''اتفاق'' مسجد

لاہور میں خطابت کا بہت بڑا دخل ہے ﴿﴾ اور چونکہ میاں نواز شریف اور سابق صدر ضیاء الحق کے باہمی تعلقات بہت گہرے تھے۔ اس لئے پروفیسر صاحب کے تعلقات بھی ان دونوں سے خوشگوار رہے ﴿﴾ اور ضیاء الحق کے دور حکومت میں پروفیسر صاحب نے ڈنکے کی چوٹ عورت کی سربراہی کو ناجائز و ناممکن قرار دیا ﴿﴾ اور بالخصوص بے نظیر کے نام سے عورت کی وزارت و سربراہی سے شدید اختلاف کیا ﴿﴾ مگر ادھر اگست ۱۹۸۸ء میں ضیاء الحق کی حادثاتی موت واقع ہوئی اور نومبر ۱۹۸۸ء کے انتخابات کے نتیجہ میں بے نظیر برسر اقتدار آ گئی اور ادھر نام نہاد مفسر قرآن و مفکر اسلام کا فتویٰ تبدیل ہونا شروع ہو گیا ﴿﴾ اور فتویٰ کی تبدیلی کے ساتھ ہی ''مفکر اسلام'' نے میاں نواز شریف کی مسجد اتفاق کی خطابت کو بھی خیر باد کہہ دیا اور پھر ضیاء الحق اور میاں نواز شریف اور ان کے اسلامی جمہوری اتحاد کو نشانہ کی نوک پر رکھ لیا اور ایسا انداز اختیار کیا جس سے خاتون وزیر اعظم اور برسر اقتدار حکومت کی خوشنودی حاصل ہو اور بات کسی نہ کسی طرح حکومت کے حق میں جائے۔

ضیاء دور کا فتویٰ: چنانچہ ضیاء الحق کے دور میں جس ''مفکر اسلام'' کا بلا استثناء یہ فیصلہ کن فتویٰ تھا۔

سوال: کیا کسی عورت کو قائد (و سربراہ) بنایا جانا ممکن ہے؟

جواب: یہ از روئے شریعت جائز نہیں۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ مس بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم بننے کے مخالف ہیں؟

جواب: خالی بے نظیر ہی نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی رو سے کوئی عورت بھی سربراہ (مملکت) نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے (مرد و زن کے درمیان) تقسیم کے ذریعے توازن قائم کیا ہے۔

سوال: مولانا مودودی نے محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کیوں کی تھی؟

جواب: انہوں نے غلط حمایت کی تھی۔

سوال: آپ عورت کے سیاسی قائد ہونے پر بھی معترض ہیں؟

جواب: ایک عورت عورتوں کی قیادت کر سکتی ہے مگر سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔

سوال: حضرت عائشہ صدیقہ نے باقاعدہ ایک لشکر کی قیادت کی تھی۔

جواب: وہ اور نوعیت تھی۔ یہ نقطۂ نظر ''جزلائز'' نہیں ہوتا۔انہوں نے کسی تحریک کی قیادت نہیں کی۔وہ ام المؤمنین ہیں۔ پوری امت کی قیادت چاہیں تو کرسکتی ہیں۔ان کی حیثیت ایک والدہ کی ہے۔(بہرحال)انہوں نے سیاسی قیادت نہیں کی۔

سوال: فرض کریں کہ مس بے نظیر پاکستان کی وزیراعظم بن جائیں۔اس صورت میں آپ ان کی مخالفت کس طرح کریں گے؟

جواب: یہ وقت طے کرے گا۔میں شرعاً عورت کے سربراہ ہونے کے غلط اقدام پر مخالفت ضرور کروں گا۔(روزنامہ ''جنگ'' میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء ملخصاً)

دوسرا انٹرویو: ''کیا عورت کی سربراہی کسی صورت قابل قبول ہوسکتی ہے؟

جواب: حدیث پاک میں حضور ﷺ نے اس قوم کی تباہی کے بارے فرمایا جس نے اپنے امور اوراپنی ولایت امارت عورت کے سپرد کی کہ ﴿''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات (سربراہی) عورت کو سونپ دیئے۔''﴾ اب اس میں استثناء کی کوئی صورت نہیں رہی۔﴿﴾ ایسی بات میری سمجھ میں تو نہیں آسکتی کہ ملک کے سارے مرد بالکل نااہل ہوگئے ہوں اور سربراہی ناگزیر ہو عورت کے لیے۔ ﴿﴾ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہوتے تیس سال تک خلافتیں بنتی رہیں لیکن وہ خلیفہ نہ ہوئیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا یقین تھا اس بات پر۔ حالانکہ وہ اماں تھیں اور سب بیٹے اور ان سے زیادہ برگزیدہ خاتون تو دنیا میں کوئی نہیں تھی۔ (کتابچہ عہد حاضر کے جدید مسائل پر اہم انٹرویو)

یہ تھا ضیاء الحق اور نواز شریف دور کا لفظی و کاغذی فتویٰ: جب کہ بے نظیر سیاسی طور پر حکومت کی معتوب تھیں۔ دونوں تفصیلی انٹرویوز کے سوال و جواب دیکھ لیں۔ بقول پروفیسر ﴿﴾ اس میں بے نظیر یا کسی عورت۔حتیٰ کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی حکومت و خلافت اور

سربراہی کے جواز کی بھی کوئی گنجائش نہیں ﴿۵﴾ کوئی امکان نہیں، کوئی استثناء نہیں۔ ﴿۶﴾ اس پر حدیث پاک کی نص صریح بیان کی ہے ﴿۷﴾ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کی دلیل دی ہے ﴿۸﴾ اور مودودی صاحب کی مس فاطمہ جناح کی حمایت کی بھی تغلیط کی ہے۔

''بے نظیر'' دور: مگر جب سوء اتفاق سے ایک خاتون سربراہ و وزیر اعظم بن گئیں اور بے نظیر کا دور آیا تو پھر اپنی روایتی ابن الوقتی، تقیہ بازی، دوغلہ پالیسی، بدعہدی اور حکومت کی خوشنودی کے تحت پروفیسر صاحب کا لب و لہجہ بدل گیا اور اپنے عہد کے مطابق عمل اور خاتون وزیر کی شرعی مخالفت کرنے کی بجائے الٹا اس سے اختلاف کرنے والوں کو ڈانٹنا اور رگیدنا شروع کر دیا۔ ریکارڈ کی درستی کے لیے حوالہ جات محفوظ رکھیں۔

فرمایا: ''وہ عورت کے سربراہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے کسی قسم کا تبصرہ نہیں کریں گے ﴿۹﴾ کیونکہ اس معاملہ کا مذہب سے زیادہ تعلق سیاست سے ہے۔'' (اخبار جنگ لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۸۹ء) ﴿۱۰﴾ فرمایا ''مذہبی جماعتوں کے قائدین نے عوام کو اب عورت کی حکمرانی جیسے مسئلہ پر لگا دیا ہے۔ یہ وقت (ان) مسائل میں الجھنے کا نہیں۔ اسلام میں عورت اور مرد کے حقوق میں توازن (برابری) ہے۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۸۹ء) ﴿۱۱﴾ کھاریاں کی مجلس سوال و جواب میں جب عورت کی سربراہی کا جواب گول کر گئے تو پیپلز پارٹی والوں نے خوش ہو کر کہا کہ ''مولانا تو اپنے ہی آدمی ہیں۔'' (روزنامہ نوائے وقت ۲۹ دسمبر ۱۹۸۹ء) ﴿۱۲﴾ فرمایا: علماء عورت کی سربراہی کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں۔ چاہیے کہ اسے تسلیم کریں۔ (رسالہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف پاک رات میں مخلوط پروگرام

(غیرت ایمانی سے سرشار باخبر دردمند سنیو! صلحکلیت کے جال میں پھنسنے سے بچ جاؤ)

تصویر کا پہلا رخ: فرقہ طاہریہ صلحکلیہ کے بانی نے گذشتہ سال ﴿۱﴾ اپنے رسالہ ''منہاج القرآن'' کا ''اعلیٰحضرت فاضل بریلوی نمبر'' شائع کر کے بھولے بھالے سنیوں کو یہ تاثر دیا کہ گویا طاہر القادری بھی اعلیٰحضرت کا بڑا نیاز مند، پیروکار اور سکہ بند سنی بریلوی ہے۔ ﴿۲﴾ علاوہ ازیں اس

نے علماء حیدرآباد کے سامنے یہ بیان دیا کہ ''اعلیٰحضرت کے جو عقائد و نظریات ہیں۔ وہی بعینہٖ میرے ہیں۔ میرے اور ان کے نظریاتی عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتوؤں پر میرا اکمل یقین اور ایمان ہے۔ جو فتویٰ بھی انہوں نے دیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ (رسالہ ''دید شنید'' لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۸۷ء)

﴿۞﴾ طاہر القادری نے مزید کہا کہ ''اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خوان علمی کا میں ادنیٰ سا خوشہ چین ہوں۔ اعلیٰحضرت نے پوری مومنانہ بصیرت و مجددانہ فراست سے مقام رسالت کے تحفظ کے لیے جدوجہد کی۔'' (کتاب اہم انٹرویو صفحہ ۱۴، ۱۵)

حالانکہ یہ ساری باتیں اہل سنت کے ساتھ دھوکہ بازی، سراسر جھوٹ اور منافقانہ صلحکلی روش پر مبنی ہیں۔ اس لیے گستاخان شان رسالت کے خلاف اعلیٰحضرت کی کتاب ''حسام الحرمین'' اور گستاخانہ شان صحابہ کے خلاف کتاب ''ردالرفضہ'' کے ایمان افروز، باطل سوز فتاویٰ مبارکہ کسی اپنے بیگانے پر مخفی نہیں۔ جبکہ طاہر القادری نے مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف سازش کے لیے پاک رات میں اس ناپاک منصوبہ کا اعلان کیا ہے کہ:

دوسرا رخ: ''ادارہ منہاج القرآن نے اتحاد کا فارمولا تیار کر لیا ہے۔ اہلحدیث، شیعہ، دیوبندی، بریلوی تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کو دعوت دے دی گئی ہے۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۱ ستمبر ۱۹۸۸ء) ﴿۞﴾ ادارہ منہاج القرآن کے زیر اہتمام گیارہ، بارہ ربیع الاول کی درمیانی رات ختم نبوت کانفرنس لاہور کے پروگرام کے لیے ادارہ کے مرکز میں مولانا عبدالمالک (دیوبندی) شیخ الحدیث دارالعلوم منصورہ کی زیر صدارت مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی۔ پروفیسر طاہر القادری نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس رات مختلف مکاتب فکر کے مابین علمی اتحاد کا فارمولا تیار کیا جائے تاکہ باہمی تضاد، تصادم اور جنگ و جدال کی نوبت ختم ہو اور غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے۔'' (روزنامہ نوائے وقت ۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء)

﴿۞﴾ ۱۱، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ کی درمیانی رات تمام مکاتب فکر (شیعہ، سنی، وہابی، دیوبندی، بریلوی)

کے جید علماء خطاب فرمائیں گے۔ اتحاد امت کا ایمان افروز مظاہرہ ہوگا۔ (اشتہار منہاج القرآن)

سنیو! ''دومنہ والے'' شخص کی تصویر کے دونوں رخ سامنے رکھ کر اپنی غیرت ایمانی' غیرت عشق محمدی (ﷺ) اور عقل سلیم و بیدار ضمیر کے ساتھ فیصلہ کرو کہ کیا یہ شخص بظاہر سنی بریلوی بن کر اور اعلیٰحضرت کی قصیدہ خوانی کر کے درحقیقت مومن و منافق' عاشق و گستاخ' خبیث و طیب اور سنی غیر سنی کا امتیاز ختم کر کے مذہب اہل سنت و مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف سازش نہیں کر رہا؟

منہاج القرآن الازہر اور دیوبند کی طرح ادارہ بن جائے گا

روزنامہ جنگ لاہور نے ۱۹ جون ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں پورے صفحہ پر ''منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس'' کا تعارف و پروگرام شائع کیا ہے اور اس کے آخر میں لکھا ہے کہ یہ ادارہ ملک گیر شہرت حاصل کرے گا اور شاید مصر کے الازہر اور بھارت کے دارالعلوم دیوبند کی طرح عظیم ادارہ بن جائے گا۔'' جنگ کے کالم نویس و تبصرہ نگار نے اگرچہ بظاہر شہرت کی نسبت سے ''منہاج القرآن'' کا الازہر اور دیوبند سے رشتہ جوڑا ہے مگر حقیقت و معنویت کے لحاظ سے بھی منہاج القرآن کی ان ہر دو اداروں سے گہری مناسبت و مماثلت ہے۔ اس لیے کہ جس طرح مسلک اہل سنت و اتباع سنت کی الازہر میں پابندی نہیں بلکہ آزادانہ ماحول ہے اسی طرح منہاج القرآن کا بھی ماحول ہے اور جس طرح دیوبند میں گستاخان شان رسالت کا اعزاز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ادارۂ منہاج القرآن میں بھی اپنے آزادانہ ماحول کے باعث ایسے لوگوں سے کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا اور مومن و منافق اور عاشق و گستاخ میں کوئی فرق ملحوظ نہیں رکھا جاتا جیسا کہ پروفیسر طاہر القادری نے خود لکھا ہے کہ ۞ ''بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' (فرقہ پرستی کا خاتمہ صفحہ ۱۱) ایک دوسری جگہ پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ۞ ''ہمارے ادارے (منہاج القرآن) میں جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہلحدیث' شیعہ بھی منہاج القران کے رکن ہیں۔ ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔'' (انٹرویو جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء) یہاں تک کہ پروفیسر صاحب گستاخان

شان رسالت و گستاخان صحابہ کو امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ فرماتے ہیں ''شیعہ وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔'' (انٹرویو رسالہ دید شنید ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

تھانوی کا اعتراف: اسی کانفرنس کے متعلق ۲۔ اپریل کے جنگ میں جو تعارف شائع ہوا۔ اس میں یہ تصریح کی گئی کہ ''پروفیسر صاحب وسیع قلب و ذہن رکھتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ مولانا سلیمان ندوی اور مولانا اشرفعلی تھانوی کی بعض تصانیف کے زبردست معترف ہیں۔''

جی ہاں: وہی اشرف علی تھانوی جس نے کتاب ''حفظ الایمان'' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو چوپاؤں، پاگلوں کے علم سے تشبیہہ دے کر گستاخی کی اور رسالہ ''الامداد'' تھانہ بھون (صفر ۱۳۳۵ھ) میں اپنا کلمہ و درود چھپوا کر علماء عرب و عجم سے کفر کا فتویٰ لگوایا۔ اسی اشرفعلی تھانوی اور اس کے مرید سلیمان ندوی کی تصانیف کے پروفیسر صاحب زبردست معترف ہیں۔

ولا حول ولا قوة الا باللّٰه

اسے کیا کہیے؟ فرقہ طاہریہ صلحکلیہ کے بانی پروفیسر طاہر القادری اپنے طور پر جو کچھ بھی کہلاتے اور سمجھے جاتے ہوں' ان کی کذب بیانی و دوغلہ پالیسی اور تقیہ بازی بہت ہی افسوسناک ہے۔ جس کی کتاب لاجواب ''خطرہ کی گھنٹی'' میں بھی پوری نشاندہی کی گئی ہے اور پروفیسر صاحب کا اب تک جواب نہ دے سکنا اس کی صداقت کی بین دلیل ہے۔

تازہ واقعہ: باوثوق و مصدقہ ذریعہ کے مطابق پروفیسر صاحب نے اپنی ایک مجلس میں یہ جھوٹا انکشاف کیا کہ ''ابوداؤد محمد صادق' مولانا غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کا شاگرد ہے۔ جسے مولانا موصوف نے بلا کر ڈانٹا کہ (پروفیسر صاحب کے متعلق) ''تم یہ کیا کر رہے ہو؟'' تمہیں شرم نہیں آتی''۔ چنانچہ ایک دوست نے اس بات کی جب براہ راست بذریعہ مکتوب شیخ الحدیث موصوف سے وضاحت چاہی تو انہوں نے حسب ذیل جواب ارسال فرمایا۔ جو بلفظہٖ درج ذیل ہے۔ ''مولانا محمد صادق صاحب سرپرست ''رضائے مصطفےٰ'' گوجرانوالہ' نیک

سیرت اور نڈر عالم دین ہیں۔ وہ دین حق اہل سنت کی تبلیغ میں شب و روز مصروف رہتے ہیں۔ یہ ان کا ذوق اور جذبہ قابل ستائش اور بصد تحسین کے لائق ہے۔ مولانا ابوداؤد مجھ سے متلمذ نہیں البتہ وہ ہم سے وابستہ ضرور ہیں۔ جو الفاظ آپ نے تحریر کئے ہیں، میں نے یہ الفاظ صرف آپ کے خط میں ہی دیکھے، نہ میں نے مولانا کو بلایا ہے اور نہ ڈانٹا ہے۔ خدا جانے یہ الفاظ میری طرف کیسے منسوب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سچ کی توفیق دے۔ والسلام! ۲۴۔۱۱۔۱۹۸۸ء (غلام رسول رضوی خادم الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد) حق و صداقت کے قدردان حضرات کے لیے واقعہ ہذا لمحہ فکریہ ہے)

جھوٹ کا ایک اور نیا ''شاہکار'': مرکزی ادارہ منہاج القرآن لاہور کے زیر سایہ اخبار ''نوائے وقت'' میں ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء کو لاہور ہی سے یہ خبر لگوائی گئی ہے کہ ''گوجرانوالہ کے دس علماء کرام کے ایک وفد نے اہلسنّت کے دینی راہنما اور ''جماعت رضائے مصطفےٰ'' پاکستان کے امیر مولانا ابوداؤد محمد صادق کی قیادت میں گذشتہ روز پاکستان عوامی تحریک کے مرکزی دفتر ۲۶۵۔ ایم ماڈل ٹاؤن میں چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری سے (فیصل آباد روانگی سے قبل) ملاقات کی۔ مولانا ابوداؤد محمد صادق نے ایک بیان میں کہا ہے کہ علماء کرام ملک کی سلامتی اور بقا کی خاطر اپنے اختلافات ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔'' حالانکہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اول تا آخر یہ پوری خبر من گھڑت ہے اور اس کا ایک ایک پہلو جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ اس تاریخ کو فقیر راقم الحروف ابوداؤد سرے سے لاہور گیا ہی نہیں (چہ جائیکہ عوامی تحریک کے دفتر میں جانا ہوتا) نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی دس رکنی وفد تشکیل پایا اور نہ ہی فقیر نے مذکورہ بالا بیان دیا۔ یہ انداز بیان تو فرقہ طاہریہ کذابیہ کے سربراہ کا انداز بیان ہے اور اس سراسر جھوٹے واقعہ کی یہ خبر لگوانے میں کسی سوچی سمجھی سکیم کے تحت فرقہ طاہریہ کے کارکنان کا ہی ہاتھ نظر آتا ہے جو کلمہ حق سے بوکھلا کر ایسے اوچھے اور جھوٹے ہتھکنڈوں پر اُتر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں، شریروں اور صلحکلیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

======

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں ''علمائے دین وشرع متین اس بارے میں کہ ''ایک شخص محمد طاہر القادری جو عالم' مقرر اور مفسر بھی کہلاتا ہے اور ساتھ ہی متعدد کتب کا مصنف بھی ہے۔ اتحاد اُمت کا داعی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ بریلویت' دیو بندیت' اور شیعیت وغیرہ تمام فرقے بنیادی عقائد میں متحد اور مسلمان ہیں۔ فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ ﴿﴾ یہ ساری باتیں اس کی کتاب بنام ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟'' میں تحریر ہیں۔ مذکورہ کتاب بھی حاضر خدمت ہے۔ برائے کرم شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں کہ آیا یہ شخص سنی ہے یا نہیں؟ اس کے درس قرآن میں جانا کیسا؟ اسکی صحبت میں بیٹھنا اور اس کے ادارے کی رکنیت اختیار کرنا اور اس کے مدرسہ میں داخلہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تصانیف کا مطالعہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

بینوا توجروا۔ المستفتی فقیر عبدالحمید قادری رضوی

الجواب: اُمت کے دو معنی ہیں (۱) اُمت دعوت (۲) اُمت اجابت۔ اُمت دعوت میں کفار بھی داخل ہیں اور اُمت اجابت حضور پاک ﷺ کے پیغام کو سچے دل سے قبول کرنے والے سچے مسلمان ہیں۔ ﴿﴾ جنہیں اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ بریلویت کوئی فرقہ نہیں آج کل عرف عام میں سنیت وحقانیت کو بریلویت کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ چودہویں صدی کے اہلسنّت و جماعت کے بہت بڑے عالم اور مجدد امام احمد رضا فاضل بریلوی نے سنیت وحقانیت کی بہت زبردست تائید وحمایت وحفاظت کی ہے' اسی لیے سنیت کی تعبیر بریلویت سے کی جانے لگی۔ قرآن عظیم میں **لا تفرقوا** کا خطاب سچے مسلمانوں کو ہے یعنی امت اجابت اہل سنت و جماعت کو حکم ہو رہا ہے کہ متفرق ومنتشر نہ ہو بلکہ آپس میں متحد اور مل جل کر رہو اور حدیث شریف میں ہے ''**تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة۔ کلهم فی النار الاملة واحدة**'' ۔ یہ امت (یعنی امت دعوت) تہتر فرقے ہو جائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی۔ صحابہ نے عرض کی'' **من هی**

یارسول اللہ" وہ ناجی فرقہ کون ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا "ماانا علیه واصحابی " وہ جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ"۔ دوسری روایت میں فرمایا "هم الجماعة وہ جماعت ہے" یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سواد اعظم فرمایا اور فرمایا "جو اس سے الگ ہوا، جہنم میں الگ ہوا"۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت ہوا۔ ان بہتر گمراہ فرقوں میں بہت سے پیدا ہو کر ختم ہو گئے، بہت سے موجود ہیں جیسے وہابیہ ورافضیہ وغیرہما۔

اتحاد: ان سے اتحاد و اتفاق ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ ان سے تو قرآن وحدیث میں دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ "امت میں فرقہ بندی ہوگی" تو فرقہ بندی کے ختم کا قائل اس حدیث پاک کا منکر ٹھہرے گا۔

فرقہ پرستی کا خاتمہ: مذکور فی السوال کتاب کا جگہ جگہ سے مطالعہ کیا۔ کتاب میں وہی ہوتا ہے جو صاحب کتاب کے دل و دماغ میں ہوتا ہے۔ کتاب میں کفر وایمان، سنیت، وہابیت و رافضیت وغیرہا کی بنیاد کو ایک بنایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کفر وضلالت ہے۔ صاحب کتاب (مصنف) ضال مضل گمراہ اور گمراہ کن ہے۔ شریعت مطہرہ سے ناواقف صرف لفاظ وقلمکار ہے جیسے مودودی تھا۔ ہوسکتا ہے اسی کا ہم خیال ہو۔ یہ اپنے کو قادری لکھ رہا ہے۔ حالانکہ قادری تو وہ ہے جو صحیح العقیدہ سنی اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے سچی عقیدت ومحبت رکھنے والا ہو۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اس گمراہ شخص کی صحبت، اس کی کتاب کے مطالعہ، اس کی تقریر سننے سے اجتناب کرے اور اس آیت کریمہ کے حکم کے تحت آنے سے بچے کہ فرمایا گیا "لا ترکنوا الی الذین ظلموا افتمسکم النار ۔ ترجمہ: نہ مائل ہو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھوئے"۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو صراط مستقیم پر چلنے اور شیطانی راستے پر نہ چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین" واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) محمد اعظم غفرلہٗ خادم رضوی دارالافتاء بریلی شریف۔

نبیرہ اعلیٰحضرت جانشین مفتی اعظم علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف

"پروفیسر صاحب سے دریافت کرنا چاہیے کہ آپ جو اسلام کے نام پر اجتماعیت کے داعی اور

مسلکی اختلافات کے سخت مخالف ہیں اور ایک ہی رسی میں سب کو باندھ کر سب کو فرقہ پرست گردان رہے ہیں۔ آپ سے ہی سوال ہے کہ اسلام کے نام پر (مختلف بنیادی) افکار و خیالات کے حاملین کا باہم اسلام کے نام پر اجتماع و اتحاد کیسے ممکن ہے؟ ﴿۞﴾ ان کے معتقدات میں کون سے عقائد اسلام ہیں اور کون سے غیر اسلام یا سب اسلام ہیں؟ ﴿۞﴾ اگر ان میں صرف ایک گروہ کے عقائد ہی اسلام ہیں تو باقی فرقوں کا اتحاد اسلام کی بنیاد پر باہم اجتماع اضداد کو مستلزم ہے ﴿۞﴾ اور سارے مختلف خیالات اسلام ہیں جب بھی اجتماع اضداد لازم جس کا حاصل حق و باطل، کفر و اسلام کا اتحاد ہے اور اجتماع ضدین محال ہے۔ ﴿۞﴾ اسے آپ کیسے ممکن بنائیں گے؟ ﴿۞﴾ پھر کیا جناب کے نزدیک یہی اسلام ہے جس کی خاطر آپ متحد ہونے کی دعوت دے رہے ہیں؟ جناب نے اہل سنت و جماعت کو (جسے بریلویت سے تعبیر کرتے ہیں) فرقہ پرستوں میں کیوں گن لیا اور یہ لکھ ڈالا کہ "بریلویت، دیوبندیت، اہلحدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔" ﴿۞﴾ جناب کی اس عبارت کے تیور یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت (بریلویت) سمیت کوئی مسلک اسلامی نہیں بلکہ اسلام سے بیزار کرنے والا اور وحشت کا موجب ہے ﴿۞﴾ پھر مسلک اسلامی کیا ہے؟ ﴿۞﴾ (بقول جناب) "جب فرقہ پرستی اس سوچ اور زاویۂ نگاہ کو کہتے ہیں جو ہر دوسرے کو غیر مسلم لادین، کافر و مشرک بنانے سے عبارت ہو" ﴿۞﴾ تو پھر آپ نے یہ کہہ کہ "اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ الگ اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو جانا تشتت و انتشار کو جنم دیتا ہے جو قرآن کی اصطلاح میں کفر کی موت ہے۔" ﴿۞﴾ خود جناب نے فرقہ پرستی کیوں اوڑھ لی۔ ایک طرف تو حسب زعم خویش اسلامی فرقوں کو ایک دوسرے کی تکفیر سے منع کیا اور دوسری طرف سنیت (بریلویت) سمیت سب کو فرقہ پرست کہہ کر سب کی تکفیر کر دی۔ آپ کا یہ فعل خود آپ کے اقرار سے دین میں رخنہ اندازی و تفرقہ پروری ہو کر صریحاً کفر کے مترادف ہوا۔ تو یہ آپ کا اقراری کفر ہوا کہ نہیں۔ ضرور ہوا۔ ﴿۞﴾ آپ رقمطراز ہیں کہ "خدا و رسول نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔" (الخ) کیوں جناب! کیا سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ فرمایا کہ "میری امت تہتر فرقہ ہو جائے گی۔ سب جہنمی ہیں

سوائے ایک کے اور وہ جماعت وہ ہے جو اس دین پر قائم ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

﴿﴾ پھر بھی یہ کہہ دینا کہ خدا و رسول نے کسی فرقہ اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا' سراسر قرآن و حدیث کے ارشادات سے اعراض اور ہر شخص کو ذاتی عقیدے کی چھوٹ دینی ہے۔

﴿﴾ پروفیسر صاحب اگر "حسام الحرمین" کی تصدیق کریں تو خود ان کا یہ سارا کلام دریا برد اور انکار کریں تو دلائل عدم قبول دیں۔ ورنہ صریح ہٹ دھرمی اور ان کے لیے بھی وہی احکام جو دیابنہ وغیرہم کے لیے علماء نے ارشاد فرمائے۔" **واللہ اعلم**

نواسۂ اعلیٰحضرت مولانا مفتی تقدس علی خان صاحب (علیہ الرحمتہ)

سوال: پروفیسر طاہر القادری صاحب کے مؤقف عورت کی پوری دیت کے رد میں علامہ احمد سعید صاحب کاظمی مرحوم نے فرمایا ہے کہ "اجماع کے انکار کرنے والے کو علماء نے ضال یعنی گمراہ قرار دیا ہے۔ نیز فرمایا کہ سواد اعظم کی اتباع سے باہر جانا سواد اعظم سے خروج قرار پائے گا اور مذاہب اربعہ کے اتفاق کا انکار بہت بڑی جسارت بلکہ صراط مستقیم سے انحراف ہوگا۔" آپ بھی اس مسئلہ میں شرعی حکم کی وضاحت فرما کر مشکور ہوں۔

الجواب: عبارت مندرجہ بالا جو حضرت علامہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ "اسلام میں عورت کی دیت" میں تحریر فرمائی۔ اس سے میں بالکل متفق ہوں۔ بے شک اجماع کا انکار کرنے والے کو علماء نے ضال فرمایا ہے۔ ایسے شخص پر جو اجماع کا انکار کرے توبہ واجب ہے۔ (فقیر تقدس علی قادری شیخ الجامعہ راشدیہ پیر گوٹھ) **مصیب فیما اجاب** (مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ راشدیہ)

تصدیق علماء سکھر: "الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم (مفتی) ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر۔

﴿﴾ **اصاب من اجاب** ۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ مفتی محمد ابراہیم القادری الرضوی غفرلہٗ خادم دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر۔

﴿﴾ جواب درست ہے۔ محمد رفیق غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر۔

❁ الجواب صحیح فقیر محمد عارف نائب مہتمم مدرسہ انوار المصطفیٰ سکھر۔

❁ الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہٗ اعلم۔ قاری عزیز احمد مدرسہ عربیہ انوار القرآن پرانا سکھر۔

❁ جواب صحیح ہے۔ انیس احمد قادری خادم حضور مفتی اعظم علیہ الرحمتہ

کراچی: ''یہ فقیر اپنے استاذ مکرم حضرت غزالی دوراں کے مؤقف سے متفق ہے۔ پروفیسر صاحب کا مسلک اہل سنت جماعت سے مختلف ہے۔'' (بندہ کوکب نورانی اوکاڑوی کراچی)

❁ الجواب صحیح (مولانا) محمد صدیق ملتانی کراچی

شکار پور: صح الجواب واللہ اعلم بالصواب ۔ الفقیر (مفتی) محمد قاسم یاسینی مدرسہ ہاشمیہ گڑھی یاسین ضلع شکار پور۔

حیدر آباد: ''فقیر اپنے اکابر سے علیحدہ کوئی رائے نہیں رکھتا۔'' ❁ کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' ساٹھ عدد ارسال فرمائیں۔'' (مفتی) احمد میاں برکاتی پرنسپل دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

ڈیرہ غازی خاں: قد اصاب المجیب، محمد اسماعیل (ابن علامہ محمد فضل حق) دار الافتاء ڈیرہ غازی خاں ❁ خواجہ محمد دین مہتمم آفتاب علوم ڈیرہ غازی خاں۔

شکر گڑھ: مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل درست وصحیح ہے۔ مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے۔ (محمد غیاث الدین مسجد خضریٰ شکر گڑھ)

سکھیکی الجواب صحیح والمجیب مصیب۔ (ابو المنصور نذیر احمد دار العلوم چشتیہ رضویہ منڈی سکھیکی)

دوھٹہ شریف: الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (فقیر محمد عارف حسین غفرلہٗ)

علی پور شریف: ''مندرجہ بالا سوال کا جواب بالکل درست ہے لہذا بندہ ناچیز اس کی مکمل تائید کرتا ہے۔ (سید عابد حسین سجادہ نشین آستانہ نقشبندیہ لاثانیہ علی پور شریف)

علامہ الٰہی بخش ایم اے لاہور: یہ فتویٰ بالکل حق اور صائب ہے۔ میں کامل طور سے اس

سے اتفاق کرتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ ان اکابرین ملت نے وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر عظیم الشان فریضہ ادا کیا ہے بلکہ جہاد عظیم فرمایا ہے۔ علماء حق کی یہی پہچان اور کردار ہے اور اس قافلہ میں جتنے علماء حق شامل ہیں ان کو دل کی گہرائیوں سے سلام عقیدت پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ابن الوقت، زمانہ ساز اور صلحکلی قسم کے خطرناک ٹولہ سے ہمیں محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ علماء حق کا باادب غلام بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁ پروفیسر طاہر القادری شروع سے ہی قوم اور ملک سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے لندن کانفرنس کے ذریعے بھی علماء و مشائخ کو دھوکا دیا۔ حضرت سید طاہر علاؤالدین کے صاحبزادوں کے نام پر دجل وفریب کا مظاہرہ کیا اور مینار پاکستان کی گراؤنڈ میں مباہلہ کانفرنس کر کے اصل میں قادیانیوں سے معانقہ کانفرنس کی تھی۔ علماء و مشائخ اس شخص کے چہرے کو پہچانیں اور اس کے فریب سے اہل سنت کو بچانے کی جدوجہد کریں۔

آستانہ عالیہ علی پور شریف: ❁ ''جواب صحیح ہے۔ شمس الائمہ سرخسی، صاحب ہدایہ، صاحب جوہرہ نیرہ، ابن المنذر، علامہ ابن عبدالبر، لیث ابن سعد، امام نووی، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، امام ابن سیرین، ملا علی القاری اور دیگر (اکابر ائمہ وفقہاء) یہی فرماتے ہیں کہ ''عورت کی دیت نصف ہے۔ جب یہ مسئلہ اجماعی ہے تو انکار کا کیا مطلب ہے؟'' (مفتی) غلام رسول دارالعلوم نقشبندیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ ❁ الجواب صحیح صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ جماعتی علی پور شریف ❁ صاحبزادہ سید افضل حسین جماعتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف ❁ صاحبزادہ سید نذر حسین ❁ (مولانا) محمد رفیق رضوی غفرلہ مدرس دارالعلوم ہذا ❁ (مولانا) محمد اسماعیل جماعتی۔''

مولانا ضیاء اللہ قادری: ''آپ کی کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کا مطالعہ کیا۔ آپ نے پروفیسر صاحب کی چند عبارات پر جو تبصرہ فرمایا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ ❁ اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمتہ کے ساتھ صحیح معنی میں عقیدت ومحبت رکھنے والا اور ان کی تحقیق کی تعریف کرنے والا ❁ کبھی بھی وہابیوں، دیوبندیوں، رافضیوں اور دیگر بدعقیدہ

حضرات کے پیچھے نماز پڑھنے اور ان سے دوستانہ مراسم رکھنے کا قطعاً قائل نہیں ہو سکتا۔

﴿۷﴾ پروفیسر صاحب کا مشن جوانہوں نے اپنی تحریروں میں بیان کیا ہے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ اور شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمۃ کے صریحاً خلاف ہے۔''

(ابوالحامد محمد ضیاء اللہ قادری جامع مسجد علامہ عبدالحکیم سیالکوٹ)

حیدرآباد: ''دیوبندیوں کی جن کتابوں میں کفریہ عبارات موجود ہیں جن کی بنا پر ان کے مصنفین کو حرمین شریفین کے علماء نے کافر قرار دیا ہے۔ کوئی شخص جو ان عبارات کو صحیح سمجھے یا ان کے مصنفین کے کفر میں شک کرے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یوں ہی روافض زمانہ کہ وہ بھی مرتد ہیں۔ بے شک اگر طاہر القادری نے بھی اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات کو پڑھا ہے اور پھر بھی دیدہ دانستہ ان کو صحیح سمجھا تو یہ شخص بھی حکم عام کے تحت اسلام سے خارج ہوا۔ اس پر تجدید اسلام اور توبہ فرض ہوئی۔'' (ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد)

مراڑیاں: ''عورت کی دیت شرعاً مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ یہی احادیث نبویہ مرفوعہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور آثار صحابہ، تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے۔ سیدنا فاروق اعظم، سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا زید بن ثابت وغیرہم رضی اللہ عنہم (جیسے اجلہ صحابہ و خلفاء) نے یہ مسئلہ صراحتاً بیان فرمایا اور باقیوں نے خاموشی سے اسے قبول کیا اور رد نہ فرمایا لہذا عورت کی نصف دیت کا انکار دو وجہوں سے موجب فسق وضلال ہے۔ انکار احادیث کی وجہ سے بھی اور رد اجماع صحابہ کی وجہ سے بھی۔ (والعیاذ باللہ)

اصولی اختلاف: شیعہ اور وہابیہ مبینہ طور پر ضروریات دین کے منکر ہیں۔ قطعیات و ضروریات دین کے اس انکار کی بنا پر علماء عرب و عجم نے ان کے بکثرت عقائد کو کفر قرار دیا ہے۔ لہذا ان فرق ضالہ کے اختلافات اہل سنت و جماعت کے ساتھ اصولی اور ایمان و کفر کے اختلافات ہیں۔ ان اختلافات کو فروعی قرار دینا اور صلحکلیت کا پرچار کرنا کم از کم جہالت و سفاہت یا ضلالت و مداہنت فی الدین ہے۔ (مولانا مفتی محمد اشرف القادری مراڑیاں شریف گجرات)

الجواب صحیح: صاحبزادہ (پیر) محمد افضل قادری مراڑیاں شریف

راولپنڈی: عورت کی دیت کے مسئلہ میں پروفیسر طاہر القادری کا تعاقب کرتے ہوئے حضرت علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تحقیق فرمائی ہے اس سے فقیر کو اتفاق ہے۔

(مولانا) ابوالخیر سید حسین الدین راولپنڈی)

پنڈی گھیب: الجواب صحیح (مولانا) غلام مرتضی۔

درہ پیزو ضلع بنوں۔ اصاب من اجاب (مولانا) محمد عبدالمنان مہتمم جامعہ غوثیہ سلیمانیہ

ساہیوال: ''جواب بالکل صحیح ہے''۔ الفقیر محمد بشیر احمد مدینہ مسجد ساہیوال

گوجرہ منڈی: الجواب صحیح۔ (مولانا) ابوالانوار محمد اقبال مرکزی جامع مسجد گوجرہ

حیدرآباد: مذکورہ جواب سے کلیۃً متفق ہوں۔ مفتی سعید احمد قادری، (مولانا) عبدالعزیز نقشبندی

لاہور: الجواب صحیح۔ مفتی عزیز احمد قادری جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔

گوجرانوالہ: الجواب صحیح۔ (مولانا) محمد نواز مہتمم جامعہ نوریہ رضویہ۔ ❁ الجواب صحیح۔ حافظ محمد حمید اختر دار العلوم سلطانیہ رضویہ گکھڑ۔ ❁ بندہ جواب سے متفق ہے۔ (مولانا) محمد اکرم نقشبندی

مشترکہ فتویٰ: جمعیت علماء وجموں وکشمیر گوجرانوالہ کے صدر مولانا ظہور احمد صدیقی کی زیر صدارت علماء کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر کہا گیا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں عورت کی دیت نصف ہے اور اس پر ائمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں۔ اجلاس میں طاہر القادری سے کہا گیا کہ وہ ضد اور ہٹ دھرمی کی پالیسی ترک کر کے علماء امت کی طرف رجوع کریں۔ اجلاس میں ❁ مولانا طالب حسین ❁ مولانا محمد سعید احمد مجددی ❁ مولانا اعجاز احمد جلالی ❁ بشیر احمد قادری ❁ قاری عبدالعزیز ❁ مولانا نور احمد نقشبندی ❁ صاحبزادہ اسد نورانی ❁ سردار بشارت حسین ❁ علامہ نوری ❁ قاری محمد اعظم ❁ مولانا شبیر اختر ❁ مولانا عبدالرزاق اور صاحبزادہ وقاص درانی نے شرکت کی۔ (پریس نوٹ)

حضرت شیخ رفاعی (کویت) کی تائید: الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت) کی پاکستان آمد پر لاہور میں مفتی غلام سرور قادری سے ملاقات ہوئی تو مفتی صاحب نے انہیں پچاس سے زائد معتبر حدیثوں کے حوالوں کی طرف توجہ دلائی جس سے عورت کی نصف دیت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ شیخ رفاعی نے اس موقف کی بھرپور تائید کی اور فرمایا کہ "واقعی یہ مسئلہ اجماعی ہے جس میں اختلاف کی قطعاً گنجائش نہیں بلکہ اجماع کے خلاف سوچنا بھی گمراہی ہے۔"

(بحوالہ رضائے مصطفےٰ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ)

شام: شام کے سابق وزیر انصاف ڈاکٹر مصطفےٰ زرقا نے بتایا کہ "احادیث میں یہ واضح ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہوگی۔ بعض علماء کے سوا تمام متعلقہ حکام اور فریقوں نے اسے قابل قبول قرار دیا ہے اور ڈاکٹر معروف دوالپی اور اردن کے پروفیسر الاحمد زرقا نے اسلامی اقدار کی ان کوششوں کو سراہا ہے۔ (جنگ لاہور ۶، ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۶ء)

فتویٰ علامہ غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

"الجواب وہوالموفق للصواب۔ قتل خطاء میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ اس پر ساری امت کا اجماع ہے اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے موقوف و مرفوع حدیث منقول ہے جبکہ صحابی کی موقوف بھی رفع کے حکم میں ہوتی ہے۔ سنت و اجماع اور حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف محض قیاس سے علیحدہ موقف اختیار کرنا خرق اجماع ہے اور اسلام میں ایک نئے فرقہ کی بنیاد کے مترادف ہے اور انتشار کی آب پاشی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی ہدایت دے۔ حدیث شریف میں ہے جو امت مسلمہ سے علیحدہ راستہ اختیار کرے وہ ناری ہے۔" من شذشذفی النار "اگر اسی طرح سلف کی مخالفت ہوتی رہی تو بے شمار تنازعات کھڑے ہو جائیں گے"۔ واللہ الہادی، غلام رسول رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

تصدیقات علماء فیصل آباد: ''الجواب صحیح وصواب واللہ تعالیٰ اعلم (مفتی) ابوسعید محمد امین دارالعلوم امینیہ رضویہ محلہ محمد پورہ فیصل آباد۔ ﴿﴾ ذالك كذالك و انی مصدق لذالك محمد ولی النبی ۔(شیخ الحدیث جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد)(علیہ الرحمتہ)

﴿﴾ الجواب صحیح والمجیب مصیب ۔ الفقیر ابوالمعالی محمد معین الدین القادری الرضوی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد۔(رحمۃ اللہ علیہ) ﴿﴾ ''سنی ہونے کے لیے ہر اجماعی مسئلہ کا ماننا ضروری ہے۔اجماع واجب العمل ہے قابل بحث نہیں۔'' (الفقیر محمد احسان الحق فیصل آباد)

قاضی محمد عبدالرحمٰن (لاہور): ''بندہ کی رائے طاہر القادری صاحب کے بارے میں یہ قائم ہوئی ہے کہ وہ گم کردہ راہ ہیں۔ ﴿﴾ ایک طرف تو اعلیٰحضرت عظیم البرکت کے مسلک کے عین مطابق اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں ﴿﴾ اور دوسری طرف بریلویت سے ان کو وحشت ہوتی ہے جو اعلیٰحضرت کے مسلک کا عنوان سمجھا جاتا ہے۔ ﴿﴾ انہیں حق کو حق اور باطل کو باطل یقین کرنا چاہیے جو مذہب اہل سنت کا خاصہ ہے۔'' (مولانا) قاضی محمد عبدالرحمٰن مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

مولانا محمد عبدالکریم خانقاہ ڈوگراں: ''پروفیسر طاہر القادری نے حضرت مفتی تقدس علی خاں (قدس سرہ) کے خط کے جواب میں جو پمفلٹ صفائی کے طور پر لکھا ہے اس کا زیادہ حصہ بغور پڑھا ہے۔جس میں تضاد بیانی ہے ﴿﴾ اور عورت کی دیت کے بارے میں ان کا موقف اجماع امت کے خلاف ہے۔ ﴿﴾ پروفیسر صاحب سے بڑی توقعات وابستہ تھیں مگر وہ بھی ہچو ما دیگرے نیست کی مرض میں مبتلا ہو گیا۔'' (مولانا) عبدالکریم خانقاہ ڈوگراں

علامہ محمد شریف ملتانی: ''بزرگان سلف کے متفقہ فیصلوں کے خلاف اگر کوئی شخص اپنی رائے کو ترجیح دے یا اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مسلک حق (مسلک اہل سنت) کے خلاف اپنی نام نہاد تحقیق کو ترجیح دے اور صحیح سمجھے اور علماء اہل سنت کے فتاویٰ اور فیصلوں سے انحراف کرے اور ائمہ سلف کے مقابلے میں اپنے اجتہاد کو فوقیت دے اور اپنے آپ کو ان کا مقابل سمجھے۔میرے نزدیک وہ گمراہ ہے اور من شذ شذ فی النار کا مصداق ہے۔پروفیسر جناب ڈاکٹر

طاہر القادری صاحب کی تقریر و تحریر میں تضاد ہے اور اہل سنت و جماعت کے فیصلوں سے انحراف کی بو آتی ہے اور ان کی گفتگو اور تحریر سے تکبر ٹپکتا ہے۔ مولیٰ کریم انہیں ہدایت عطا فرمائے''۔ (آمین)

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم: ''بلاشبہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں نصف ہے۔ یہ کسی امام یا مجتہد کا قیاس یا اجتہاد نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ چنانچہ ہدایہ شریف اور بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے''۔ اسی کے مطابق امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ''عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔ (ہدایہ) اسی کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے صحابی حضرت عمرو بن حزم کو لکھوائے گئے نامۂ مبارک میں بھی ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد سے نصف ہوگی اور صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اور فقہاء میں سے کسی فقیہ نے بھی اس کا انکار نہ کیا لہذا اجماع امت ہو گیا (ملاحظہ ہو بدائع الصناع اور المغنی وغیرہ) ہماری دونوں جہان کی سلامتی اسی میں ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو دل و جان سے تسلیم کریں۔''

مولانا کوکب نورانی ابن مولانا محمد شفیع اوکاڑوی (مرحوم)

''پروفیسر صاحب نے امت میں پہلا فتنہ انتشار کے لیے یہ پیدا کیا کہ ۞ عورت کی دیت کے مسئلے میں اجماع امت کے خلاف مؤقف اختیار کیا جس کے لیے شریعت اسلامی کا فتویٰ یہ ہے کہ اجماع امت کے خلاف کہنے والا گمراہ ہے۔ کسی گمراہ کا خود کو مجتہد اور مجدد یا عظیم مفکر و مفسر لکھنا' کہلوانا وغیرہ سراسر ظلم ہے اور قرآن کہتا ہے کہ ظالموں کے لیے ہدایت نہیں ہے۔ ۞ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ ''وہابیہ اور دیوبند کے عقائد رکھنے والوں کی اقتداء میں بلا کراہت نماز جائز ہے اور حرمین میں (بالخصوص) احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں کے ائمہ (جو اپنے عقائد باطلہ کیلئے مشہور ہیں) کے پیچھے نماز ضرور پڑھی جائے اور میں پڑھتا ہوں۔'' ۞ وہ فرماتے ہیں کہ ''داڑھی معمولی سی بھی ہو تو سنت پوری ہو جاتی ہے''۔ ۞ وہ دیوبندی' وہابی' مودودی' رافضی' خارجی وغیرہ سب کو درست جانتے ہیں ۞ اور اپنے مصدقہ انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ ''میں کسی بھی

فرقے پر تنقید نہیں کرتا''یعنی حکم الٰہی ولا تلبسوا الحق بالباطل (الخ) پر عمل نہیں کرتا۔اپنے اقوال پر اہل حق کی گرفت سے فرار کے لیے پروفیسر صاحب جھوٹ بولنے اور اپنے قول وفعل کے انکار میں ذرا دیر نہیں کرتے۔ ﴿﴾ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمتہ نے فرمایا تھا کہ ''پروفیسر طاہر القادری اب سنی نہیں رہا اور یہ اس قدر فتنے برپا کرے گا کہ اس کی اصلیت سب پر کھل جائے گی''۔ ﴿﴾ اکابر علماء حق کا یہی اعلان ہے کہ پروفیسر بھٹکا ہوا ہے۔کیا ان حقائق کے باوجود طاہر القادری کو صحیح العقیدہ سنی حنفی اور مجتہد و مفسر تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

مولانا محمد بشیر القادری رضوی کراچی: آپ نے بھی فتنہ طاہریہ کی حقیقت کے انکشاف کے لیے کتاب''الفتنة الجدیدہ ''تحریر فرمائی ہے۔جس میں تفصیل کے ساتھ طاہر القادری کے نظریات باطلہ کی گرفت کی ہے۔ایک جگہ فرمایا''صاحبو! جاننا چاہیے کہ (طاہر القادری) جملہ علماء کو بے اعتبار بنا رہا ہے، اجماع امت کا کھلم کھلا انکار کر رہا ہے، صلحکلیت کا پرچار کر رہا ہے، درہم و دینار اور اپنی تشہیر کے لالچ میں آ کر اپنا دین و دنیا برباد کر رہا ہے اور اسلام کا رنگ دے کر دوسروں کے عقائد بھی برباد کرنا چاہتا ہے۔''علاوہ ازیں مولانا موصوف نے کتاب کے آخر میں طاہر القادری کو چیلنج مناظرہ بھی کیا ہے کہ یا وہ سامنے آ کر مناظرہ کرے اور یا اپنی خلاف اسلام و اہل سنت عبارات سے رجوع کرے۔

تصدیق: ''پروفیسر طاہر القادری فرقہ پرستی کا خاتمہ کرتے کرتے ایک اور فرقہ صلحکلیہ کو جنم دے کر اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔۔۔۔اب فرقہ دیوبندیہ' وہابیہ' فرقہ روافض وغیرہ کا مجموعہ فرقہ صلحکلیہ طاہریہ ہے جو تمام باطل عقیدوں کا مجموعہ ہے اور باطل کا مجموعہ بھی باطل ہوتا ہے۔''

(مولانا) ابو العلاء محمد عبداللہ قادری قصور شہر)

دیگر تصدیقات: علاوہ ازیں کتاب کے آخر میں جو بکثرت علماء کی تصدیقات نقل کی گئی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ ﴿﴾ (مولانا) مفتی وقار الدین دار العلوم امجدیہ کراچی۔ ﴿﴾ (مولانا) محمد دلدار احمد دار العلوم حامدیہ رضویہ کراچی۔ ﴿﴾ (مولانا) محمد الیاس قادری۔ ﴿﴾ (مولانا) کوکب نورانی۔ ﴿﴾ (مولانا) محمد علی قصوری وغیرہم۔

پروفیسرڈاکٹرعلامہ محمد مسعوداحمد صاحب (ایم۔اے (گولڈمیڈلسٹ) پی۔ایچ۔ڈی)

﴿۞﴾ ''جن مسائل پر جمہور علماء کا اتفاق ہو چکا ہے۔ان پر از سرنو تحقیق کرنا اور زیر بحث لانا فتنے کو دعوت دینا ہے۔اس طرز عمل سے سوائے انتشار کے کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔﴿۞﴾ جہاں تک اتحاد بین المسلمین کا تعلق ہے تو حقیقی اتحاد فکری ہم آہنگی سے پیدا ہوتا ہے۔اس لیے مختلف الخیال جماعتوں کا اتحاد ایک نئے فرقے کو تو جنم دے سکتا ہے' یکجہتی پیدا نہیں کرسکتا۔﴿۞﴾ عالم اسلام کے حالات کے پیش نظراب کوشش یہ ہونی چاہیے کہ سب مسلمانوں کو ان کے اسلاف کے حوالے سے سواداعظم اہل سنت و جماعت کے بین الاقوامی مسلک کی طرف دعوت دی جائے۔اگر ایسی کوشش کی گئی تو یقیناً اس کے مفید اور مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔'' (احقر محمد مسعود احمد ٹھٹھہ سندھ)

سمندری: ''کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کے بعض مضامین پڑھے۔بفضلہٖ تعالیٰ آپ نے بلاخوف لومۃ لائم اظہار حق وابطال باطل فرمایا ہے۔﴿۞﴾ پروفیسر طاہر القادری کو جیسا کہ علماء حقہ نے لکھا ہے کہ وہ ضال و مضل متجدد ہے﴿۞﴾ جب تک توبہ نہ کرے صحیح العقیدہ اہل سنت نہیں۔﴿۞﴾ فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور دعا گو ہے۔مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے اسے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین'' (مولانا) محمد عبدالرشید غفرلہٗ مدرسہ غوثیہ رضویہ مظہر اسلام سمندری

طاہر القادری اپنے استاذ محترم کے فتویٰ کی روشنی میں

پروفیسر طاہر القادری جو داعیٔ اتحاد امت وقاطع فرقہ واریت کے بہروپ میں شیعہ سنی' حنفی وہابی اور دیوبندی بریلوی اختلافات کو فروعی قرار دے کر ان کے اتحاد کے لیے تمام مکاتب فکر کے علماء پر مشتمل ''سپریم کونسل'' قائم کر چکے ہیں اور دیوبندی وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے اور انہیں امام بنانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ان کی اس روش و بدمذہبوں گستاخوں سے ایسے معاملات تعلقات کے سلسلہ میں پروفیسر صاحب کے استاذ محترم مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی نے ایک بڑے اشتہار کی صورت میں بدیں الفاظ فتویٰ ارشاد فرمایا ہے کہ ''ان (دیوبندیوں' وہابیوں سے

ترک معاملات ہرصورت ضروری ہے۔ گستاخ رسول' گستاخ صحابہ سے یقیناً بدتر ہے اور گستاخ صحابہ کے متعلق حدیث پاک موجود ہے جسے غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کرے گی۔ خبردار! نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا پینا نہ ان کے ساتھ رشتہ داری کرنا نہ ان کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا نہ ان کے جنازوں میں شریک ہونا۔ ایسی قوم پر لعنت کرنا جائز اور حلال ہے۔'' (الحدیث) ایسے (گستاخ) لوگوں کے پیچھے نماز محض باطل ان لوگوں سے میل جول حرام بدمذہبوں مفسدوں اور موذیوں کو بشرط استطاعت مسجد سے روکا جائے۔ خصوصاً جماعت میں شامل نہ ہونے دیا جائے۔ بدمذہب' بدعقیدہ کو مسجد کی کمیٹی میں شامل نہ کیا جائے (جیسا کہ انہیں منہاج القرآن کے ارکان میں شامل کیا جاتا ہے) ان کی تمام عبادتیں مردود ہیں ان کے ساتھ دوستی حرام ان کے ساتھ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ان کے ساتھ شادی بیاہ حرام ان کی تعظیم و توقیر کرنا حرام ان کے مدرسوں' اداروں کی ہر قسم کی مدد کرنا حرام (جبکہ طاہر القادری نے اس سے بھی بڑھ کر پشاور میں دیوبندی مکتب فکر کے ایک ادارہ کا سنگ بنیاد رکھا) ان کے ساتھ کھانا پینا' میل جول' ان کی دعوت کرنا اور ان کی دعوت میں جانا ان کو اپنی کسی تقریب میں شریک کرنا اور ان کی کسی تقریب میں شریک ہونا ان سے کسی قسم کا کوئی اسلامی تعلق باقی رکھنا' قائم کرنا سب ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ ان کی اپنی معلومات' مقدورات کے بقدر علی الاعلان بلا رعایت تردید کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر کسی مسلمان نے دل میں بھی ان کو کافر مرتد اخبث الناس نہ سمجھا تو اس کے پاس رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں رہا۔ ان مرتدوں پر نیز اس عالم پر بھی جو اپنی معلومات و مقدورات کے بقدر قصداً بلا عذر شرعی ان کی تردید عام فہم نہ کرے۔ خدا کی لعنت' فرشتوں کی لعنت' تمام جہان کے لوگوں کی لعنت۔ ان کی تمام عبادتیں فرضی و نفلی مردود۔'' (مطبوعہ فتویٰ از اشتہار)

انہی استاذ محترم کا یہ فتویٰ ہے۔ جن کا ذکر کتاب ''نابغۂ عصر'' میں نابغۂ عصر بننے کے لیے پروفیسر

نے بڑے اہتمام سے کیا ہے لیکن جب ان کے فتویٰ پر عمل کا وقت آتا ہے تو پروفیسر صاحب مقابلہ میں آئے' دامن کھسکاتے اور کنی کتراتے ہیں اور دیدہ دلیری سے سینہ زوری کے ساتھ فتویٰ کی ہر شق کی نافرمانی کرتے ہیں اور ذرا بھی وفاداری کا احساس نہیں رکھتے۔

فتویٰ بابت روافض: ''رافضیوں کے متعلق اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ حدیث پاک میں ہے'' اللہ تعالیٰ نے کائنات میں سے مجھے چن لیا اور میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کو چن لیا۔ آخر زمانہ میں ایسی قوم آئے گی جو ان کی تنقیص شان کرے گی۔ خبردار ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو اور ان کے ساتھ رشتہ داری مت کرو اور ان کے ساتھ مل کر نماز مت پڑھو اور ان کی نماز جنازہ مت پڑھو، ان پر لعنت کرنا حلال ہو چکا ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۹) ﴿﴾ قرآن پاک کے وہ منکر ہیں ﴿﴾ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کو وہ مسلمان نہیں سمجھتے ﴿﴾ ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) پر وہ الزام لگاتے ہیں ﴿﴾ اس واسطے فتاویٰ عالمگیری میں جو پانچ سو علماء کرام کی سعیٔ بلیغ سے مرتب ہوا ہے' اس کے باب البغاۃ میں ہے کہ ''رافضی قوم ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور ان کے احکام مرتدوں جیسے ہیں۔''

﴿﴾ جس شخص نے تبرائی کو اپنی لڑکی کا رشتہ دیا ہے وہ عمداً زنا کو حلال سمجھ کر اپنی بیٹی سے بدکاری کروا رہا ہے۔ ایسے شخص کو مؤذن مقرر کرنا شرعاً حرام ہے اور جو امام مسجد اسی سے اذان کہلانے پر مصر ہے وہ بھی اسی زمرہ سے ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے ''جو شخص یہود اور نصاریٰ (اور بدعقیدہ لوگوں) سے دوستی اور موالاۃ رکھے وہ یقیناً انہی میں سے ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔'' الآیہ (پ ۶' رکوع ۱۲)

(مولانا) محمد عبدالرشید رضوی غفرلہ مہتمم و صدر مدرس دارالعلوم شیخ الاسلام رضویہ سیٹلائٹ ٹاؤن جھنگ صدر' المرقوم ۱۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۶۔ اگست ۱۹۸۸ء)

نصف دیت کا مسئلہ: پروفیسر صاحب کے عورت کی پوری دیت کے مؤقف کے رد میں فرمایا ہے کہ ''عورت کی دیت نصف ہونے پر تمام سلف و خلف کا اتفاق ہے۔ آج اس طے شدہ مسئلہ کو

چھیڑ کر ملت میں انتشار و افتراق کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ دور حاضر کے کسی عالم کی تحقیق کو مجتہدین علی الاطلاق کی تحقیق کے مقابل لانا ان کے تبحر علمی کے انکار کے مترادف ہے۔''

(مکتوب گرامی مولانا علامہ محمد عبدالرشید صاحب جھنگوی)

مفتی غلام سرور قادری بنام پروفیسر طاہر القادری

اجماع امت کے مقابلہ میں پروفیسر صاحب نے جب عورت کی پورت دیت کا شوشہ چھوڑا تھا تو اس وقت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادری لاہور نے پروفیسر کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جسے قبول کرنے اور مفتی صاحب کے سامنے آنے کی پروفیسر صاحب کو جرأت نہ ہو سکی۔ پروفیسر صاحب کا دعویٰ تھا کہ نصف دیت پر ایک بھی صحیح حدیث نہیں جبکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر درجنوں احادیث مبارکہ جمع فرمائی تھیں۔

علاوہ ازیں: مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا اہل علم حضرات پر اتمام حجت کے لیے ایک خوبصورت محققانہ کتاب دو جلدوں میں بعنوان

''پروفیسر طاہر القادری کا علمی و تحقیقی جائزہ''

شائع کی ہے جس میں پروفیسر صاحب کا مکمل علمی و تحقیقی محاسبہ و مواخذہ کیا گیا ہے اور ان کی جہالت و خیانت اور قرآن و حدیث میں پے در پے تحریفات کی تفصیل کے ساتھ پوری فہرست شائع کر کے علمی و واقعاتی طور پر ثابت کیا ہے کہ بزعم خویش مفکر اسلام و مفسر قرآن عربی زبان و عربی گرائمر سے جس قدر جاہل ہے اسی قدر قرآن و حدیث میں تحریف و خیانت کا ماہر اور گمراہ ہے۔ کتاب ہذا نہ صرف تمام اہل علم بلکہ خود پروفیسر صاحب کے لیے ایک بہترین علمی و تحقیقی ذخیرہ اور دعوت فکر ہے۔

اللہ اجیر؟ مفتی صاحب نے پروفیسر صاحب کی تحریفات کا انکشاف کرتے ہوئے ان کی اس ہولناک غلطی و گمراہی کا بھی تفصیلی رد فرمایا ہے جس کے مطابق پروفیسر نے معاذ اللہ' استغفر اللہ۔ خدا تعالیٰ پر لفظ اجیر (مزدور) کا اطلاق کر کے اپنی بدترین جہالت و گمراہی کو آشکارا کیا ہے۔

مفتی صاحب کا کہنا ہے کہ ”جو شخص فقہاء کرام وائمہ دین اور سلف صالحین کا دامن چھوڑ کر بزعم خویش اجتہاد کا دعویدار ہوا اس کا انجام اسی طرح ٹھوکریں کھانا اور پے در پے گمراہیوں میں مستغرق ہونا ہے“۔

جس طرح: ”کنزالایمان“ (ترجمۂ اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ) کے دیوبندی وہابی تراجم کے ساتھ تقابلی جائزہ پر مشتمل کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اسی طرح مفتی صاحب نے کمال مہارت و نفاست کے ساتھ ”کنزالایمان“ اور نام نہاد تفسیر منہاج القرآن کا تقابلی جائزہ پیش کر کے ”کنزالایمان“ کی علمی وفنی برتری اور پروفیسری ترجمہ وتفسیر کی خرابی وغلط کاری کو نمایاں کر دیا ہے۔

الفضل الموہبی: اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی عظیم تصنیف ہے جسے مفتی صاحب نے مع حاشیہ شائع کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اعلیٰحضرت کی یہ کتاب جس طرح غیر مقلدین کے ردّ میں ہے۔ بعینہٖ اعلیٰحضرت کے قلم سے اس میں منکر اجماع وفقہ پروفیسر طاہر القادری کا بھی رد ہے اس لیے کہ پروفیسر صاحب نہ صرف غیر مقلد وہابیوں کی پیروی کر رہے ہیں بلکہ ان سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

حضرت خواجہ حمید الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف کے استاذ محترم استاذ العلماء علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی کی تصدیق وفتویٰ

”امابعد طاہر القادری صاحب نے عورت کی پوری دیت سے صرف اجماع صحابہ اور اجماع امت کا ہی انکار نہیں کیا بلکہ اس اجماع کی تحقیر کا ارتکاب کیا ہے جو کہ صرف گمراہی ہی نہیں بلکہ ایسے آدمی کے ایمان کو خطرہ لاحق ہے۔ لہذا قادری صاحب کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس انکار سے توبہ کریں کیونکہ معلوم نہیں کس وقت موت آجائے اور قادری صاحب کے مداحوں اور معاونین پر لازم ہے کہ وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں اور انکار اجماع کی معاونت سے باز رہیں۔“

حررہ الفقیر (مولانا) عطاء محمد چشتی بندیالوی مدرس بھکھی شریف

بھکھی شریف: الجواب صحیح واللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم اعلم (مولانا) سید محمد مظہر قیوم شاہ

خادم دربار عالیہ بھکھی شریف۔

کیرانوالہ: ''جناب علامہ عطا محمد اور دیگر علماء نے دیت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ عین صواب اور شریعت کے مطابق ہے۔ طاہر القادری سراسر غلطی پر ہے اور گمراہی پھیلا رہا ہے۔ مولیٰ کریم اس کو ہدایت دے۔'' السید محمد یعقوب شاہ فاضل بریلی شریف کیرانوالہ سیداں ضلع گجرات

❁ ''حضرت علامہ عطاء محمد صاحب اور حضرت سید محمد یعقوب شاہ صاحب آف کیرانوالہ شریف نے جو کچھ لکھا ہے' یہی درست ہے' طاہر القادری کا فیصلہ غلط ہے۔''

سید محمد شعیب (کیرانوالہ) خطیب جامع مسجد شیر ربانی گوجرانوالہ

صاحبزادہ حامد سعید کاظمی ملتانی نے فرمایا کہ ''غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی بہت پہلے طاہر القادری کو گمراہ قرار دے چکے ہیں۔ اس لیے ہم پر ان کی کسی سیاسی و غیر سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔'' (ندائے اہلسنّت لاہور جون ۱۹۸۹ء)

علامہ محمود احمد رضوی: مہتمم مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور نے فرمایا ہے ''مستورات کو میراث بھی نصف ملتی ہے اور دیت کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ جب نصف میراث پر اعتراض نہیں تو نصف دیت پر اعتراض کیوں کیا جاتا ہے؟ ❁ اصل قانون یہی ہے جو کتاب وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے ❁ اور سب مکاتب فکر کے علماء اس بات پر متفق ہیں۔'' ❁ ''پروفیسر طاہر القادری نے قصاص و دیت کے مسئلہ میں اجماع امت سے جو الگ رائے اختیار کی ہے اس سے جمہور علماء نے اختلاف کیا ہے اور اختلاف درست ہے ❁ لیکن دو مسئلوں میں ان کا جمہور کے خلاف جانے پر میرے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آئندہ وہ کیا گل کھلائیں گے۔ ❁ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی مروجہ سیاست جو ہے' اس میں بڑی لچک ہے اور فکر و عمل میں تضاد کا ہونا اہل سیاست کے نزدیک کوئی بری بات نہیں ہے۔''

مولانا عبد اللطیف حیدر آباد: ''جو مسئلہ مفتیٰ بہ ہو اور اس پر اجماع امت بھی ہو اسی کو اختیار

کرنا راہ سلامتی ہے جیسا کہ عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر علامہ کاظمی صاحب مرحوم اور دیگر اکابرین امت کا موقف ہے۔'' (مولانا) محمد عبداللطیف ایم۔اے جامع مسجد لطیف آباد حیدر آباد

مولانا حافظ محمد حنیف صاحب (فیصل آباد)

''پروفیسر طاہر القادری صاحب علم اصول فقہ سے ناواقف ہیں اور علم اصول فقہ کے مسائل سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ ۞ اسی لیے اہل سنت کے سوا سارے مذاہب والے علم اصول فقہ سے ناواقف ہیں۔ جبھی تو ہر مسئلہ میں نہ سمجھنے کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں۔ ۞ پروفیسر صاحب کا عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر قرار دینے کا دعویٰ بھی بالکل غلط ہے کیونکہ فقہ اور حدیث سے مرفوعاً ثابت ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔''

مولانا محمد شفیع: ''پروفیسر محمد طاہر القادری نے صلحکلیت کی جو مذموم مہم شروع کی ہے وہ مسلک اہل سنت کے لیے زہر قاتل ہے اور پروفیسر کے معتقدین حضرات کا انہیں وقت کا احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) قرار دینا اعلیٰحضرت عظیم البرکت' مجدد ملت کی کردار کشی کی گھناؤنی سازش ہے۔ کہاں وہ مجدد ملت آفتاب علوم ظاہرہ و باطنہ کہ جن کا ہر فرمان و عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت تازہ کردے جو زندگی بھر ثنائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے اور تحریر فرمانے کے ساتھ ساتھ گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برسر پیکار رہے اور کہاں صلحکلیت کے علم بردار حکام کے کاسہ لیس اور مراعات حاصل کرنے والے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اے اہل نظر فرق کرو عشق و ہوس میں

سگریٹ کا دھواں اور ہے آہوں کا دھواں اور

حقیقت تو یہ ہے کہ جس راہ پر پروفیسر مذکور گامزن ہے وہ اہل سنت اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ ایسا شخص علماء اہل سنت اور تعلیمات اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں اقتداء کے لائق نہیں۔ اہل سنت ایسے شخص کو نہ اپنی نمازوں میں امام مقرر کریں اور نہ ہی اس کی مجالس کی رونق بنیں۔'' (فقیر محمد شفیع ڈسکہ)

مولانا غلام رسول قاری صاحب فیصل آباد (ابن مولانا حافظ محمد حنیف صاحب)

''پروفیسر طاہر القادری صاحب گوناں گوں صفات کے حامل ہیں۔ پچھلے چند سالوں سے تو محترم موصوف نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ خاص کر اس ''اتفاقی'' دور میں تو جو قرآن فہمی محترم موصوف کو نصیب ہوئی وہ کسی اور کو نہ مل سکی (خدا کرے کسی کو نہ ملے) آپ ذرا قرآن فہمی کا انداز ملاحظہ فرمائیے۔ پروفیسر صاحب کا ایک خط جو انہوں نے حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں صاحب مرحوم کے جواب میں لکھا' اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں ''میری طرف غلط طور پر منسوب بعض اخبارات و رسائل کے بیانات کی بناء پر گئی اور لوگوں نے مختلف رسائل اور اخبارات میں جو کچھ لکھا ہے۔ میں نے نہ صرف یہ کہ ان کا جواب دینا بھی مناسب نہ سمجھا بلکہ اس طرف توجہ کرنا بھی وقت کا ضیاع تصور کرتے ہوئے ان کے ساتھ قالوا سلٰما کا طریقہ اپنایا ہے۔''

جاھلون: اس قالوا سلٰما میں کون کون داخل ہیں۔ ذرا ان ''جاہلون'' پر (معاذ اللہ) بھی نظر ڈالتے جائیے۔ غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (مسئلہ قصاص و دیت) علامہ عطا محمد بندیالوی مدظلہ' مولانا تقدس علی خاں' مفتی محمد حسین صاحب نعیمی' مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی' مولانا محمد الیاس صاحب قادری' مناظر اسلام مولانا حافظ محمد احسان الحق صاحب قادری' مفتی غلام سرور صاحب قادری (جنہوں نے مسئلہ دیت وغیرہ میں پروفیسر صاحب کے خلاف فتویٰ شرعی صادر فرمایا ہے) غالباً پاکستان میں اہل سنت و جماعت کے جتنے بھی علماء ہیں وہ تقریباً انہی مندرجہ بالا شخصیات کے شاگرد ہیں۔ اس لیے ہم نے انہی کے اسماء گرامی لکھے ہیں جبکہ جانشین اعلیٰحضرت حضرت مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلوی مدظلہ بھی چونکہ ''نابغۂ عصر'' کی شان میں فتویٰ لکھ چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھلا اس پیارے خطاب سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

مولانا رومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ''ایک بکری مکان کی چھت پر کھڑی تھی' نیچے سے شیر گزرا'

وہ بکری شیر کو گالیاں بکنے لگی۔ شیر نے اوپر چھت کی طرف دیکھ کر کہا ذرا چھت سے نیچے آ کر گالیاں دو تو پھر دیکھوں''۔ محترم پروفیسر صاحب ذرا سرکاری اور ''اتفاقی'' چھت سے نیچے آ کر ڈاکٹر اسرار احمد کی سطح پر کھڑے ہو کر دیکھیں۔

سوالات برطاہر: ﴿۱﴾ آپ فرقہ پرستی کے خلاف ہیں۔ آپ نے لندن میں فرمایا ﴿﴾ دیوبندیت' بریلویت کی لعنت یہاں پہنچ گئی ہے۔'' ﴿﴾ نیز ''بریلویت' دیوبندیت' اہل حدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' ﴿﴾ دیگر ''میں فرقہ واریت پر لعنت بھیجتا ہوں''۔ ﴿﴾ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا آپ کسی نئے فرقے کی بنیاد ڈال رہے ہیں کیونکہ کسی فرقہ میں نہ ہونا خود ایک فرقہ ہے۔

﴿۲﴾ کیا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اہل سنت و جماعت نہ تھے؟ کیا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے سنی ہونے پر فخر نہیں فرماتے تھے؟ کیا حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدین گیلانی اہل سنت و جماعت نہیں؟ جبکہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی شیعہ تھے نیز یہ کہ اسماعیلی' بوہرہ اور قادیانی بھی خود کو اسلامی فرقے ہی میں تصور کرتے ہیں۔

﴿۳﴾ جناب پروفیسر صاحب! کیا آپ تقلید کے قائل ہیں؟ اگر مقلد ہیں تو ائمہ اربعہ میں سے کس کے مقلد ہیں؟ نیز اگر مقلد ہیں تو اجتہاد کا دعویٰ کیسا؟ اگر مقلد نہیں تو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور پیر سید طاہر علاؤالدین صاحب قبلہ مقلد ہیں لہذا ایک غیر مقلد کی ایک مقلد سے بیعت کا کیا معنیٰ؟

﴿۴﴾ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''درست العلم حتیٰ صرت قطبا'' اتنے علم کے باوجود انہوں نے اجتہاد کیوں نہ فرمایا جبکہ بصیرت و بصارت کے مخزن تھے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کا علم غوث اعظم کے علم سے زیادہ ہے؟

﴿۵﴾ آپ توہین رسول ﷺ کفر سمجھتے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے، آپ ان کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

(ماہنامہ انیس اہلسنّت فیصل آباد ستمبر ۱۹۸۷ء)

آزاد کشمیر: کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' میں بعض انکشافات' حوالہ جات اور پروفیسر طاہر القادری کی فکری آزادی کے بارے میں پڑھ کر انتہائی دکھ ہوا۔ ان سے مسلکی خدمات کی بڑی توقعات وابستہ تھیں مگر بعض اجماعی مسائل سے انحراف اور اسلاف کرام کی روایات سے اعراض کا معلوم کر کے ساری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ احقر نے جناب پروفیسر صاحب کو بھی خط لکھا ہوا ہے۔ جس کا ہنوز جواب نہیں ملا۔ (صحیح جواب ملے گا بھی نہیں)

(مولانا) محمد بشیر مصطفوی عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم محمدیہ نظامیہ میر پور

کھرکا شریف: ''بندہ پہلے تو پروفیسر صاحب کی بہت تعریف کیا کرتا تھا۔ کیسٹ شدہ تقاریر سماعت کیا کرتا تھا۔ گویا کہ پروفیسر صاحب کا بڑا معتقد تھا لیکن جس وقت مجھے دیت کے مسئلہ کی خبر پہنچی کہ پروفیسر نے اجماع صحابہ و خلفاء وائمہ اربعہ کی مخالفت کی تو اس کی وجہ سے جو محبت والفت میرے دل میں تھی وہ اس طرح نکل گئی کہ جس طرح مکھی وغیرہ کو دودھ سے نکالا جاتا ہے کیونکہ جو شخص اجماع صحابہ وائمہ اربعہ کی مخالفت کرے وہ گمراہ اور بدعتی ہے۔ علاوہ ازیں جب میں نے پروفیسر کی یہ بات سنی کہ میری محفل میں تمام لوگ آ سکتے ہیں۔ اہلحدیث وشیعہ وغیرہ اور میں ان کی دعوتوں میں جا سکتا ہوں تو اس سے بھی دل ان سے متنفر ہو گیا۔ اس لیے کہ رب تعالیٰ اور اس کے حبیب' دوجہاں کے طبیب ﷺ نے غیر مذہب کی مجلس میں جانے سے سخت ممانعت فرمائی ہے جو قرآن اور احادیث وغیرہ میں واضح ہے۔ (صاحبزادہ سید علی عابد شاہ بخاری کھرکا شریف ضلع گجرات)

مولانا عبدالستار خاں نیازی: لاہور (نامہ نگار) ''جمعیت علماء پاکستان کے ایک اجلاس کے دوران ❁ اکابرین جمعیت کے مابین پروفیسر طاہر القادری کے خیالات وافکار پر گفتگو ہوئی۔ ارکان نے اس تاثر کا اظہار کیا کہ پروفیسر طاہر القادری کے خیالات وافکار ارکان کے بقول مسلک اہل سنت سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ❁ مولانا عبدالستار خاں نیازی نے کہا کہ ''وہ پروفیسر طاہر القادری کی کتابیں دیکھنے کے بعد ان کے خیالات سے باخبر ہو گئے ہیں لہذا وہ آئندہ ادارہ منہاج القرآن کے سٹیج پر قطعاً نہیں جائیں گے''۔ ❁ جمعیت کے اس اجلاس میں مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا

عبدالستار خاں نیازی اور پیر برکات احمد مہمان خصوصی تھے۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ ستمبر ۱۹۸۷ء)

اجماع: طاہر القادری وغیرہ منکرین اجماع کے نظریہ کے ردّ میں لکھا ہے کہ ''صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور اولیاء وصلحاء امت کی اتباع۔۔۔توسل منہاج خلافت ہے۔ ﴿﴾ ہر مسئلہ میں اجماع امت اور فقہاء امت کے اجماعی فیصلے کی غیر مشروط اطاعت۔'' ﴿﴾ اتحاد بین المسلمین کا یہ مطلب نہیں کہ اجماع ماضیہ کی گرفت کو بھی ڈھیلا کر دیا جائے بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ماضی کے اجماع کی روشنی میں آئندہ کے اجماع (واجتہاد) کو ختم کیا جائے ﴿﴾ قرآن پاک سورۃ نساء آیت نمبر ۱۱۵ میں سبیل المومنین سے انحراف کو دین میں افتراق وانتشار کا نام دیا گیا ہے اور اہل ایمان کی کثرت رائے کے فیصلے کو محفوظ سمجھا گیا ہے۔'' (کتاب اتحاد بین المسلمین صفحہ ۶۷' ۷۰' ۷۴)

تقدس رضویت حضرت مولانا مفتی تقدس علی خاں صاحب بریلوی (علیہ الرحمتہ)

آپ نے پروفیسر صاحب سے اپنے ایک خط میں جواب طلبی کی تھی اور پروفیسر صاحب نے اس کا ''مفصل جواب'' شائع کر کے اپنی صفائی پیش کرنے کی ناکام کوشش کی تھی مگر حضرت مفتی صاحب نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل پروفیسر صاحب کے جواب کو مسترد کرتے ہوئے اس پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور پروفیسر صاحب کا ''جواب الجواب'' لکھ کر پروفیسر صاحب کو لاجواب کر کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کا وہ تاریخی ''جواب الجواب'' درج ذیل ہے۔

''پروفیسر طاہر القادری صاحب! السلام علیکم! آپ کا تفصیلی خط مجھے ایسے وقت ملا جب میں حرمین طیبین اور بغداد شریف کی حاضری کے لیے پابرکاب تھا۔ وہاں سے تقریباً ایک ماہ بعد واپس آیا تو آپ کے جواب کی روشنی میں دوبارہ خط لکھنا مناسب سمجھا کیونکہ آپ کے اس جواب سے تو متعلقین کے خدشات اور پختہ ہو رہے ہیں۔ جہاں تک تنقید کی بات ہے اگر اس میں حقیقت ہو تو اسے مان لینا چاہیے۔ یہ وسیع النظرفی اور پختہ عملی کی علامت ہے۔ صرف اپنی ہی بات پر اڑ جانے سے تو فرقوں نے جنم لیا ہے۔

دو رنگی: آپ کی ذہانت اور مقبولیت کی بڑی خوشی ہوتی اگر اکابرین امت سے آپ کے خیالات

نہ ٹکراتے۔اس خط میں آپ ایک مقام پر گستاخانِ رسول کے متعلق کفر و ارتداد کا فتویٰ دے رہے ہیں اور دوسری جگہ ان کو علی التحقیق مسلمان بھی تصور کر رہے ہیں۔آپ ذرا وضاحت کریں کہ آپ کے نزدیک کون لوگ گستاخ رسول ہیں اور ان مکاتب فکر کی بھی نشاندہی کریں جو آپ کے نزدیک علی التحقیق مسلمان ہیں اور کیا مندرجہ ذیل عبارتیں گستاخی ہیں کہ نہیں؟

عبارات: مولوی اسماعیل دہلوی نے ''تقویۃ الایمان'' میں لکھا کہ ''جیسا ہر قوم کا چودہری اور گاؤں کا زمیندار' سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی''۔ نیز لکھا کہ ''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔ مولوی قاسم نانوتوی ''تحذیر الناس'' میں لکھتے ہیں ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔ مولوی خلیل احمد نے ''براہین قاطعہ'' میں لکھا ہے کہ ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے''۔

مولوی اشرف علی نے ''حفظ الایمان'' میں لکھا ''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے''۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی مرتبہ کتاب ''صراط مستقیم'' میں لکھا ہے کہ ''نماز میں پیر اور اس کے مانند اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہوں کتنے ہی درجوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔'' (ترجمہ فارسی) اسی طرح قرآن پاک کو نامکمل کہنا جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب بتانا' خلیفہ اول کی خلافت کو غلط تصور کرنا' صحابہ کرام خصوصاً شیخین پر سب و شتم کرنا گستاخی ہے کہ نہیں؟ آپ جس اختلاف کو فروعی اور معمولی سمجھ رہے ہیں ذرا اس کی نوعیت اور سنگینی کو دیکھیں جو بات کفر و ارتداد تک پہنچائے وہ معمولی نہیں ہو سکتی۔آپ نے غلط فہمی پیدا کرنے والی عبارت کو اس

کتاب سے نکلوانے کا وعدہ کیا اور ہم بھی یہ ہی چاہتے ہیں مگر رسالہ ''دید وشنید'' کے غیر ذمہ دار صحافیوں پر آپ نے کیا قدم اٹھایا اور ان کے متعلق کون سی قانونی چارہ جوئی کی۔ صرف مرکز پر رسالہ فروخت نہ کرنے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ اخبارات اور رسائل میں آپ کے انٹرویوز اور تقاریر اگر کبھی غلط رنگ سے چھپ جائیں تو فوری طور اس کے متعلق تردیدی بیان دیا کریں' اسی طرح ناکردہ گناہ اور عوام وخواص کی غلط فہمی خود بخود ختم ہو جائے گی۔

فرقہ واریت: آپ نے لکھا ہے کہ ''آپ کا کسی فرقہ سے تعلق نہیں'' یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ برے فرقہ سے تو اللہ جل شانہ' آپ کو بچائے کیا اچھے فرقے سے بھی آپ کو نفرت ہے؟ واضح ہو کہ امت میں فرقہ بندی موجود ہے۔ ارشاد گرامی ہے کہ ''**تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلهم فی النار الاملة واحدة**'' کسی موجود کا انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا دن کے وقت سورج کا انکار اور جس فرقہ بندی سے امت کی تباہی اور بعض فرقوں کی تکفیر تک نوبت آئی۔ یہ ساری دنیا میں اور ہمارے پاکستان اور ہندوستان میں متعارفہ فرقہ بندی ہے لیکن بعض باتیں ایسی بھی ہوئی ہیں جن میں اختلافات کا ہونا نہ افتراق امت کا سبب بنا نہ اس کی وجہ سے فساد ہوا اور نہ ہی مسلمان اس کو فرقہ بندی شمار کرتے ہیں اور یہ اختلاف' اختلاف امتی رحمة کا مظہر ہے۔ آپ نے بھی اپنی کتاب میں ایسی گروہ بندی کو مستحسن قرار دیا ہے اور یہ وجہ لکھی ہے کہ ایسے اختلافات کی وجہ سے زیادہ تحقیق کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ سمجھئے کہ اس کی مثال شریعت میں حنفیت' شافعیت' مالکیت اور حنبلیت ہے اور طریقت میں قادریت' چشتیت ' نقشبندیت اور سہروردیت ہے۔ یہ فروعی اختلافات کہلاتے ہیں' ان کی وجہ سے نہ کہیں فساد ہوتا ہے نہ کوئی ایک دوسرے کو برا بھلا کہتا ہے اور نہ ہی اس کے متعلق کسی مسلمان کے ذہن میں فرقہ بندی کا تصور ہے۔

اصل فرقہ بندی: عقائد میں اختلاف اور اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام اور خصوصاً حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً خلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین کی توہین و تنقیص کی وجہ سے پیدا ہوئی اور اسی نے مسلمانوں کی جمیعت کو منتشر کر دیا۔ ان میں سے ایک فرقہ شیعہ ہے جو کلام اللہ کو محفوظ و مکمل نہیں

مانتا۔ جبرائیل امین کو غلطی کا مرتکب قرار دیتے ہیں کہ اس نے وحی پہنچانے میں غلطی کی تھی۔ خلفاء ثلاثہ خاص طور پر شیخین کو سب وشتم کرنا اوران پر تبرا کرنا اپنا شعار بنایا ہوا ہے مزید ان کے عقائد کی تفصیل ان کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

فرقہ وہابیہ: سب سے زیادہ تفریق بین المؤمنین اور مسلمانوں کی جمعیت کو تباہ کرنے والا دوسرا فرقہ وہابیہ ہے جو کہ بعد میں دیوبندیت کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کی حدیث میں اطلاع پہلے سے دی گئی اور اس کے پیدا ہونے کی جگہ بھی بیان فرمادی تھی ''**ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن** '' چنانچہ اس فرمان کے مطابق ﴿﴾ ابن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا۔ اس نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا جس کی بنیاد توہین نبی ﷺ اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنے پر رکھی۔ ﴿﴾ اس نے جو کتاب بنام ''کتاب التوحید'' لکھی تھی اس میں کفر وشرک کی اتنی بھرمار ہے کہ آج دنیا میں شاید ہی کوئی مسلمان ان کے اس حکم شرک و کفر سے بچا ہو۔ ان کے متعلق ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں لکھا ''ابن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے'' ہندوستان میں وہابیت کے معلم اول مولوی اسماعیل دہلوی حج کو گئے اور وہ ''کتاب التوحید'' دہلی لے آئے۔ اکثر جگہ بعینہٖ اس کا ترجمہ کر کے اور اپنی طرف سے فائدے بڑھا کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا۔ اسے دیوبندی اپنے عقائد کی اساس قرار دیتے ہیں۔ ''فتاویٰ رشیدیہ'' میں ہے کہ ''تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے''۔ مولوی مودودی نے اپنی کتاب تجدید واحیائے دین میں مولوی اسماعیل کو مجدد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ''تقویۃ الایمان'' اور اس کے مصنف کی تعریف وتوصیف کرنے والے سب اسی فرقے کے نمائندے ہیں۔ غیر مقلد، دیوبندی اور مودودی اسی وہابیت کی مختلف شاخیں ہیں انہوں نے وہابیت کے بدنام ہونے کی وجہ سے اپنے نام بدل لئے ہیں مگر عقیدے وہی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اسے کہتے ہیں: فرقہ بندی اور یہی فرقہ بندی ہے جس نے امت مسلمہ کو گروہوں میں تقسیم کر دیا اوران کا اتحاد پارہ پارہ کر دیا۔ اسی فرقہ بندی کو ہر مسلمان فرقہ بندی سمجھتا ہے اور قابل مذمت

قرار دیتا ہے۔ آپ اپنی کتاب ''فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے'' میں فرقہ بندی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔ ﴿۱﴾ صفحہ ۴۵ ''فرقہ پرستی کی تنگنا ؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کے لیے زوال بغداد کی تاریخ عبرتناک منظر پیش کر رہی ہے''۔ ﴿۲﴾ اسی صفحہ پر ہے ''وزیراعظم کی سیاست شیعہ مسلک کے گرد گھومتی تھی جبکہ خلیفہ کا بیٹا ابوبکر سنی عقائد کا نقیب تھا۔ دونوں فرقے باہم دست وگریبان تھے''۔ ﴿۳﴾ صفحہ ۴۶ ''پھر جو تباہی ہوگی اس میں نہ کوئی بریلوی بچ سکے گا نہ دیوبندی نہ کوئی اہلحدیث اور نہ کوئی شیعہ''۔

بریلویت: صفحہ ۱۱۱ ''بریلویت' دیوبندیت' اہلحدیثیت' شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی اسی کو ہی فرقہ بندی قرار دیتے ہیں اور حنفیت و شافعیت اور قادریت و چشتیت وغیرہ کو آپ نے بھی فرقہ بندیت میں شمار نہیں کیا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ انہیں قابل مذمت فرقوں میں آپ نے بریلویت کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ بریلویوں کے متعلق ایسی باتوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ جن کی بناء پر آپ نے ان کو بھی گستاخ اور بدعقیدہ فرقوں میں شمار کیا ہے۔ یہ افسوسناک بات ہے۔

بریلوی مسلک: واضح ہو کہ بریلویت کسی مذہب کا نام نہیں ہے جو اس سے کسی کو وحشت ہونے لگے۔ یہ ایک مرکز روحانی وعلمی کی نسبت ہے جس نے وہابیت کے فتنہ کا پردہ چاک کیا اور مقام نبی وولی کا تحفظ ودفاع کیا۔ مقر اور منکر کے درمیان امتیاز کی خاطر متعلقین نے اپنا تعارف مرکز علمی کی نسبت سے کروانا شروع کیا اور بریلوی کہلائے ورنہ ان کے عقائد وہی ہیں جو سلف صالحین کے تھے اور یہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہیں۔ آپ کے بقول ''مسلک اہل سنت ہرگز فرقہ نہیں ہے اور امت مسلمہ کا سواد اعظم ہے''۔ ایسے ہی بریلوی مسلک بھی امت ناجیہ کا سواد اعظم ہے اور اسے وقتی تعارف کی ضرورت کے پیش نظر بریلوی کہا جاتا ہے فقط (فقیر تقدس علی قادری رضوی بریلوی' شیخ الجامعہ جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ ضلع خیر پور سندھ)

مفتی قاری محبوب رضا خاں بریلوی کراچی: آپ نے پروفیسر طاہر القادری کے رد

میں دو کتابیں لکھی ہیں۔ ﴿﴾ ''فتنہ طاہری کی حقیقت'' اور ''علمی گرفت پروفیسر'' ﴿﴾ ان دونوں کتابوں میں تفصیل کے ساتھ فتنہ طاہری و پروفیسری مسلک کا رد کیا ہے اور آخر میں بدیں الفاظ اتمام حجت فرمائی ہے کہ ﴿﴾ ''پروفیسر صاحب کے اقوال مذکورہ فی السوال بعض حرام و گناہ اور بعض بدعت و ضلالت اور بعض کلمات کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ اور قائل مذکور بحکم شرع فاسق و فاجر بدعتی خاسر، مرتکب کبائر، گمراہ غادر، اس قدر پر تو اعلیٰ درجہ کا یقین ﴿﴾ اس کے علاوہ اس پر حکم کفر و ارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا۔ راستہ مسدود ہے ایک ہی راہ ہے جس کو اختیار کر کے وہ مسلمان رہ سکتے ہیں۔ ﴿﴾ صدق دل سے توبہ کریں اور بالاعلان توبہ کریں اور اس کو شائع کریں او تجدید نکاح و تجدید بیعت کریں اور آئندہ سوچ سمجھ کر لکھا کریں''۔

(فقیر محبوب رضا قادری رضوی مصطفوی سابق مفتی دارالعلوم امجدیہ کراچی)

تائید: ''فقیر اس کی تائید کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری مذہب حق مذہب اہل سنت سے خارج ہے اور گمراہ بدمذہب ہے۔ اس نے راہ مسلمین سے ہٹ کر الگ اپنا نیا مذہب بنانے کی سعی کی ہے اور اس نے دیوبندیوں، وہابیوں، شیعہ رافضیوں اور بے دینوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور اس کو پسند کرنے کے عمل سے اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے مسلک سے انحراف کیا ہے۔ مولیٰ عزوجل مسلمانوں کو اس نئے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

(فقیر ابوالخیر محمد حسین قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ خادم جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

طاہر القادری اور اس کے والد حقائق کی کسوٹی پر

(مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ فیصل آباد کا متفقہ فتویٰ)

الجواب وھو الموفق للحق والصواب ''طاہر القادری نے جب سب سے پہلے ٹھوکر کھائی اور عورت کی دیت کے مسئلہ میں اجماع امت کی مخالفت کی اور علمائے حق کے سمجھانے کے باوجود رجوع نہ کیا بلکہ ائمہ مجتہدین کو اپنا فریق گردانا اور اپنے اس غلط خیال کو قرآن وحدیث کے مطابق ثابت کرنے کے لیے روزنامہ ''نوائے وقت'' کے کئی کالم کالے کئے تو ہم نے اسی وقت اندازہ لگایا

لیا تھا کہ یہ شخص خطرناک حد تک بہک جائے گا اور امت مسلمہ کو بہت نقصان پہنچائے گا۔

مخبر صادق ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "میری امت کے لیے سب سے زیادہ خطرناک چرب زبان منافق ہے۔" (الجامع الصغیر صفحہ ۸۷، جلد ا)

طاہر القادری: اب بالکل بہک چکا ہے اور اس کی چرب زبانی نے اسے گمراہی کے عمیق ترین گڑھے میں گرا دیا ہے اور اس کا اندرونی خبث کھل کر باہر آ گیا ہے اور اب یہ فریب خوردہ سنیوں کو ان کے اکابر سے بالکل بے تعلق کرنے کے لیے ان کے اکابر علماء کو پھانسی دینے کے خواب دیکھ رہا ہے تاکہ نہ علماء حق رہیں نہ فریب خوردہ سنی عوام اس کے جال سے نکل سکیں۔

طاہر القادری کا خود کو قادری کہنا بھی خطرناک دھوکا ہے کیونکہ قادری کہلانا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی غلامی کو ظاہر کرتا ہے مگر یہ شخص آپ کا غلام نہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔

ہدایات غوث اعظم: فعلی المؤمن اتباع السنة و الجماعة یعنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ سنت و جماعت کی پیروی کریں ❁ اور اہل بدعت (روافض وخوارج) سے پرہیز کریں ❁ نہ ان کی تعداد بڑھائیں، نہ ان کے قریب جائیں، نہ انہیں اپنے قریب لائیں، نہ انہیں سلام کہیں، ❁ نہ ان کے جلسوں میں جائیں، نہ انہیں اپنے جلسوں میں بلائیں، نہ عید وسرور کے موقع پر انہیں مبارک دیں۔ ❁ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں، ان کے لیے رحم کی دعا نہ کریں بلکہ ان سے دور رہیں اور انہیں دور رکھیں ❁ اور انہیں اللہ کا دشمن جانیں۔ ان کے مذہب کے غلط ہونے کا یقین رکھیں ❁ اور ان سب باتوں کو بڑے ثواب اور بڑے اجر کے حصول کا ذریعہ جانیں۔"

(غنیۃ الطالبین مصری صفحہ ۸۰، جلد ا)

عبارت مذکورہ میں جو چیز مسلمانوں پر لازم فرمائی گئی ہے۔ اس کو "طاہر القادری" نے انتہا پسندی سے تعبیر کیا ہے اور اس کی سزا پھانسی بتائی ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیم شریف کا اتنا بڑا باغی ہو کر خود کو قادری لکھنے سے نہیں شرماتا۔ کیا یہ منافقت نہیں؟ کیا یہ دھوکا نہیں؟ کیا یہ جھوٹ نہیں؟

والد کی جھوٹی کہانی: طاہرالقادری نے کہا ہے کہ ''علوم دینیہ میں ان کے (والد) کے اساتذہ میں مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمتہ اور مولانا ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ میں بلامبالغہ کہتا ہوں کہ ''میں نے اپنی زندگی میں علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی شخصیت کو چھوڑ کر پاکستان کے اندر اس جیسا استدلال و استنباط و استخراج نہیں دیکھا جتنا خدا نے ان (والد گرامی) کو عطا فرمایا تھا''۔ (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

جواب: اس عبارت کے ذریعہ طاہرالقادری نے ❁ استاذی المکرّم محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد صاحب ❁ سیدی المکرّم مولانا علامہ ابوالبرکات شاہ صاحب مفتی اعظم پاکستان (قدست اسرارہم) کی شان میں جہاں سخت گستاخی کی ہے' وہاں کئی جھوٹ بھی بولے ہیں کیونکہ ان ہر دو بزرگوں کے علم وفضل کے سامنے ڈاکٹر فریدالدین مرحوم (والد ماجد طاہرالقادری) بالکل لاعلم دکھائی دیتے تھے۔ ان ہر دو علم وفضل کے سمندروں سے اپنے باپ کے علم کو بڑھانا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ جس پر جامعہ رضویہ کے وہ مدرسین گواہ ہیں ❁ جن سے ڈاکٹر فریدالدین مرحوم استفادہ کیا کرتے' عربی عبارات کے اعراب معلوم کیا کرتے اور فقہی جزئیات دریافت کیا کرتے تھے ❁ اور ان میں یہ فقیر بھی شامل ہے اور مولانا مفتی محمد امین صاحب بھی اور حضرت مولانا محمد عبدالقادر شہید (علیہ الرحمتہ) وغیرہ بھی۔ ڈاکٹر فریدالدین جب ہمارے پاس مسائل کی تحقیق کے لیے آتے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی کہ ایک داڑھی منڈا دینی مسائل کی جستجو کر رہا ہے۔ بیٹے پر ماں باپ کی اطاعت بھی لازم ہے اور تعریف وتوصیف بھی لیکن تعریف وتوصیف میں غلط بیانی اور بزرگوں کی توہین درست نہیں۔ محدث اعظم پاکستان' مفتی اعظم پاکستان اور غزالی زماں (قدست اسرارہم) کے ہزاروں تلامذہ پاک وہند میں ایسے موجود تھے اور موجود ہیں جن کے سامنے ڈاکٹر صاحب مرحوم صرف طفل مکتب کی حیثیت رکھتے تھے۔ ❁ مولانا محمد عبداللہ صاحب قصور والے' مولانا مفتی غلام سرور صاحب لاہور والے' مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ والے انہیں مذکورۃ الصدر حضرات کے شاگرد ہیں مگر طاہرالقادری علم وعمل میں مع اپنے والد مرحوم کے ان

کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ واقعہ: ایک بار میں اور ڈاکٹر فرید الدین مرحوم جامعہ قطبیہ جھنگ کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہوئے۔ مجھے کسی نے بتایا کہ ''ڈاکٹر صاحب ادراک حیوانات پر اطلاق علم کو ناجائز سمجھتے ہیں''۔ میں نے **ما من شی الا ویعلم انی رسول اللہ** حدیث پڑھ کر ڈاکٹر صاحب کے خیالات کا رد کیا اور ثابت کیا کہ کتاب وسنت میں ادراک حیوانات پر علم کا اطلاق موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میری تقریر سنی مگر مجھ سے گفتگو کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ بعض حضرات نے گفتگو کرنے پر اصرار کیا تو بھاگنے میں عافیت سمجھ کر جلدی جلدی تشریف لے گئے۔

داڑھی سے گریز: ایک بار ان سے عرض کی گئی کہ ''آپ دوسروں کو وعظ کرتے ہیں مگر آپ خود داڑھی نہیں رکھتے''۔ تو بولے اگر میں داڑھی رکھوں تو مولوی بن جاؤں گا۔ پھر بابو لوگ مجھ سے مستفیض نہ ہو سکیں گے''۔ ان کا خیال تھا کہ لوگ ان کے پاس دوائی لینے اس لیے آتے ہیں کہ وہ داڑھی منڈے ہیں اگر داڑھی رکھ لیں گے تو لوگ دوائی لینی چھوڑ دیں گے۔ (معاذ اللہ) حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے اور یہ جواب حد درجہ لچر ہے اور اس دعویٰ کے منافی ہے جو دعویٰ طاہر القادری نے اپنے باپ کے علم اور روحانی نسبت کی بابت کیا ہے۔ اگر انہیں سلسلہ عالیہ قادریہ سے پختہ نسبت حاصل ہوتی اور قرآن وحدیث وفقہ وتصوف کی تعلیم مکمل کی ہوتی تو ایسا بیہودہ جواب دینے سے ضرور شرماتے اور صاف لفظوں میں اپنی غلطی کا اعتراف کر کے تائب ہوتے اور بال بال کا گناہ تسلیم کرتے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

اگرچہ ریش منڈانے میں ہے صفائی رخ گنہگار مگر بال بال ہوتا ہے

چونکہ ہزاروں علماء ڈاکٹر صاحب سے **علمی تبحر** میں بڑھ کر ہیں لہٰذا طاہر القادری کا یہ جھوٹ ہزاروں جھوٹوں کے برابر ہے۔

دوسرا جھوٹ: طاہر القادری نے کہا ہے کہ ''ایک بڑے اہم مسئلے پر قبلہ کاظمی شاہ صاحب اور قبلہ اباجی کے مابین علمی اختلاف تھا۔ اس مسئلہ پر قبلہ کاظمی شاہ صاحب اور والد صاحب قبلہ کے درمیان دو اڑھائی گھنٹے گفتگو ہوئی۔ قبلہ والد صاحب نے اپنے موقف کے حق میں بیسیوں کتابوں

کے حوالہ جات' عبارات اور مقامات کاظمی شاہ صاحب کے سامنے رکھے اور ان پر بحث کی۔ والد صاحب جو حوالہ' جو عبارت پیش کرتے قبلہ کاظمی شاہ صاحب فرماتے یہ میری نظر سے نہیں گزرا" (قومی ڈائجسٹ)

جواب: پہلی عبارت میں محدث اعظم پاکستان اور مفتی اعظم پاکستان سے اپنے باپ کو بڑھا کر ان کی گستاخی کی تھی اور اس عبارت میں غزالی زماں علیہ الرحمتہ سے بڑھا کر ان کی بھی گستاخی کر ڈالی۔ ❁ سچ ہے جس متکبر کے دل کو بزرگوں کے بغض اور بے دینوں کی حب نے کالا کر دیا ہو وہ کسی کو معاف نہیں کرتا۔ ❁ قبلہ کاظمی شاہ صاحب علیہ الرحمتہ جیسے پیکر علم و فضل سے کسی مسئلہ میں اختلاف کر کے ان کے حضور ڈاکٹر فرید الدین جیسے آدمی کا دو اڑھائی گھنٹے تک صرف بیٹھنا بھی ممکن نہیں۔ ان سے بحث کرنا تو بڑی دور کی بات ہے۔ ع...... ایں خیال است و محال است و جنوں کیا طاہر القادری میں ہمت ہے کہ ان بیسیوں کتابوں کے نام بتائے جو علامہ کاظمی صاحب کی نظر سے نہیں گزری تھیں اور اگر ایسی کتب کے نام نہ بتا سکیں اور ہرگز نہ بتا سکیں گے تو انہیں چاہیے کہ اس جھوٹ سے جو بیسیوں جھوٹوں کے برابر ہے۔ علی الاعلان توبہ کریں اور آئندہ جھوٹ جیسی رسوا کن گفتگو سے احتراز کریں اور سچ بولنے کا عزم بالجزم کریں۔

تیسرا جھوٹ: طاہر القادری نے کہا ہے کہ "والد صاحب کو سلطان العارفین حضرت باہو علیہ الرحمتہ کی بیداری میں زیارت ہوئی۔" ❁ دمشق میں انہیں ایک ابدال نے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' یا دکتور کہہ کر پکارا۔ پھر اس ابدال کی مدینہ طیبہ میں تراویح کے دوران زیارت ہوئی۔ ❁ سیدنا حضرت علی شیر خدا کی روح مبارک ایک نور بن کر چمکی۔ انہوں نے بیداری کے عالم میں والد صاحب کو اپنی زیارت کروائی اور پکڑ کر مدینہ پاک پہنچا دیا۔ ❁ مجھے یہاں میاں صالح محمد نے فرمایا "ہم تمہارے والد کو بڑے بڑے اولیاء کی مجالس میں دیکھتے ہیں۔ یہ اونچی کچہریوں میں حاضر ہوتے ہیں"۔ ❁ ابا جی اعتکاف میں تھے کہ پچیسویں شب رمضان حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا "فرید الدین اٹھو آج لیلۃ القدر ہے۔ آج بارہ بج کر پچاس منٹ پر وہ مبارک گھڑی ہے۔" (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

جواب: یہ سب باتیں فی نفسہ ممکن ہیں لیکن ڈاکٹر فریدالدین مرحوم کے ساتھ اگران میں سے کوئی ایک واقعہ پیش آیا ہوتا توان کا دل فی الفور جگمگا اٹھتا اور وہ سنت رسول (ﷺ) کے مطابق داڑھی رکھنے کا عزم بالجزم فرما لیتے اور سال ہا سال تک سنت رسول اللہ (ﷺ) کے قتل کرنے کا جو جرم عظیم کرتے رہے۔اس پر اتنے نادم ہوتے کہ ان کے کپڑے آنسوؤں سے تر ہو جاتے اور تادم واپسیں رورو کراس گناہ کی معافی مانگتے۔سنا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے اخیر زمانے میں داڑھی رکھ لی تھی مگر سنت کے مطابق یکمشت نہ ہوسکی کہ وہ فوت ہوگئے۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

چوتھا جھوٹ: ''نجدی علماء سے توسل شفاعت وغیرہ مسائل پر والد صاحب نے مناظرے کئے۔ ہر روز بادشاہ بھری مجلس میں اعلان کرتا'' اے علماء عرب !تم ہار گئے اور دکتور فریدالدین تم جیت گئے۔''(حوالہ مذکور)

جواب: نجدی وہابی مذہب سراسر جھوٹا ہے اس لیے ان سے جب کبھی کسی سنی عالم نے مناظرہ کیا تو نجدیوں نے شکست ہی کھائی۔اس لیے جتنا علم ڈاکٹر فریدالدین کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اتنے علم والا نجدیوں کو شکست تو دے سکتا ہے مگر طاہرالقادری کی گھڑی ہوئی کہانی ساری کی ساری جھوٹی ہے کیونکہ ﴿﴾ اگر بادشاہ نے ہر روز وہابیوں کی شکست کا اعلان کیا ہوتا تو سارا سعودی معاشرہ وہابیت کے ناپاک جراثیم سے پاک ہو گیا ہوتا اور ہر گھر آفتاب سنیت سے جگمگاتا نظر آتا مگر ایسے ہوا نہیں بلکہ وہ لوگ وہابیت میں پہلے سے زیادہ پختہ ہو گئے کہ ہر سال کروڑ ہا ریال وہابیت ونجدیت کی تبلیغ کے لیے پاک وہند میں خرچ کر رہے ہیں اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے گستاخوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہیں اور قیامت کے آثار نمایاں طور پر دکھائی دے رہے ہیں کہ ''صبح کو مومن ہوں گے،شام کو کافر ہو جائیں گے۔شام کو مومن ہوں گے، صبح کو کافر ہو جائیں گے۔''

متفقہ فتویٰ: طاہرالقادری کی بابت اس کی تحریر وتقریر کے پیش نظر یہ متفقہ فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ﴿﴾ یہ شخص اگر پہلے سنی تھا تو اب سنی نہیں رہا۔ ﴿﴾ اگر پہلے قادری تھا تو اب قادری نہیں رہا۔ ﴿﴾ اگر پہلے علماء حق اہلسنت وجماعت کا محبّ تھا تو اب نہیں رہا۔دشمن بن چکا ہے۔ ﴿﴾ اس کی

اقتداء میں نماز پڑھنی منع ہے۔ ﴿﴾ اس کے منہاج القرآن میں بچوں کو تعلیم دلانا خطرناک ہے۔
﴿﴾ اس کی تقریر و وعظ سننا مہلک ہے۔

کیونکہ سنی: ہونے کیلئے صرف میلاد و معراج کی محافل میں شریک ہونا اور اعراس و فاتحہ خوانی کو جائز سمجھنا کافی نہیں بلکہ تمام عقائد حقہ کا ماننا بھی ضروری ہے اور گستاخان بارگاہ رسالت و گستاخانِ بارگاہ خلافت و گستاخانِ بارگاہ اہل بیت سے متنفر بیزار ہونا بھی ضروری ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا ''اللہ و رسول (جل مجدہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے دوستوں سے دوستی رکھو اور ان کے دشمنوں سے دشمنی کرو کیونکہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں ہوسکتی اس کے بغیر کوئی آدمی لذت ایمان نہیں پاسکتا اگرچہ اس کی نمازیں بھی زیادہ ہوں اور روزے بھی'' (کنزالعمال ج ۱، ص ۲۸۸)

طاہر القادری چونکہ تمام بے دینوں سے' خارجیوں' رافضیوں سے' شان رسالت و شان ولایت کے دشمنوں اور باغیوں سے محبت کرتا ہے' انہیں اپنی جماعت میں شامل کرتا ہے شیعوں' سنیوں میں فرق نہیں کرتا اس لئے یہ اللہ کی دوستی سے محروم ہے اور لذت ایمان سے بھی نا آشنا ہے' مذہب اہلسنّت و جماعت سے خارج ہے اور سنیوں کا مخالف ہے''۔ (مولانا حافظ) ابوالبیان محمد احسان الحق قادری رضوی مدرس مرکزی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

تصدیق مدرسین: شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی ﴿﴾ (مفتی) محمد اسلم رضوی ﴿﴾ محمد حبیب الرحمٰن ﴿﴾ ابوصالح محمد بخش ﴿﴾ محمد نظام الدین ﴿﴾ محمد سعید نقشبندی ﴿﴾ قاری محمد اقبال مدرسین مرکزی دارالعلوم اہلسنّت جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد۔

شارحِ مشکوٰۃ، مفسر قرآن علامہ مفتی احمد یار خاں اور اہمیت اجماع

اجماع امت دلیل قطعی ہے...... رب تعالیٰ نے مخالفت رسول اور مخالفت اجماع دونوں کی سزا جہنم قرار دی لہذا خلافت صدیق و فاروق کا منکر قطعی کافر ہے کہ وہ اجماع صحابہ کا انکاری ہے۔
﴿﴾ تقلید ائمہ ضروری ہے کیونکہ یہ عام مسلمانوں کا راستہ ہے تمام اولیاء' علماء' محدثین' مفسرین مقلد

ہوئے۔ ان کی مخالفت کر کے غیر مقلد بننا مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا ہے اور اس آیت (کی وعید) کے تحت داخل ہے ۔ ﴿﴾ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی جماعت میں رکھے۔ ﴿﴾ ہمیشہ وہی عقائد رکھو جو آج تک عام مسلمانوں کے ہیں عام اہل اسلام کے خلاف عقیدہ اختیار نہ کرو"۔ (تفسیر نعیمی ج:۵، ص:۴۵۸)

مرآت شرح مشکوٰۃ: میں حدیث وَهِيَ الْجَمَاعَةُ کے تحت فرمایا ﴿﴾ "جنتی ہونے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے ۔ سنت کی پیروی اور جماعت مسلمین کے ساتھ رہنا اسی لئے ہمارے مذہب کا نام اہلسنّت و جماعت ہے ﴿﴾ جماعت سے مراد مسلمانوں کا بڑا گروہ ہے" (مرأۃ جلد اول ص:۱۷۰) ﴿﴾ حدیث اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِيْ عَلٰى ضَلَالَةٍ کے تحت فرمایا "مسلمانوں کا اجماع برحق ہے جس پر سارے علماء و اولیاء متفق ہو جائیں وہ ایسا ہی لازم العمل ہے جیسے قرآن کی آیت اس حدیث کی تائید اس آیت سے ہے۔ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... اجماع امت کا حجت ہونا یہ بھی سنت کی خصوصیت ہے...... ﴿﴾ حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کے تحت فرمایا "ہمیشہ وہ عقیدے اختیار کرو جو مسلمانوں کی بڑی جماعت کے ہوں۔ یہ حدیث منصوص اور غیر منصوص سارے احکام کو شامل ہے آیات و احادیث کے جو معنی مسلمانوں کی بڑی جماعت نے سمجھے ہیں وہی حق ہیں۔ آج اگر کوئی نئے معنی بتائے تو جھوٹا ہے" (مرأت ص:۱۷۱) ﴿﴾ "جس نے مسلمانوں کی بڑی جماعت کے خلاف عقیدے اختیار کئے تو جماعت تو جنت میں جائے گی اور یہ (مخالف) دوزخ میں یہ حدیث تا قیامت بد مذہبیت سے بچنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ اگر مسلمان اس پر کاربند رہیں تو چھوٹے چھوٹے (نئے نئے) فرقے خود بخود ختم ہو جائیں" (مرأت ص:۱۷۲)

سوال: حضرت مفتی صاحب مرحوم نے تفسیر نعیمی میں لکھا ہے کہ "امام اعظم کے ہاں عورت، مرد، بچہ، جوان سب کی دیت یکساں ہے" اور اس میں پروفیسر صاحب کے موقف کی تائید ہے کہ عورت کی آدھی نہیں بلکہ پوری دیت ہے۔

جواب: اوّلاً۔ مفتی صاحب کی تفسیر میں عورت کی دیت پوری ہونے کوئی تصریح نہیں۔ صرف

اتنا فرمایا کہ'' عورت ،مرد، بچہ، جوان سب کی دیت یکساں ہے'' اور یکساں کا مطلب عورت کی دیت پوری ہونا نہیں بلکہ یکساں ''لازم'' ہونا ہے کہ عورت کی دیت بھی لازم ہے اس کا خون ضائع نہیں جائے گا۔ باقی رہی مقدار تو وہ بالا جماع عورت کی نصف دیت ہے اور اجماع کی اہمیت و اجماع پر عمل کے متعلق مفتی صاحب کی پر زور تصریحات نقل کی جا چکی ہیں لہذا پروفیسر صاحب کے خلاف اجماع موقف کی تائید میں مفتی صاحب کا حوالہ دینا سراسر ہٹ دھرمی ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو وہ اجماع پر اس قدر زور دیں اور دوسری طرف خود اجماع کے خلاف قول کریں

ثانیاً: مفتی صاحب نے صرف عورت مرد کی یکساں دیت لکھنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس عبارت کے ساتھ ہی تفصیل جاننے کیلئے کتب فقہ تفسیر کبیر اور تفسیر خازن ملاحظہ کرنے کا حکم فرمایا ہے جبکہ ان سب کتب میں عورت کی نصف دیت ہی کا ذکر ہے لہذا مفتی صاحب کی ادھوری عبارت سے غلط تاثر دینا بالکل ناجائز ہے۔

ثالثاً: تفسیر نعیمی میں (اسی موقع پر) مفتی صاحب نے ''دسواں فائدہ'' کے تحت فرمایا کہ'' دیت مقتول کے ورثاء کو بطور میراث ملتی ہے'' اور چونکہ میراث میں عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے لہذا اس سے ثابت ہوگیا کہ عورت کی دیت بھی مرد سے نصف ہے اور دیت و میراث میں مماثلت ہے۔

رابعاً: حضرت مفتی صاحب کے استاد محترم صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی (علیہ الرحمۃ) نے آیۂ مبارکہ فدية مسلمة الٰى اهلهٖ کے تحت لکھا ہے کہ''یعنی (دیت) اس (مقتول) کے وارثوں کو دی جائے اور وہ اسے مثل میراث کے تقسیم کرلیں''۔(پ۵ رکوع ۱۰)

اس سے بھی دیت کا مثل میراث ہونا واضح ہوگیا اور ان تمام شواہد سے عورت کی نصف دیت کے مسئلہ کی تائید ہوگئی۔اب ان حقائق کے بالکل برعکس مفتی صاحب پر عورت کی پوری دیت کا الزام بڑی زیادتی و ناانصافی کی بات ہے جو کہ نہ صرف خود صراط مستقیم سے بھٹکنا بلکہ بزرگوں کو بھی ناحق اپنے ساتھ ملوث کرنے کی ناکام کوشش کرنا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

خامساً: بالفرض تفسیر نعیمی میں اگر عورت کی پوری دیت کی تصریح بھی ہوتی (حالانکہ ایسا نہیں ہے)

تو پھر بھی اجماع امت کے بالمقابل وہ حجت نہ ہوسکتی اور اجماع امت ہی واجب العمل ہوتا جیسا کہ مفتی صاحب نے خود اس کی تاکید شدید فرمائی ہے ویسے بھی عقل ونقل کی روشنی میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کسی ایک قول کی بناپر اجماع امت کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ ہاں ایسا ہوسکتا ہے کہ اجماع کے پیش نظر کسی بزرگ کا قول چھوڑ دیا جائے اور اس بزرگ کو سہو ونسیان وغیرہ کے عذر کے باعث معذور رکھا جائے۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق۔

تائید وتصدیق: ۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ کو مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی کے صاحبزادے مولانا مفتی محمد مختار احمد صاحب نعیمی جامع مسجد زینت المساجد میں فقیر کے پاس آئے اور انہوں نے فقیر کی مذکورہ تشریح کی تائید کی اور فرمایا کہ ''تفسیر نعیمی کے آئندہ ایڈیشن کے حاشیہ پر بھی اس کی وضاحت کردی جائے گی''۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری اور ان کی تفسیر ضیاء القرآن

عورت کی نصف دیت اور اجماع امت کا مسئلہ چونکہ بہت اہم اور قطعی مسئلہ ہے اس لئے دیگر کتب احادیث وتفاسیر وفقہ کی طرح مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی نے اپنی تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے آیۃ فدیۃ مسلمۃ الیٰ اھلہٖ کے تحت تفسیر ''قرطبی'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ دیۃ الحر المسلم مائۃ ابل فی کل زمان یعنی ہر زمانہ میں آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ ہے۔ (ضیاء القرآن ص ۳۷۷) اور تفسیر ''ضیاء القرآن'' کے ماخذ تفسیر ''قرطبی'' میں عورت کی دیت کے متعلق پھر بطور خاص لکھا ہے کہ ''نصف وراثت اور نصف شہادت کی طرح عورت کی دیت (خون بہا) بھی مرد سے نصف ہے اور اس مسئلہ پر علماء امت کا اجماع ہے۔

(ملخصاً قرطبی ج ۳ جز خامس ۳۲۵)

منکر اجماع کا حکم: عورت کی نصف دیت اور اس پر اجماع امت کی تصریح کے بعد تفسیر ''ضیاء القرآن'' میں اجماع کے مخالف ومنکر کا حکم بھی بڑی اہمیت وشدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے چنانچہ آیۂ مبارکہ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہُ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل

المومنین کے تحت پیر صاحب نے وضاحت وصراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ ''اس بدنصیب کا کیا حال ہوگا رحمت وتوفیق الٰہی نے جس کی دستگیری چھوڑ دی ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ﴿۱﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ﴿۲﴾ اور اجماع امت کی مخالفت سے انسان توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے ﴿۳﴾ اور شیطان کے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے تگنی کا ناچ نچاتا ہے''۔ (ضیاء القرآن ص ۳۹۲)

صراط مستقیم: اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں پیر صاحب نے لکھا ہے کہ (صراط الذین انعمت علیھم) ''ان الفاظ میں راہ حق کی ایسی نشاندہی فرمادی تا کہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو وہ اسے پہچان لے فرمایا جن لوگوں پر میں نے انعام واکرام فرمایا ہے (انبیاء، صدیقین، شہداء وصالحین) جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اب خود سوچ لو کس راہ پر ان نفوس قدسیہ کے نقوش پا ہیں''۔ (ضیاء القرآن ص ۲۶)

خلاصہ: تفسیر ''ضیاء القرآن'' و ''قرطبی'' کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ ﴿۱﴾ مرد کی بہ نسبت عورت کی دیت نصف ہے جیسا کہ اس کی وراثت وشہادت بھی نصف ہے ﴿۲﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی طرح اجماع امت کی مخالفت کرنے والا شخص بھی بدنصیب اور شیطان کا کھلونا ہے ﴿۳﴾ بزرگان دین واجماع امت کا راستہ ہی صراط مستقیم وراہ حق اور سیدھا راستہ ہے اور جس بدنصیب نے ان کی پیروی کی بجائے از خود کوئی نیا راستہ اختیار کیا اس نے راہ حق وصراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرت بریلوی کا سدا بہار روح پرور پیغام

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجئے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

نعرہ کیجئے یا رسول اللہ کا
مفلسو! سامان دولت کیجئے

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ظالمو۔ محبوب کا حق تھا یہی ؟
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضورؐ
جانب مہ پھر اشارت کیجئے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضاؔ (رحمۃ اللہ علیہ)

یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

(صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ وصحبہٖ وسلم)

☆☆☆☆☆☆☆☆

(جون، جولائی ۱۹۸۸ء سے جون، جولائی ۱۹۸۹ء تک)

ایک سال کئی کرشمے فاعتبروا یا اُولی الاَبصار (الآیہ)

ایک دورافتادہ علاقہ کے ایک نوجوان شخص کو اس کی نوعمری میں ہی قدرت نے اپنی بے نیازی سے اسے مختلف صلاحیتوں سے نوازا اور شہرت و دولت سے بھی مالا مال کیا مگر پنجابی محاورہ کے مطابق ''بھانڈا چھوٹا چیز بہتی'' وہ نوجوان ان چیزوں کا متحمل نہ ہوسکا اور عجز و تواضع اور سجدۂ شکر کی بجائے آتش دولت و شہرت نے اس کی نفسانیت کو ایسے بھڑکایا کہ حب جاہ و ہوس شہرت نے اسے چین سے نہ بیٹھنے دیا اور وہ اپنی نفسانیت کی تسکین کیلئے نت نئے کرشمے دکھانے لگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

زیرنظر مضمون: میں اس کے گذشتہ سال کے بعض کرشموں کی جھلک دکھائی گئی ہے۔ پڑھیئے عبرت حاصل کیجئے اور اس شخص کے جال میں پھنسنے سے بچ جایئے کیونکہ اس میں حب جاہ و ہوس، شہرت، انانیت و نفسانیت کے سوا کچھ نہیں۔

گذشتہ ماہ جون: میں اس نے اپنی دولت و وسائل کے بل بوتے پر لاکھوں کروڑوں روپیہ کے خرچہ سے ''لندن کانفرنس'' کا انعقاد و پروپیگنڈا کیا اور وہاں سے واپسی پر لاہور میں اپنا جلوس نکلوایا اور یہ مژدہ سنایا کہ ''اسلامی دولت مشترکہ'' قائم کر دی گئی ہے ❁ جو امریکہ اور روس کے گھمنڈ کو خاک میں ملادے گی ❁ مسلمان کسی کے محتاج نہیں رہیں گے ❁ اور اسی سال کے آخر میں پاکستان میں بین الاقوامی کانفرنس اور مصر میں عالمی کنونشن منعقد کیا جائے گا'۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ جون ۱۹۸۹ء)

مگر دیکھ لیجئے: کہ حالات نہ صرف جوں کے توں ہیں بلکہ برابر بگڑتے جارہے ہیں اور مذکورہ اعلانات میں سے کوئی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ بس ایک کرشمہ دکھانا تھا وہ دکھا دیا گیا۔ اللہ اللہ خیر سلا

دوسرا کرشمہ: حضرت پیر طاہر علاؤالدین صاحب کوئٹہ کے صاحبزادگان کا اپنے ننھال کے رشتہ داروں میں ایک خاص قسم کی کار پر تنازعہ ہوگیا جس پر بعض لوگوں نے دو صاحبزدگان کو کچھ دیر اغوا

کر کے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ﴿﴾ اس شخص نے کوئٹہ کی بجائے گذشتہ جولائی کو لاہور میں احتجاجی سلسلہ شروع کر کے اخبارات وغیرہ میں قیمتی اشہارات کی بھرمار کر دی۔ مختلف شہروں کا دورہ کیا اور لوگوں کو ناموس غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا واسطہ دے کر ۲۰ جولائی کو لاہور ایک جلوس کی صورت میں اکٹھا کیا ﴿﴾ اور اس کے بعد ۴ اگست ۸۸ء کو کفن بردار احتجاجی مظاہرہ کا اعلان اور اس کی تشہیر شروع کر دی اور جب کفن پہننے اور مظاہرہ کرنے کا وقت قریب آیا تو کچھ وقت پہلے کفن برداری کی بجائے وزیر اعلیٰ نواز شریف کو ساتھ لے کر چپکے سے حکام بلوچستان کے پاس جا کر کچھ طے کر لیا اور لاہور آ کر اپنے ہی طور پر اعلان کر دیا کہ ملزم گرفتار اور کفن بردار جلوس ملتوی۔ گویا:

ع...... کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اعلانات: مذکورہ احتجاج کے دوران اس شخص نے مختلف اعلانات کر کے اپنی شعبدہ بازی کا مظاہرہ کیا ﴿﴾ کہ حکومت کو غوث اعظم کے فقیروں کی قوت کا اندازہ نہیں۔ یہ درویش اگر بپھر گئے تو حکومت کا خاتمہ کر دیں گے۔ ہم سے جو ٹکرائے گا' پاش پاش ہو جائے گا ﴿﴾ ماریں گے مر جائیں گے' تحریک ہم چلائیں گے ﴿﴾ ہماری ٹکر امریکی اور روسی سامراج اور عالم یہودیت سے ہے۔ ان چھوٹی موٹی حکومتوں سے محاذ آرائی تو ہمارے منصب سے گری ہوئی بات ہے' لیکن صاحبزادگان کے اغوا پر ہم احتجاج کی راہ چلنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ جولائی ۱۹۸۸ء)

﴿﴾ لاہور کے کفن بردار جلوس میں گیارہ لاکھ افراد شرکت کریں گے یا حکومت رہے گی یا ہم رہیں گے۔ (اخبار جنگ لاہور ۲ اگست ۸۸ء) ﴿﴾ شیخ المشائخ کے کروڑوں عقیدت مند عظیم احتجاجی مظاہرہ کر کے حکومت کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیں گے۔ حکومت کے ہوش ٹھکانے لگا دیں گے ﴿﴾ یا انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں یا حکمران نیست و نابود ہو جائیں۔ ہم نے طارق بن زیاد کی طرح کشتیاں جلا دی ہیں ﴿﴾ ہمارے اٹھے ہوئے قدم کسی بھی صورت واپس نہیں پلٹ سکتے''۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۸۸ء)

اہل علم و دانش: غور فرمائیں کہ اس شخص کی مذکورہ دھمکیوں کو ''بڑھکیں مارنے'' کے علاوہ اور کیا

کہا جا سکتا ہے ﴿﴾ اور اگر غوث اعظم کا یہ فقیر اتنا پہنچا ہوا ہے کہ ﴿﴾ اس کے بپھرنے سے حکومت

کا خاتمہ ہوسکتا ہے ﴿❁﴾ اور چھوٹی بڑی حکومتیں تہ و بالا ہوسکتی ہیں تو پھر اسے اتنا پروپیگنڈا کرنے ﴿❁﴾ کفن بردار جلوس نکالنے اور گیارہ لاکھ بلکہ کروڑوں عقیدت مندوں کو اکٹھا کرنے کے ہوائی و کاغذی اعلانات کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور اگر اعلان کر ہی دیا تھا تو پھر پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو ساتھ لے کر بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر کسی سودا بازی کی ضرورت کیا تھی؟ ﴿❁﴾ لاکھوں کروڑوں کا کفن بردار جلوس دیکھ کر حکومت خود اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتی ﴿❁﴾ صاف ظاہر ہے کہ کفن بردار جلوس کا اعلان کرنے کے بعد آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گیا تھا اس لئے کفن پوشی سے پہلے حکومت بلوچستان کے ہاں حاضری ضروری ہوگئی تھی ﴿❁﴾ اس شخص کے بقول اگر صاحبزادگان کے اغوا کا ملزم واقعی گرفتار ہو گیا تھا تو اس کو کیا سزا ملی' اتنے بڑے اغوا پر قانون وانصاف کا تقاضہ کیسے پورا ہوا اور ملزم کون سے قانونی شکنجے میں جکڑا گیا؟ مگر یہ شخص ان سوالات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ شو دکھانا تھا سو دکھا دیا۔

تیسرا کرشمہ: ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۰۹ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۸۸ء میں بارہویں رات (شب ولادت) باسعادت میں مخلوط ''ختم نبوت کانفرنس'' کا مینار پاکستان لاہور انعقاد کیا۔ جس میں شیعہ مودودی، دیوبندی، وہابی مولویوں کو بھی مدعو کر کے ایک نام نہاد مخلوط ''سپریم کونسل'' کی تشکیل کی اور لوگوں کو اکٹھا کرنے کیلئے یہ اعلان کیا کہ ''میں اس کانفرنس میں نماز فجر تک مرزا طاہر قادیانی کا انتظار کروں گا اگر اس نے کانفرنس میں آ کر میرے ساتھ مباہلہ کیا تو ﴿❁﴾ نماز فجر سے پہلے یا مسلمان ہو جائے گا یا ہلاک ہو جائے گا ﴿❁﴾ اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوئیں تو میں اپنا سر قلم کر دونگا'' حالانکہ دولت و وسائل کے بل بوتے پر حصول شہرت کیلئے یہ بھی محض ایک خیالی شعبدہ بازی تھی۔ اس لئے کہ ﴿❁﴾ مرزا قادیانی نے نہ لاہور آنا تھا ﴿❁﴾ نہ آ سکتا تھا ﴿❁﴾ کیونکہ اس نے اعلان کر دیا تھا کہ مباہلہ آمنے سامنے نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ بد دعا کی جائے گی مگر اس کے باوجود طاہر القادری صاحب نے محض لوگوں کو اکٹھا کرنے اور اپنا ڈرامہ دکھانے کے لئے یہ سب کچھ کیا اور منکرین میلاد و مخالفین صحابہ' بد مذہب و بے ادب مولویوں کی ''سپریم کونسل'' قائم کر کے اپنی ہوس صلحکلیت کو تسکین بہم پہنچائی ورنہ اگر واقعی مرزا قادیانی کے ساتھ مباہلہ و اتمام حجت کیلئے

پروفیسر صاحب مخلص تھے تو یہ اپنے وسائل کے بل بوتے پر بڑی آسانی سے لندن جاکر مرزا کا گھیراؤ کرتے اور اس کے علاقہ میں ڈیرہ جمالیتے۔ جیسا کہ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے لاہور پہنچنے پر خود ہی لاہور تشریف لے جاکر ڈیرہ جمالیا اور اس وقت تک اس کو نہیں چھوڑا جب تک کہ وہ خائب وخاسر ہو کر فی النار نہیں ہوگیا۔ یہ ہے جذبہ حق کا مظاہرہ، نہ کہ طاہر القادری کا نمائشی شو اور عوام کی تماش بینی۔

چوتھا کرشمہ: طاہر القادری نے اپنے پروگرام کے آغاز میں ادارہ ''منہاج القرآن'' قائم کر کے سیاست سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا اور اپنی درویشی و بشارات وکرامات کی خودساختہ کہانیاں سنا کر عوام کا ایک حلقہ بنایا اور پھر میدان کچھ ہموار دیکھ کر اپنی ہوس شعبدہ بازی وحصول اقتدار کیلئے ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو میدان سیاست میں چھلانگ لگادی۔

درویشی سے چیئرمینی تک: پروفیسر صاحب کے اعلان سیاست کے بعد ''منہاج القرآن'' کی بہ نسبت دوسری پارٹی ''عوامی تحریک'' کا پروپیگنڈا زیادہ ہوگیا اور ''مولانا طاہر القادری نے ''بھٹو اور ماؤ'' کی طرح ''چیئرمین'' کہلانا شروع کردیا اور ''مفسر قرآن'' کے ''قرآنی نکات'' کی بجائے مروجہ سیاست ومعیشت اور اقتدار کیلئے عوام کو لالچ دینے اور سبز باغ دکھانے پر زور خطابت صرف ہونے لگا۔ حالانکہ پہلے فرمایا کرتے تھے کہ ''میں سیاسی آدمی نہیں نہ سرکاری دھڑے کا۔ نہ اپوزیشن کا۔ میں درویش ہوں۔ دین کا خادم ہوں ﴿﴾ میں نہ آج تک کسی سیاسی جماعت سے وابستہ رہا ہوں اور نہ رہوں گا اور نہ ہی اس طرح کی سیاسی جماعت بنانے کا ارادہ ہے کہ میں خود براہ راست سیاست میں اُلجھوں''۔ (انٹرویو ''دیدشید'' ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

نواز شریف: درویشی سے چیئرمینی تک کی قلابازی کے بعد ایک اور نیا کرشمہ بھی دیکھنے میں آیا کہ وہی وزیر اعلیٰ نواز شریف جو چیئرمین طاہر القادری کا پیر بھائی ہے جو دیگر نوازشات کے علاوہ پروفیسری کانفرنس لندن میں بھی جا شریک ہوا اور جس نے صاحبزادگان کے اغوا کے سلسلہ میں پروفیسر کو ساتھ لے جاکر بلوچستان حکومت سے مذاکرات کئے اور جس کے متعلق پروفیسر صاحب

دعا گو رہتے اور یہ فرمایا کرتے کہ ''نواز شریف جیسا شریف اور دیانتدار کوئی وزیر اعلیٰ نہیں آیا''۔ (رسالہ دید شنید)۔اب اسی نواز شریف کے متعلق ''چیئرمین'' صاحب فرماتے ہیں کہ'' میاں نواز شریف ہوس اقتدار میں اندھے ہوگئے ہیں اور وہ اپنے موجودہ اور ضیا دور میں غریبوں کیلئے مختص اربوں روپے کی رقم ہضم کر گئے ہیں''۔(اخبار مشرق ۲۳ جولائی ۱۹۸۹ء ، جنگ ۲۵ جولائی ۱۹۸۹ء)

(مودودی ازم کی طرف ایک اور قدم)

کیمرہ کی چمک اور تالیوں کی گونج میں انقلاب مصطفوی کا اعلان

یادش بخیر: فرقہ طاہریہ کے سربراہ پروفیسر طاہر القادری نے ۲۵ مئی کو موچی دروازہ لاہور میں کیمرہ کی چمک ، فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیوں کی زبردست گونج میں دس سال میں انقلاب مصطفوی برپا کرنے کا اعلان کر دیا ہے سابق صدر ضیاء الحق تو صاحب اقتدار ہونے کے باوجود گیارہ سال میں انقلاب برپا نہیں کر سکے۔دیکھئے پروفیسر صاحب کی مجموعہ تضادات شخصیت دس سال میں کیا گل کھلاتی ہے۔

بہر حال: اس وقت دکھانا یہ ہے کہ ایک طرف تو اپنی نمود و نمائش کیلئے اس شخص کا اپنی اتباع سنت کا یہاں تک دعویٰ ہے کہ ''میں ہر ممکن کوشش کرتا ہوں کہ میں نبی کریم کی سنت کے قریب رہوں اس لئے میں مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرتا ہوں''

(انٹرویو ہفت روزہ ''حرمت'' اسلام آباد ۱۳ مئی ۱۹۸۹ء)

یعنی اتباع سنت کے لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے مگر دوسری طرف کیمرہ کی چمک' فوٹو بازی کی بھرمار اور تالیاں بجانے کے ساتھ انقلاب مصطفوی کا اعلان کیا جاتا ہے جبکہ ضرورت سے زیادہ اپنی ذاتی تشہیر' عام اشتہارات کے علاوہ تصویری بورڈوں اور روزانہ اخبارات کے پہلے صفحہ پر بڑے بڑے باتصویر انتہائی قیمتی اشتہارات کا اسراف و فضول خرچی کا عظیم گناہ اس کے علاوہ ہے۔کہاں مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کی سنت پر سختی سے پابندی اور کہاں شریعت و سنت کے بالکل ہی برعکس نہایت ڈھٹائی کے ساتھ فوٹو بازی ، ویڈیو

فلمیں اور تالی بجانے کا فرنگیانہ انداز۔ بمصداق: ع...... یہی شاہکار ہے تیرے ہنر کا

کیا یہی اتباع سنت وانقلاب مصطفوی کا نمونہ ہے؟

علاوہ ازیں انقلاب مصطفوی کیلئے جس تاریخ کا زوروشور سے اعلان کیا گیا وہ بھی انگریزی (مئی) کی ۲۵ تاریخ ہے یعنی مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سنت کے شیدائی کو اسلامی قمری تاریخ سے نہ کوئی سروکار ہے' نہ یہاں اتباع سنت کا پاس ہے اور صرف ۲۵ مئی پر سارا دارومدار ہے۔ جس نام نہاد انقلاب کی ابتدا ہی شریعت نبوی وسنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے صریح انحراف، مغرب زدگی اور فرنگیانہ انداز پر ہے اس کی انتہا کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں ہے بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ:

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

مزید تضاد: یہ امر بھی قابل غور ہے کہ پروفیسر صاحب کا سر کبھی عمامہ شریف سے مشرف نہیں دیکھا گیا۔ اپنے پیشرو مودودی کی طرح ہمیشہ ''ٹوپی پوش'' رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سر پر دستار کیا پگڑی باندھنا مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے سے کم اہم ہے حالانکہ **علیکم بالعمائم** اور **العمائم تیجان المسلمین** جیسی بکثرت احادیث میں عمامہ شریف کی فضیلت واہمیت بیان فرمائی ہے جبکہ عمامہ کی طرح مٹی کے برتنوں میں کھانے پینے کے متعلق ایسی احادیث وارد نہیں۔

ہاتھی دانت: کیا پروفیسر صاحب کی یہ دورنگی ومن مانی اور قول وفعل کا تضاد (''ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور'') کا مصداق اور بھولے بھالے عوام کو پھانسنے اور مغالطہ دینے کی مذموم روش نہیں ہے؟ ع...... کچھ تو کہیے کہ لوگ کہتے ہیں

اُف توبہ: صرف یہی نہیں کہ مودودی کی طرح طاہر القادری کا سر بھی ہمیشہ سنت عمامہ سے محروم رہتا ہے بلکہ یہ شخص تو معاذ اللہ سنت عمامہ سے ایسا الرجک ہے کہ اسے دوسروں کا سنت عمامہ پر عمل کرنا بھی ناگوار گزرتا ہے۔ چنانچہ مولانا علامہ محمد عبداللطیف صاحب (جامع مسجد انجمن شیڈ لاہور سابق مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور) اولاً طاہر القادری کے مدرسہ ''منہاج القرآن'' میں اپنے درس وتدریس کے دور کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ''فقیر منہاج القرآن میں سبق پڑھا رہا تھا کہ پیغام آیا طاہر

القادری بلا رہے ہیں۔ جب میں گیا تو قادری صاحب نے کہا ”آپ نے ٹوپی (قراقلی) نہیں پہنی“ ﴿﴾ جواباً میں نے کہا کہ ”میں نے سنت کے مطابق دستار جو پہنی ہوئی ہے۔ پروفیسر صاحب نے کہا یہ ڈسپلن کے خلاف ہے“ (معاذ اللہ) ﴿﴾ میں نے کہا ”میں تو چاہتا ہوں کہ آپ اور طلبہ کے سر پر بھی دستار ہو“۔ پروفیسر صاحب نے پھر کہا ”یہ ڈسپلن کے خلاف ہے“۔ ﴿﴾ اس پر میں نے کہا ڈسپلن اپنا پاس رکھو اور مدرس کا انتظام کرو ﴿﴾ وہاں سے میرے آنے کا باعث یہی بات بنی“۔

استغفر اللہ : یہاں تو پروفیسر صاحب مودودی صاحب سے بھی بڑھ گئے کیونکہ مودودی اور دوسرے کئی لوگ اگرچہ عمامہ شریف سے محروم رہے لیکن کسی نے نام نہاد ڈسپلن کو عمامہ شریف پر ترجیح تو نہیں دی۔ یہ ہے ”مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرنے والے“ طاہر القادری کا اپنی نمود و نمائش اور دنیاوی مفادات کے تحت ظاہر و باطن اور قول و فعل کا تضاد اور سنت عمامہ شریف سے محرومی اس کی بے ادبی اور اس پر انگریزی ڈسپلن اور رواجی ٹوپی کو ترجیح دینے کی سنگدلانہ وذہنیت۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

مولانا نہ کہو : بلکہ اس شخص کی فیشن پسند ماڈرن ذہنیت کا یہ عالم ہے کہ اس نے اخبارات سے درخواست کی ہے کہ ”ان کے نام کے ساتھ مولانا لکھنے سے گریز کیا جائے“۔

(ہفت روزہ ندا لاہور ۶ جون ۱۹۸۹ء)

یعنی طاہر القادری کا ذکر زبان انگریزی کے چیئرمین ڈاکٹر پروفیسر نام سے کیا جائے سنت مبارکہ کے تحت اور اہل اسلام کے عام معمول کے مطابق مولانا نہ کہا جائے۔ جو شخص اب بھی اس شخص کو نہ سمجھے پھر اس کو خدا ہی سمجھے۔

فراڈ و فریب : کی حد ہوگئی ہے کہ ایک طرف مجسم طور پر سر تا پا‘ پورا اندرونی و بیرونی ماحول و معمولات زندگی فیشن اور رواج میں ڈوبا ہوا‘ سر پر رواجی ٹوپی‘ داڑھی کی من مانی کمی بیشی، انگریزی ۲۵ مئی کی دھوم دھام، کوٹھی کار، ٹیلیویژن، وی سی آر، فوٹو بازی، پرتکلف قالین و فرنیچر کلاشنکوف و رائفل بردار پہرے دار‘ سرکاری و ماڈرن انداز کا دفتر و سیکریٹریٹ، عوامی رواجی قسم کی پارٹی ”عوامی

تحریک'' اس کا چیئرمین اور ڈاکٹر و پروفیسر کہلانا اور دوسری طرف یہ دعویٰ کرنا کہ ''ہر ممکن کوشش کرتا ہوں۔ نبی کریم کی سنت کے قریب رہوں ﷺ اس لئے مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کرتا ہوں''۔ ع...... تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

کیا متبعین سنت کا یہی انداز و کردار ہوتا ہے' پروفیسر کی طرح دعویٰ کئے بغیر حضرات صحابہ کرام وسیدنا فاروق اعظم اور سلف صالحین (رضی اللہ عنہم) کے قول و کردار، گھر باہر اور ظاہر و باطن میں سادگی و اتباع سنت کا یہی دوہرا معیار تھا؟ ہر گز نہیں یہ دوغلہ پن اور قول و عمل میں بعد و تفاوت تو طاہر القادری کی خود ساختہ شریعت ہی کا کرشمہ ہے۔

بچے مستثنیٰ: اور سنیئے! طاہر القادری صاحب نے فرمایا کہ ''چینی کے برتنوں میں کھانا، کھانا جائز ہے۔ بچوں کو اس پر منع نہیں کرتا کہ وہ احساس محرومی کا شکار نہ ہوں''

(رسالہ ''حرمت'' اسلام آباد ۱۳ امئی ۱۹۸۹ء)

گویا قادری صاحب کی اپنی ذات میں ہی تضاد نہیں بلکہ ان کے اپنے گھر اور بال بچوں میں بھی دوہرا معیار جاری ہے کہ خود تو مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سختی سے پابندی کریں لیکن بچوں کیلئے یہ پابندی و تربیت نہیں۔ اللہ اکبر۔ اپنی زبانی اتنے بڑے ''متبع سنت'' کی اولاد اور (مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کی سنت سے محروم) حالانکہ قادری صاحب کے گھر میں ان کے بچوں کی بطور خاص تربیت ہونی چاہیئے تا کہ وہ دوسروں کیلئے نمونہ بنیں اور قادری صاحب کی یادگار بنیں۔

علاوہ ازیں: اس نام نہاد ''متبع سنت'' کا یہ جملہ کس قدر دلآزار و دلخراش ہے کہ ''وہ (بچے) احساس محرومی کا شکار نہ ہوں''۔ یعنی دوسروں کیلئے اور بالخصوص قادری صاحب کے بچوں کیلئے اتباع سنت محرومی کا باعث ہے۔ جیسا کہ عمامہ شریف ڈسپلن کی خلاف ورزی ہے۔ حالانکہ اتباع سنت اور اس کی تربیت احساس محرومی نہیں بلکہ باعث برکت واحساس سعادت مندی ہے۔

الحاصل یہ ہے۔ اس اتباع سنت کے زبانی دعویدار اور ماڈرن عاشق رسول کی کہانی اس کی اپنی زبانی

؎ ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے؟ خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیئے؟

الغرض اس تمام پس منظر اور پیش منظر سے یہ واضح ہو گیا کہ پروفیسر صاحب کا از رہ اتباعِ سنت مٹی کے پیالے میں کھانے پینے کا از خود اظہار صرف اپنی نمود و نمائش کیلئے ہے۔ اگر یہ اس معاملہ میں مخلص ہوتے تو اپنے باقی معاملات کو بھی شریعت و سنت کے تابع رکھتے۔ مگر دیگر معاملات میں ان کا صراحۃً شریعت و سنت کی خلاف ورزی کرنا (جس کی متعدد امور میں نشاندہی کی گئی ہے) اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص دلی اخلاص و جذبہ اتباع سنت سے کورا ہے۔ ایک طرف رہنے سہنے کا پر تکلف پر تعیش فیشن مارکہ ماڈرن انداز و ماحول محض اپنی ذات کیلئے اپنے پروگراموں کے پروپیگنڈا پر لاکھوں کروڑوں کا اسراف اور دوسری طرف مٹی کے پیالوں میں کھانے پینے کے اظہار میں کوئی ربط و مناسبت نہیں جیسے کہ پروفیسر کا یہ بیان بھی ہے کہ ان کے ساتھ مسلح گارڈ کا دستہ سنت رسول ہے''۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۸ جولائی ۱۹۸۹ء)

عورتوں کو آزادی' مولویوں کو پھانسی

(فرقہ طاہریہ کے منشور کی دو نئی دفعات)

جولائی ۱۹۸۹ء کے شروع میں فرقہ طاہریہ کے سربراہ کی دورہ سیالکوٹ کی ایک تصویر روزنامہ ''نوائے وقت'' اور ''جنگ'' لاہور وغیرہ میں شائع ہوئی ہے۔ جس میں پروفیسر کھلے بندوں آمنے سامنے ننگے منہ بے پردہ عورتوں کو خطاب کر رہے ہیں اور تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ ''ڈاکٹر طاہر القادری خواتین کے جلسہ میں پارٹی منشور پر روشنی ڈال رہے ہیں''۔

(روزنامہ نوائے وقت ۸ جولائی، روزنامہ جنگ ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

بحکم قرآن: صحابہ کرام وامہات المومنین (رضی اللہ عنہم) کی گفتگو اور مسئلہ مسائل تو **من وّراءِ حجاب** ہوتا تھا مگر ''منہاج القرآن'' کا مفسر قرآن'' مردوں عورتوں کے مابین حجاب کا قائل نہیں غیر محرم ہونے کے باوجود ❁ وہ بارہا عورتوں میں آمنے سامنے اور ❁ مردوں عورتوں کے مخلوط اجتماعات میں شریک ہوتا ہے۔ ❁ بلکہ ان کے فوٹو اتروائے جاتے ہیں اور اخبارات میں شائع

کروا کر قوم کی بیٹیوں کی پوری قوم کے سامنے تشہیر کی جاتی ہے اور اسلامی پردہ وحیا اور محرم نامحرم کی حدود پامال کی جاتی ہیں ﴿﴾ اور ڈھٹائی کا یہ حال ہے کہ جب ایک مرتبہ ایک مخلوط اجتماع میں خواتین کے مروجہ سماجی عمل کے متعلق سوال کیا گیا تو پروفیسر صاحب نے نہایت لاپرواہی سے یہ جواب دیا کہ ''اگر میں خواتین کے سماجی عمل (مخلوط معاشرت) کے خلاف ہوتا تو یہاں (مخلوط پروگرام میں) موجود نہ ہوتا''۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ ستمبر ۱۹۸۷ء)

یعنی قرآن وحدیث اور احکام شریعت سے پردہ وحیا اور محرم نامحرم کی حد بندی کے استدلال کی ضرورت نہیں۔ طاہر القادری کا بے پردہ عورتوں اور مردوں کے حیا سوز مخلوط اجتماع میں موجود ہونا ہی ''شرعی جواز'' ہے اور بمصداق: مستند ہے میرا فرمایا ہوا۔ پروفیسر صاحب جو کریں اور جو بھی غلط سے غلط بات کہیں وہی مستند ضابطہ ہے۔

دفعہ نمبر ۲: اسی دورہ سیالکوٹ کے دوران وکلا سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ''ہر فرقے کے تین تین مولوی یا انتہا پسند پھانسی چڑھا دیئے جائیں تو قوم کو نجات مل سکتی ہے''

(روزنامہ نوائے وقت ۷،۸ جولائی ۱۹۸۹ء)

خواجہ حمید الدین صاحب: پیر آف سیال شریف نے اس پروفیسری بیان کی مذمت میں فرمایا کہ ''ڈاکٹر طاہر القادری کے اس بیان کے تحت ۷۳ فرقوں کے ۲۱۹ علماء کو پھانسی پر چڑھانا ہوگا''۔ (نوائے وقت ۲۰ جولائی) گویا مجموعی طور پر سینکڑوں علماء کا خون طاہر القادری کی گردن پر ہوگا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ اب تو لادین وعلماء دشمن حلقوں کو خوش کرنے کے لئے بے نظیر حکومت کو طاہر القادری نے علماء کو پھانسی چڑھانے کا اشارہ دیا ہے مگر ع...... خدا گنجے کو ناخن نہ دے

خدانخواستہ: اگر کبھی طاہر القادری کو اقتدار مل جائے تو اس کے ہاتھوں علماء پر کیا کچھ ظلم وستم نہ ہو گا۔ بہرحال دفعہ نمبر ۲ کے تحت طاہر القادری کے اعلان پھانسی سے اس کی علماء دشمنی اور اہلسنّت دشمنی نمایاں ہوگئی ہے۔ کیونکہ اُس نے عشاق رسول علمائے حق علمائے اہلسنّت کا کوئی استثناء نہیں کیا جو اس کی علماء دشمنی اور اہلسنّت دشمنی کا واضح ثبوت ہے۔ اگر اس کے دل میں علماء اہلسنّت کا کوئی احترام

ہوتا تو کم از کم اسے ان کے متعلق کسی رعایت و خاطر داری اور حق کی علمبر داری کا امتیاز رکھنا چاہیئے تھا

طاہر القادری: کے اعلان پھانسی، اس کی علماء دشمنی اور اہلسنّت دشمنی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس کی زبان اس طرح علماء کے خلاف شعلے اگلتی ہے۔ اسکے دل میں علماء کے خلاف کیا کچھ بغض وعناد ہوگا؟ قرآن مجید میں ہے۔ ''قد بدت البغضاء من ا فواههم وما تخفی صدورهم اکبر'' ۔ (الآیہ پ۴ رکوع ۳)

وجہ دشمنی: طاہر القادری کی علماء دشمنی کی دراصل وجہ یہ ہے کہ یہ شخص اپنے ''نابغہ عصر و یکتائے زمانہ'' ہونے کے زعم میں علماء کرام کو اپنی ہاں میں ہاں ملانے اور اپنا پیروکار بنانے کا خواہشمند تھا مگر چونکہ مسلک حق اہلسنّت اور اجماع امت کو چھوڑ کر کسی بھی ذمہ دار و معتمد علیہ عالم دین نے اس کے نظریات باطلہ کی تائید و پیروری نہیں کی بلکہ اس کے اساتذہ (علامہ احمد سعید کاظمی صاحب (مرحوم) اور مولانا محمد عبد الرشید صاحب جھنگوی) سمیت سب نے مستقل تصانیف وفتاویٰ و بیانات میں اس کی گمراہی و انتشار انگیزی کو بالاتفاق طشت از بام کیا ہے۔ اس لئے طاہر القادری علماء کرام کی دشمنی میں اس حد تک آگے بڑھ گیا ہے کہ مخبوط الحواس ہو کر انہیں پھانسی چڑھانے کی بڑ ہانکنے لگا ہے

ثانیاً: چونکہ پیپلز پارٹی بھٹو دور سے اب تک علماء کرام کی تحقیر و مخالفت پر کمر بستہ ہے اس لئے طاہر القادری بے نظیر حکومت کی خوشنودی و قرب حاصل کرنے کیلئے پیپلز پارٹی سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر علماء کو پھانسی چڑھانے اور قوم کو ان سے نجات دلانے کی باتیں کرنے لگا ہے۔

گویا قوم کو عریانی و فحاشی' لادینی معاشرہ' بے پردگی' تخریب کاری' سود و رشوت' منشیات کی سمگلنگ وغیرہ تمام جرائم و ذمائم سے نجات مل گئی ہے اب صرف اور سب سے بڑا جرم و برائی علماء کرام کا وجود ہے جس سے قوم کو نجات دلانے کیلئے طاہر القادری نے علماء کو پھانسی چڑھانے کا نسخہ تجویز کیا ہے اور وہ بھی بھٹو بے نظیر اور پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی علماء دشمنی کا مظاہرہ ہوسکتا ہے۔

الغرض: یہ ہیں ''فرقہ طاہریہ'' کی دونئی دفعات کہ بے حجاب خواتین کے آمنے سامنے مخلوط

پروگراموں میں شمولیت ۔ ان کے فوٹو اتروانا اور اخبارات میں شائع کرانا اور علماء کو پھانسی چڑھانے کے بیانات جاری کر کے عوام اور بالخصوص بے قید آزاد منش نوجوانوں کو علماء سے متنفر کرنا اوران کا دشمن بنانا۔جس شخص کے سیاست کی سیڑھی پر قدم رکھتے ہی ایسے ہٹلرانہ اور جلادانہ عزائم ہیں،اس سے مزید کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

جو شخص: اجماع امت،اجماع صحابہ اوراجماع آئمہ اربعہ (رضی اللہ عنہم) کا ڈٹ کرخلاف کرے ﴿ساری امت اور جلیل القدر بزرگان دین سے الگ ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائے﴾ لاہور میں ۸ ستمبر ۱۹۸۴ء کو علماء کی ایک مجلس میں بے تکلف یہ کہہ جائے کہ "علماء وفقہاء اس کیس (مسئلہ دیت) میں ایک فریق ہیں۔لہذا میں اس میں ان کے حوالہ جات وتصریحات اور فیصلوں کو سند تسلیم نہیں کرتا"۔ایسے شخص کی زبان سے علماء کرام کے حق میں کلمۂ خیر کیسے نکل سکتا ہے؟

علماء سے جنگ: جب کہ علماء کی مخالفت میں مسلسل آگے بڑھتے ہوئے اس نے "علماء کی تنقید کو بے جواز اور کم علمی قرار دیا اور کہا کہ علماء تو یہ بھی نہیں جانتے کہ سیکولرکس بلا کا نام ہے میں فرقہ بندی اور مسلک بندی کا دشمن ہوں ۔ یہ بریلویت اور دیوبندیت کوئی مسلک نہیں میں ان علماء کے خلاف جنگ لڑ رہا ہوں جو اسلام کا استحصال کر رہے ہیں میں ان سے خوفزدہ نہیں ہوں اور نہ ہی ان علماء کے فتوؤں یا حمایت کا محتاج ہوں"۔(روزنامہ جنگ لاہور سیاسی ایڈیشن ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

ملاحظہ فرمایئے: کیسی بیدردی وسنگدلی کے ساتھ طاہر القادری علماء کی کردار کشی میں مصروف ہے اور انہیں اسلام کا استحصال کرنے کا ملزم گردان کر کیسے گھٹیا انداز میں علماء کو نشانہ تحقیر وتضحیک بناتا اور ان کے خلاف جنگ لڑنے کا اعلان کرتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ طاہر القادری کے ادارہ "منہاج القرآن اور عوامی تحریک" کا سب سے بڑا نشانہ علماء کرام ہی ہیں تو اس میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ملک ومعاشرہ کے اور کسی بدنام سے بدنام ذلیل وظالم طبقہ کے خلاف اس نے اسی طرح جنگ لڑنے اور پھانسی چڑھانے کا اعلان نہیں کیا۔جس طرح کہ علماء کے خلاف ایسی انتہا پسندی اور یاوہ گوئی کا مظاہرہ کیا ہے۔علماء کرام کے خلاف اس قدر سب وشتم کہ طاہر القادری کا ترجمان رقمطراز ہے کہ

''اگر کوئی شخص ایک لفظ بھی ایسا ثابت کر دے جس کے ذریعے کسی تحریک یا جماعت کے قائد کی کردار کشی کی گئی ہو تو ہم بڑی سے بڑی سزا بھگتنے کیلئے تیار ہیں''۔ (منہاج القرآن جون، جولائی ۱۹۸۹ء)

اپنی روایتی: دورخی و دروغ گوئی کے تحت ایک طرف تو اس طرح اپنی پاکدامنی کا دعوائی کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ملک و معاشرہ کے سب سے معزز طبقہ علماء کرام کے خلاف جنگ لڑنے اور انہیں پھانسی چڑھانے کے پروگرام بن رہے ہیں۔

بڑے پاک باز و بڑے پاک طینت
جناب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

علماء کرام: کے خلاف نفرت و بیزاری کی آگ بھڑکانے کیلئے طاہر القادری نے بدیں الفاظ مزید زہر اگلا ہے کہ ''تمام مذہبی جماعتیں مسلکی ہیں۔ جبکہ مسلکی اختلافات میں بیشتر کی نوعیت فروعی ہے۔ ان کو زیادہ ہمدردی اپنے مکاتب فکر اور مسلک کے ساتھ ہے' دین کے ساتھ نہیں' میں تعصب اور انتہا پسندی پر یقین نہیں رکھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اہلسنّت کے فرقہ پرست بھی میرے خلاف لکھ اور بول رہے ہیں۔ ہماری جدوجہد میں مولوی کا کوئی کردار نہیں۔ ہم انتخابات میں علماء اور مولوی صاحبان کو کھڑا نہیں کریں گے کیونکہ ہماری روایتی مذہبی جماعت ہے ہی نہیں۔ ہم تو ایک خالص انقلابی انداز میں چل رہے ہیں''۔ (ماہنامہ زنجیر لاہور جون ۱۹۸۹ء)

مذکورہ بیان: میں طاہر القادری نے علماء کے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ ❁ انہیں دین سے ہمدردی نہیں ❁ یہ متعصّب اور انتہا پسند ہیں ❁ اہلسنّت بھی فرقہ پرست ہیں اور فرقہ پرستی اور انتہا پسندی کے باعث پھانسی کے مستحق ❁ مولوی کا نہ کوئی کردار ہے اور نہ ہی وہ انتخابات میں حصہ لینے کا اہل وغیرہ وغیرہ۔

محض: اجماع امت کی مخالفت اور صلحکلیت کی ضلالت دورنگی روش سے روکنے کے ''جرم'' میں وارثان نبوت و علمبرداران حق علمائے کرام کے خلاف طاہر القادری کا ان کے خلاف مسلسل اس قسم کے غلط تاثرات پھیلانا اور ان کی کردار کشی میں کوشاں رہنا کیسی محرومی و بدنصیبی کی بات ہے۔

صادقؔ کی صداقت پر حالات کی شہادت

؎ گیا وہ دور جب تنہا تھا میں انجمن میں   یہاں اب مرے ''رازداں'' اور بھی ہیں

فرقہ طاہر یہ کے سربراہ کے ردّ میں اگرچہ علماء کرام کی درجن بھر تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں مگر کچھ عرصہ قبل ''رضائے مصطفیٰ'' اور کتاب لاجواب ''خطرہ کی گھنٹی'' کے ذریعہ جب مسلسل و موثر طور پر فرقہ ہذا کے سربراہ کے انکار اجماع، صلحکلیت و دوغلہ پالیسی اور مسلک اعلیٰحضرت سے انحراف کے خلاف احقاق حق کیلئے کلمہ حق بلند کیا گیا تو الحمدللہ ملک و بیرون ملک بکثرت احباب کو غور و فکر کا موقع ملا اور وہ پروفیسری مسلک سے کافی حد تک خبردار ہو گئے۔ البتہ بعض حضرات نے اس کلمہ حق کو حسد وغیرہ پر محمول کیا حالانکہ یہ محض حق کی آواز تھی اس میں حسد وغیرہ کی کسی ذاتی و نفسانی شے کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ بہرحال اب جب کہ ماضی کے سیاست سے لاتعلقی کے اعلانات کے برعکس ۲۵ مئی کو پروفیسر طاہر القادری نے سیاسی جماعت بنانے کا اعلان کیا تو اس دوغلہ پالیسی نے اپنوں ، بیگانوں کو مزید چونکا دیا اور بالخصوص سنی بریلوی علماء و احباب پر واضح ہو گیا کہ فرقہ طاہریہ صرف اندرونی و مسلکی طور پر ہی اہلسنّت و جماعت کیلئے خطرہ نہیں بلکہ سیاسی و عملی طور پر بھی پروفیسری مسلک۔ اہلسنّت و جماعت کے خلاف زبردست فتنہ و سازش ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ قول صادق صداقت پر مبنی ہے۔ اس صورت حال کے متعلق اپنوں بیگانوں کے بعض تاثرات و بیانات درج ذیل ہیں پڑھیئے اور سر دھنیئے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی: نے فرمایا کہ ''طاہر القادری اپنے آپ کو بریلوی مکتب فکر کا نہیں کہتے۔ ان کا کام بہت مشکل ہے اور ہمارا تو سب کچھ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ہمارا کام آسان ہے''۔ (ہفت روزہ سیاسی لوگ لاہور ۲۷ اپریل ۱۹۸۹ء) ❁ طاہر القادری کی نئی سیاسی جماعت بنانے کے بارے میں مولانا نیازی نے کہا کہ ''پروفیسر موصوف جمعیت علمائے پاکستان کے مقابلے میں سیاسی جماعت بنا رہے ہیں۔ اسی لئے ان کا سیاسی طور پر بھرپور مقابلہ کیا جائے گا'' (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ مئی ۱۹۸۹ء)

مفتی محمد حسین نعیمی: نے کہا کہ ﴿﴾ ''قادیانی اپنے عقائد اور نظریات کے باعث مرتد ہیں ایسا شخص جو اسلام کے بعد کافر ہو وہ مرتد واجب القتل ہو جاتا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری قادیانیوں کو مباہلے کی بھرپور دعوت دینے، چیلنج کرنے کے باوجود اپنی سیاسی ضرورت کے پیش نظر ان کی مخالفت سے بچنے کیلئے قادیانیوں کو ضمنی کافر قرار دے کر ان کے جان و مال کے تحفظ کا اعلان کر رہے ہیں''۔ انہوں نے کہا کہ ''پروفیسر طاہر القادری کا یہ نظریہ یا خیال غلط ہے کہ دیگر ضمنی کافروں کی طرح قادیانیوں کو تمام مراعات اور حقوق دیئے جائیں یہ کتاب و سنت کے خلاف ہے''۔

(جنگ لاہور ۲۱ مئی ۱۹۸۹ء)

جماعت اہلسنّت: پاکستان کے مرکزی نائب صدر صاحبزادہ غلام صدیق احمد نقشبندی مرکزی ناظم اطلاعات مولانا قاری غلام رسول، صاحبزادہ محمد عرفان مشہدی اور مولانا محمد دین نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ''پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے خوابوں اور بشارتوں کی بنیاد پر سیاسی پارٹی بنانے کا اعلان کر کے اہلسنّت کی صفوں میں انتشار کی فضا پیدا کر دی ہے اور انہوں نے سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بل بوتے پر سنیوں کو منتشر کرنے کا جو پروگرام بنایا ہے وہ کبھی پروان نہیں چڑھنے دینگے''۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۳ مئی ۱۹۸۹ء)

مرکزی مجلس کنز الایمان: فیصل آباد کے صدر حاجی سردار محمد، ناظم اعلیٰ محمد سلیم مست قادری، سیکرٹری اطلاعات رانا محمد مختار اور فنانس سیکرٹری صابر علی چوہدری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ﴿﴾ ''پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت بنانا اسلام اور ملک و ملت کی خدمت نہیں بلکہ نئی سیاسی جماعت بنانا اہلسنّت و جماعت کی مرکزیت کو کمزور اور سیاسی قوت کو منتشر کرنے کی سازش ہے ﴿﴾ پروفیسر طاہر القادری شروع سے متواتر اس بات کا عزم اور اعلان کرتے رہے ہیں کہ میں سیاست میں نہیں آؤں گا۔ ادارہ منہاج القرآن کے احباب اس کی توجیہہ یہ کرتے ہیں کہ پروفیسر اس سیاسی جماعت میں نہ عہدہ لیں گے اور نہ ہی کسی سطح پر الیکشن میں حصہ لیں گے بلکہ اس کی سرپرستی کریں گے ﴿﴾ ایم کیو ایم کے بانی و سرپرست الطاف حسین کے پاس بھی کوئی

تنظیمی عہدہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نے عوامی الیکشن میں حصہ لیا۔ وہ ایم کیو ایم کی سرپرستی کر رہا ہے آپ اس کو سیاست سے جدا نہیں کہہ سکتے ❁ اسی طرح یہ کہنا کہ پروفیسر طاہر القادری سیاست میں نہیں آئیں گے سراسر جھوٹ ہے"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ مئی ۱۹۸۹ء)

جمعیت علمائے پاکستان: "علامہ طاہر القادری کی طرف سے ابھی سیاسی جماعت کا باقاعدہ اعلان نہیں ہوا لیکن ان کی مخالفت بڑی شدت سے شروع ہو گئی ہے اور جمعیت علمائے پاکستان اس مخالفت میں پیش پیش ہے۔ پچھلے دنوں جمعیت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات پیر اعجاز احمد ہاشمی نے طاہر القادری کو مشورہ دیا تھا کہ "وہ اپنی الگ سیاسی جماعت بنا کر اہلسنّت کو تقسیم نہ کریں"۔ ❁ جمعیت کے صوبائی قائمقام صدر سید محفوظ مشہدی نے بھی ایک بیان جاری کیا ہے جس میں طاہر القادری کی جیپ' کوٹھی اور دوسری مراعات کا ذکر کیا ہے اور ان کی ذات کو ہدف تنقید بنایا ہے ❁ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ جمعیت علمائے پاکستان کے بعض عہدیدار طاہر القادری کے بارے میں معلومات جمع کر رہے ہیں جو قادری صاحب کے خلاف استعمال کی جائیں گی۔

(سیاسی تجزیہ مشرق لاہور ۲۵ مئی)

علامہ منظور احمد فیضی: ۱۹، مئی بروز جمعۃ المبارک مدرسہ فیض الاسلام ڈیرہ غازی خاں میں ایک تبلیغی جلسہ عام ہوا۔ جس میں مناظر اسلام علامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی (احمد پور شرقیہ) نے خطاب فرمایا نیز اس موقع پر فرقہ طاہریہ اور رسالہ "رضائے مصطفیٰ" کے بارے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ رسالہ "رضائے مصطفیٰ" ترجمان اہلسنّت ہے اور میں نے خود طاہر القادری کی تقریریں سنیں اور کتابیں پڑھی ہیں جس سے مسلک اہلسنّت کی نفی ہوتی ہے۔ دیت کے مسئلہ میں بھی طاہر القادری غلطی پر ہے اور آئمہ کرام سے انحراف ضلالت ہے۔

(محمد بلال احمد محلّہ پیر قتال ڈیرہ غازی خاں)

انجمن فدایان مصطفیٰ: لاہور کے بیان میں کہا گیا ہے کہ "پروفیسر طاہر القادری نے غیر مسلموں اور قادیانیوں کو بھی جماعت میں شمولیت کی اجازت دے کر عوام کو مایوس کیا ہے"۔ (امروز ۲۸ مئی)

دیوان صاحب: جماعت اہلسنّت کے مرکزی سربراہ دیوان سید آل سیدی نے کہا ہے کہ ''پروفیسر طاہرالقادری غیر ملکی اشارے پر اہلسنّت کیلئے فتنہ بننا چاہتے ہیں مگر اہلسنّت بیدار ہیں وہ ان کے عزائم کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے اور انہیں فتنہ پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

مولانا منظور احمد شاہ: جماعت اہلسنّت کے سربراہ مولانا منظور احمد شاہ نے فرمایا کہ ''معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر طاہرالقادری کو عزت راس نہیں آئی اور اب ان کا زوال بڑی تیزی سے ان پر مسلط ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان کی موجودگی میں ان کی نام نہاد نئی سیاسی جماعت سنی دشمنوں اور نظام مصطفیٰ کا راستہ روکنے والے بدنصیبوں کا شاخسانہ ہے مگر وہ اپنے مذموم مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے''۔

مولانا محمد سعید اسعد: جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے سربراہ مولانا محمد سعید احمد اسعدؔ (فیصل آباد) نے پروفیسر طاہرالقادری کی جانب سے نواز شریف پر مختص اربوں روپے کی رقم ہضم کر لینے کے الزام پر وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ مستعفی ہو کر خود کو احتساب کیلئے پیش کر دیں اور بصورت دیگر پروفیسر طاہرالقادری کو جھوٹی بہتان تراشی پر عبرت ناک سزا دی جائے۔ انہوں نے پروفیسر طاہرالقادری کی جانب سے برسر اقتدار آ کر ایک سال میں رشوت کے مکمل خاتمے کے ساتھ ساتھ غریبوں میں ۳۰ ہزار روپیہ فی کس تقسیم کرنے کے اعلان پر اسے متضاد سوچ کا حامل قرار دیا اور کہا کہ عوام میں سیاسی رشوت کی تقسیم کا مضحکہ خیز ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

مفتی غلام سرور قادری: (لاہور) نے کہا کہ ''طاہرالقادری تحریف قرآن کے ماہر ہیں مگر علماء کے سامنے بیٹھ کر کسی عربی کتاب کی دو سطریں بھی نہیں پڑھ سکتے مگر اس کے باوجود صرف پراپیگنڈا کی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو بڑا عالم دین، صاحب روحانیت اور اب سیاست دان منوانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ شخص مذہبی طور پر بے دین، علمی طور پر جاہل اور سیاسی طور پر بے شعور

ہے۔اس نے ہوس اقتدار کیلئے پاکستان عوامی تحریک کے نام پر ڈرامہ رچایا ہے''۔انہوں نے کہا کہ''وہ خوابوں اور بشارتوں کے نام پر اپنی سیاسی ہوس کاری کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں،اس لئے یقین ہے کہ عوام اہلسنّت طاہر القادری کے پھندے میں نہیں آئیں گے''۔

مولانا غلام علی اوکاڑوی: نے کہا''طاہر القادری کی رسوائی ان کی قادیانیوں کیلئے حمایت نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔انہوں نے مجھے بھی دعوت دی تھی مگر میں نے انکی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ میں انہیں حق پر نہیں سمجھتا''۔

صاحبزادہ حامد سعید (ملتان): جماعت اہلسنّت کے ناظم اعلیٰ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ''غزالئ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی (مرحوم) طاہر القادری کو بہت پہلے گمراہ قرار دے چکے ہیں اس لئے ہم پر ان کی کسی نئی سیاسی یا غیر سیاسی قلابازی کا کچھ اثر نہیں۔طاہر القادری کی جماعت میں غیر مسلم اور قادیانیوں کی شمولیت سے بہت سے نئے فتنے کھڑے ہونگے اور امت مسلمہ میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکنے کا اندیشہ ہے،جس سے ملک کی سلامتی کو بھی خطرہ لاحق ہے''۔

(بحوالہ ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور جون ۱۹۸۹ء،رسالہ چٹان ۲۵ مئی)

مفتی محمد حسین نعیمی لاہور: نے کہا ہے کہ''پروفیسر طاہر القادری قادیانیوں کی حکومت قائم کرنے کی سازش کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی نئی سیاسی جماعت میں قادیانیوں کو شمولیت کی دعوت دے کر جمہوریت کے ذریعے انہیں ملک میں قابض ہونے کی دعوت دی ہے ﴿﴾ پروفیسر طاہر القادری نے جس طرح آج اپنے ذاتی طور پر اقتدار میں نہ آنے کے حلفیہ وعدے کئے ہیں۔ اس طرح وہ کچھ عرصہ پہلے سیاست میں نہ آنے کا وعدہ کر چکے ہیں اس لئے ان کے کسی وعدے پر اعتبار نہیں کر سکتے ﴿﴾ قادیانیوں کو اپنی جمات میں ممبر بننے کی دعوت دے کر پروفیسر طاہر القادری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لی ہے اور پاکستان کی سلامتی کے خلاف بھی سازش کی ہے ﴿﴾ اس لئے جب کسی سیاسی جماعت میں کوئی رکن بنتا ہے تو وہ ملکی دستور کے مطابق پارٹی کا سربراہ بھی بن سکتا ہے اور پارٹی کا سربراہ ملک کا بھی سربراہ بنتا ہے۔اس طرح پروفیسر طاہر

القادری نے مسلمانوں کی سو سالہ جدو جہد سے غداری کی ہے ❁ اور اپنی سستی شہرت کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے بھی مصالحت میں شرم محسوس نہیں کی۔ پروفیسر طاہر القادری پر اللہ کی کوئی ناراضگی وبال بن کر پڑ گئی ہے کہ وہ روحانیت اور عشق رسول کی صراط مستقیم چھوڑ کر سیاست کی گندی نالی میں گر گئے ہیں''۔

ذہنی مریض: مفتی صاحب نے کہا کہ ''طاہر القادری ذہنی مریض ہیں اور ان کے بہت سارے خیالات ہمارے فہم سے بالاتر ہیں انہوں نے اپنا پروگرام بشارات اور خوابوں پر رکھا ہے۔

❁ **دیت شہادت** پروفیسر صاحب نے دیت اور شہادت کے سلسلہ میں اجماع امت کے خلاف جو نظریہ پیش کیا اس سے بہت نقصان پہنچا۔ اوّل یہ کہ اس سے اسلام کے باقی تمام مسلمات بھی مشکوک ہو گئے اور ایک اسلامی قانون جو آنے والا تھا قصاص و دیت سے متعلق وہ ان کی مداخلت سے التواء میں پڑ گیا بلکہ اب اس کا امکان نہیں۔ انہوں نے اسلام بیزار لوگوں کا کام آسان کر دیا ہے۔

❁ **قیادت**: امامت قیادت اور امارت ایک نئی جماعت کے بغیر ممکن نہ تھی اس لئے کسی مذہبی جماعت کا تعاون حاصل نہیں کیا بلکہ اپنی امتیازی شخصیت کو نمایاں کرنے کیلئے ایک کوشش کی ہے' وہ غیر شعوری طور پر مخالفین اسلام کی سازش کا شکار ہو گئے ہیں۔ (مطلب یہ ہے کہ آپ ضیاء الحق یا نواز شریف کی مخالفت کریں گے اس سے پی پی کو تقویت ملے گی تو اس طرح یہ مذہبی رجحانات کی حامل جماعتوں کی مخالفت اور ان پر تنقید غیر اسلامی طاقتوں کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے'')

علماء اہلسنّت: لاہور کے زیر اہتمام مقامی ہوٹل فلیٹز میں ایک منعقدہ تقریب سے مفتی غلام سرور قادری، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد عبدالطیف نقشبندی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ، مولانا الٰہی بخش ضیائی، مولانا قاری غلام رسول، مولانا محمد حسین اطہر، مولانا محمد انور کاظمی اور مولانا عبدالحکیم بلوچ نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے اپنی تقاریر میں کہا کہ ''ائمہ کو اپنا مد مقابل ٹھہرانے اور علماء ربانی کی تشریحات سے منحرف ہو کر جدید تشریحات کرنے والے نام نہاد سکالر (طاہر القادری) اہلسنّت کے مسلک اور اتحاد کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ سنی علماء و مشائخ ایسے فتنوں کا مقابلہ

کرنے کیلئے میدان میں نکل آئے ہیں"۔ (ندائے اہلسنّت جون چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

نوجوانانِ اہلسنّت بنام طاہر القادری

فیصل آباد: "انجمن طلباء اسلام زرعی یونیورسٹی کے ناظم ارشد محمود ملک جنرل سیکرٹری محمد جمیل، پنجاب میڈیکل کالج کے ناظم سید عامر گیلانی، محمد اعجاز ملک، محمد اسلم اعوان، فیصل آباد شہر کے جنرل سیکرٹری محمد اختر اعوان، محمد افتخار سعید، نیاز احمد جاوید اور ضلع فیصل آباد کے ناظم نشر واشاعت جمشید ذوالفقار نورانی نے ایک مشترکہ بیان میں ❁ پروفیسر طاہر القادری کی جانب سے نئی سیاسی جماعت کے قیام کو جماعت اہلسنّت کی قیادت کو کمزور کرنے کی سازش قرار دیا ہے ❁ انہوں نے مولانا شاہ احمد نورانی کو اہلسنّت کا مسلمہ قائد قرار دیتے ہوئے کہا کہ "مولانا نورانی کی قیادت تضادات سے محفوظ ہے جبکہ مولانا طاہر القادری کی شخصیت تضادات کا شکار ہے ❁ جس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ ایک طویل عرصہ سیاست سے بالکل الگ تھلگ رہنے کا یقین دلاتے رہے۔ لیکن مقبولیت حاصل کرنے کے بعد فوراً عملی سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کر کے اہلسنّت کی نمائندہ تنظیم جمعیت علمائے پاکستان کو کمزور کرنے کی سازشیں شروع کر دیں ❁ انہوں نے عزم ظاہر کیا کہ اہلسنّت کی قوت کو تقسیم کرنے کی تمام سازشیں ناکام بنا دی جائیں گی۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

جہلم: انجمن طلباء اسلام ضلع جہلم کے ناظم میاں مظہر اقبال اور ضلعی جنرل سیکرٹری محمد یوسف رضا اجمل جمیل، اشتیاق احمد، محمد سعید شاہد، افضال احمد، ساجد محمود برنالہ اور عابد محمود نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ❁ پروفیسر طاہر القادری کی پاکستان عوامی تحریک کا مقصد صرف سواد اعظم کو منتشر کرنے اور جے یو پی کو کمزور کرنا ہے اور یہ ایک سوچی سمجھی ترکیب کے تحت کیا گیا ہے۔ ❁ جس میں سابقہ اور موجودہ حکومت کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ہاتھ ہے لیکن عوام اہلسنّت اس سازش کو ناکام بنا دیں گے اور اس ملک میں نظام مصطفٰی کا حقیقی نفاذ ہو کر ہی رہے گا۔ ❁ کارکنان انجمن نے واضح کیا ہے کہ انجمن طلبائے اسلام کے کسی بھی کارکن کا کسی بھی لحاظ سے مذکورہ سیاسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں

اور نہ ہی کارکنان انجمن اس کی حمایت کرتے ہیں۔(جنگ لاہور ۱۲جولائی ۱۹۸۹ء)

سیالکوٹ: ﴿۞﴾ انجمن طلباء اسلام ﴿۞﴾ انجمن نوجوانان اسلام ﴿۞﴾ جماعت اہلسنّت ﴿۞﴾ انجمن قادریہ پاکستان کے سربراہ رشید چودھری آف بجوات نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے علامہ طاہر القادری سے کہا ہے کہ ﴿۞﴾ ’’اگر وہ ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے خواہشمند ہیں تو انہیں جمعیت علمائے پاکستان (جس نے نظام مصطفیٰ کیلئے تاریخی کردار ادا کیا ہے) سے مل کر چلنا چاہیئے تاکہ مشترکہ جدوجہد سے نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں آسانی پیدا ہو‘‘۔(نوائے وقت ۲۰جولائی ۱۹۸۹ء)

پاک پتن: طاہر القادری کے ایک ساتھی اور دستِ راست صاحبزادہ خادم حسین نے کہا ہے کہ ’’طاہر القادری طویل عرصہ تک اتفاق خاندان سے منسلک رہے ہیں۔انہیں وزیر اعلیٰ نواز شریف کی خامیاں علیحدگی کے بعد نظر آئی ہیں؟ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے‘‘۔انہوں نے وزیر اعلیٰ کے خلاف طاہر القادری کے بیانات کی شدید مذمت کی اور کہا کہ وہ جلد مختلف حقائق کا انکشاف کریں گے‘‘۔(نوائے وقت لاہور، ۷اگست ۱۹۸۹ء)

(لمحات فکر) (دوسروں کی زبان سے)

پروفیسر طاہر القادری اور اخبارات ورسائل کے تاثرات

نوائے وقت: ایک طرف تو پروفیسر صاحب کا یہ اعلان ہے کہ ’’نہ میرا کسی حکومت سے عناد ہے نہ مفاد......شاید ’’منہاج القرآن‘‘ وہ واحد ادارہ ہے جس نے آج تک حکومت سے ایک ٹیڈی پیسے کی امداد نہیں لی‘‘ لیکن اندرونی صورتِ حال کیا ہے؟ بعنوان:

’’دینداری میں دنیاداری‘‘ ’’نوائے وقت‘‘ کا ایک مضمون ملاحظہ ہو

’’وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف اور ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری بڑے گہرے دوست ہیں۔ پروفیسر صاحب میاں صاحب کی خاندانی مسجد جامع اتفاق میں جمعہ پڑھاتے ہیں اور اس سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ۱۵ کنال‘ ۱۵ مرلے پر واقع ادارہ

''منہاج القرآن'' کی خوبصورت عمارت کے ناظم اور اس کے معاملات کے ذمہ دار ہیں اس سے چند قدم کے فاصلے پر ان کی رہائش گاہ ہے' جس کی تعمیر میں ان کے ذوق اور نفاست کا خاص خیال رکھا گیا ہے ...... طاہر القادری صاحب نے ان کے بعض انتخابی جلسوں میں شامل ہو کر ان کی حقداری کی گواہی دی۔ میاں صاحب وزیر اعلیٰ ہیں' یاری نبھا رہے ہیں اور ثواب کما رہے ہیں پنجاب اسمبلی میں بتایا گیا ہے کہ ''ادارہ منہاج القرآن'' کو ایک دینی یونیورسٹی بنانے کیلئے ٹاؤن شپ سوک سنٹر میں انہوں نے ۱۶۲ کنال اراضی عنایت کی ہے۔ اس کا سرکاری نرخ ۳۵ ہزار روپے فی کنال ہے جبکہ بازاری نرخ اس سے کہیں زیادہ ہوگا۔ میاں صاحب نے اس عطیہ میں مزید عطیہ ملاتے ہوئے اس کا نرخ ایک چوتھائی سے بھی کم کر دیا۔ میاں صاحب کے اس فیصلے کی وجہ سے سرکاری خزانے کو کم وبیش ۴۴ لاکھ روپے کم موصول ہوئے۔ اگر یہ اراضی نیلام کر کے بیچی جاتی تو پھر بات کچھ اور ہوتی اس طرح حساب لگایا جائے تو خزانے کا ''احساس محرومی'' کروڑوں تک پہنچتا ہے ...... میری مانیں تو میاں صاحب نے پروفیسر صاحب سے جو چند لاکھ وصول کئے ہیں وہ بھی واپس کر دیں حکومت جہاں ۴۴ لاکھ کا صدمہ اٹھا سکتی ہے' وہاں مزید چند لاکھ کا بوجھ برداشت کیوں نہیں کر سکتی؟ (مختصراً ملخصاً روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

''**المصطفیٰ**'' پروفیسر طاہر القادری (درحقیقت) ایک وکیل ہے اور کرسیوں کی سرشت ہے کہ جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ کر دکھائیں حتیٰ کہ اس نے داڑھی اتفاق مسجد میں خطیب ہونے کے بعد چھوڑی ہے۔ خطابت سے پہلے تو پتلون پہنتے' ٹائی باندھتے' داڑھی منڈاتے تھے۔ ان کو اس حالت میں بارہا دیکھا گیا۔ (پندرہ روزہ المصطفیٰ ۲۲ ستمبر تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۷ء)

''**الاعتصام**'': غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۱۴، ۲۱ اگست ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ ''ڈاکٹر طاہر القادری کے دورہ ڈنمارک کے دوران پادری صاحبان سے مناظرہ ایک اچھا قدم ہے اور دین کا تقاضہ بھی لیکن پادری کے اس سوال کہ ''تمام مسلمان اسلام پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو شیعہ سنی کا اختلاف کیوں ہے؟ ...... کے جواب میں موصوف

نے حقیقی اور بنیادی شیعہ، سنی اختلافات کو فقہی تشریحات و تعبیرات پر مبنی قرار دے کر چیف پادری کے جواب میں حقائق کے سلسلہ میں کوتاہی برتی اور نادانستہ طور پر اہل تشنیع کی ترجمانی کی۔ گمان ہے کہ موصوف نے شیعہ نوازی کا یہ انداز خمینی صاحب کے اتحاد بین المسلمین تحریک کے دلفریب نعروں سے متاثر ہو کر اپنایا ہوگا۔

موصوف کو پادری کے جواب میں واضح کر دینا چاہیئے تھا کہ مسلمانانِ اہلسنّت و جماعت کے چاروں مکاتب فکر میں دورِ رسالت کی طرح دور مابعد رسالت میں بھی کوئی اصولی اختلاف پیدا نہ ہوا لیکن شیعہ چونکہ اختلافات کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اس لئے اسلام پر مسلمانوں کا (بجز اسلام سے خارج شیعہ) کوئی اختلاف نہ پہلے تھا نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ اسلام پر شیعہ اختلاف دراصل کفر اور اسلام کا اختلاف ہے''۔

طاہر القادری میدان سیاست میں: پروفیسر طاہر القادری ایک عرصے سے سیاست میں آنے کیلئے پر تول رہے تھے مگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ نواز شریف کی ''نوازشیں'' انہیں باز رکھے ہوئے تھیں۔ آخر یہ باگ توڑ کر نکلے اور سیدھے سیاسی اکھاڑے میں یوں اترے جیسے ان کے آتے ہی چاروں طرف دھوم مچ جائے گی' جیسے سیاست کے محل میں خطرے کے الارم گونجنے لگیں گے اور سیاسی لوگ بدحواس ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگیں گے ان کو زعم تھا کہ ان کے انقلاب کے اعلان کے ساتھ ہی ملک بھر سے ''سواد اعظم'' کے لوگ ''**یدخلون فی دین اللّٰہ افواجاً**'' کا منظر پیش کریں گے۔ مگر ع...... اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

بے شک باہر سے بھی لوگ آئے اور لاہور کے لوگ بھی جمع ہوئے مگر اس کانفرنس کو اجتماع کے لحاظ سے عام جلسوں سے مختلف نہیں کہا جا سکتا۔ ❁ موصوف نے اپنے پورے جوش و جذبے سے اپنی جماعت کے نام کا اعلان کیا اور نام کیا نکلا ''پاکستان عوامی تحریک'' یعنی اسے پاکستان پیپلز پارٹی یا عوامی نیشنل پارٹی یا نیشنل پیپلز پارٹی بھی کہا جا سکتا ہے' یہ انہی کی ترجمانی ہے ❁ پھر منشور پیش کیا گیا جس میں سب سے بڑا نقطہ یہی ہے جو سب کے ہاں موجود ہے اگر کوئی نئی چیز ہیں تو وہ طاہر

القادری ہیں ۔وہی جیسا انہوں نے اعلان کیا ہے کہ" تمام مکاتب فکر کے لوگ حتیٰ کہ غیر مسلم قادیانی بھی اس کے رکن بن سکتے ہیں کوئی احمق ہی ہو گا جو ان کے ساتھ اتفاق کرے گا کیونکہ قادیانیوں کی معیت میں کوئی معقول بریلوی، دیوبندی اہلحدیث اور شیعہ اس جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس شخص کا یہ اعلان پہلے دن ہی اس تحریک کی ناکامی پر مہر ثبت کر گیا ہے۔ ان کی کانفرنس بھی "شخصی مظاہرہ" تھا۔رات کی آتش بازی کی طرح چمکا اور پھر غائب ہو گیا۔

تماشہ گری: ہم جانتے ہیں کہ جناب قادری صاحب اپنی تقریروں کی گھن گرج میں بہت سے تماشے دکھا سکتے ہیں مگر یہ محض تماشے ہی ہوں گے ان سے کوئی معقول سیاسی انقلاب نہیں ابھر سکتا۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ قائداعظم کی مسلم لیگ کی طرح ایک مثالی اور انقلابی جماعت برپا کریں گے مگر ان کے منشور سے واضح ہوا کہ وہ مسلم لیگ، جماعت اسلامی، پیپلز پارٹی اور تحریک استقلال کے منشوروں کا ملغوبہ ہے یعنی اس میں اسلام بھی ہے سوشلزم بھی اور سیکولرازم بھی ۔ان تینوں کی موجودگی میں کوئی ایک نظام بھی کامیاب نہیں ہوسکتا ۞ ایسی "نقال" جماعت سے کسی قابل ذکر "زلزلے" کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی۔ہمارے نزدیک قادری صاحب کو جو "منہاج القرآن" کے ذریعے مقام حاصل ہو رہا تھا وہ بھی سیاست کے خارزار میں الجھ کر رہ جائے گا اور ایک دن وہ خود پکار اٹھیں گے ع......اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی۔(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲ جون ۱۹۸۹ء)

رسالہ "چٹان" لاہور: "پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے بالآخر اپنی سیاسی جماعت "پاکستان عوامی تحریک" کے قیام کا اعلان فرما دیا۔ بہت دنوں سے اس نئی جماعت کے بارے میں کچھ اس انداز سے پراپیگنڈا مہم جاری تھی ۞ کہ گویا ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں کچھ نرالی وضع کے بلند عزم اور حوصلہ مند لوگ غیر معمولی انقلابی پروگرام لے کر میدان عمل میں اترنے والے ہیں ۞ جو دیکھتے ہی دیکھتے موجودہ مایوس کن سیاسی فضا کا رُخ اُمید و کامرانی کی طرف موڑ دیں گے ۞ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا خطاب ایک روایتی سیاست دان کے خطاب سے مختلف نہ تھا، جس میں ملکی حالات پر ایک سطحی سی تنقید کی گئی تھی اور بس "نہ گرمی افکار نہ اندیشہ بے باک" اور نہ کوئی پروگرام عمل، بڑا تیر مارا تو صرف یہ کہا کہ "اپنی حکومت کے قیام کے تین

سال کے عرصہ میں سرزمین پاکستان پر انقلاب برپا کردیں گے یہ تو وہی بات ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب کو پہلے حکومت دی جائے پھر وہ یہاں انقلاب برپا کریں گے۔

ع......کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

﴿﴾ اگر ڈاکٹر صاحب یہ فرماتے کہ ہم آج سے جدوجہد کر کے تین سال میں موجودہ نظام حکومت بدل کر عوام دوست حکومت قائم کردیں گے اور ملک وقوم کی کایا پلٹ دیں گے تو کوئی بات بھی تھی ڈاکٹر صاحب یہ قوم کسی مرد مسلمان کی منتظر ہے''۔(ہفت روزہ چٹان لاہور ۹ جون ۱۹۸۹ء)

''مساوات'' لاہور: اس وقت ملک عزیز میں جنرل ضیاء الحق کے خلاف نفرت پورے عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔اس نفرت کا نفسیاتی فائدہ اٹھاتے ہوئے طاہر القادری صاحب نے بھی اپنی جماعت کے قیام کے حوالے سے جنرل ضیاء الحق کے اسلامی کارناموں پر تنقید شروع کردی ہے اس سے ہمارے بعض ساتھیوں کو جو ''مولوی'' حضرات کی نفسیات سے واقف نہیں ہیں غلط فہمی ہو رہی ہے کہ شاید قادری صاحب جنرل ضیاء الحق کے مخالف ہیں یہ مخالفت صرف نوراکشی ہے۔قادری صاحب جو جنرل ضیاء الحق صاحب کو خوش کرنے کیلئے سود جیسے حرام معاملے کو جائز قرار دینے کا فتویٰ دے سکتے ہیں۔ان سے ہر قسم کے کارناموں کی توقع کی جاسکتی ہے۔مبصرین کا خیال یہ ہے کہ قادری صاحب اسلام کے نام پر یہ نئی جماعت اپنے محسن و مرّبی پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف کے اشارے پر قائم کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ملک میں بریلوی فرقے کی اکثریت ہے اور اس کی قیادت عملاً شاہ احمد نورانی صاحب صدر جمعیت علمائے پاکستان کے ہاتھوں میں ہے۔نواز شریف صاحب چاہتے ہیں کہ اس فرقے کی قیادت نورانی میاں کے ہاتھوں سے چھین لی جائے اور ان کے کسی قابل اعتماد شخص کے پاس آجائے اسی مقصد کیلئے قادری صاحب کی جانب سے ایک نئی سیاسی پارٹی کے قیام کا اعلان کرایا جا رہا ہے۔ان تفصیلات سے واضح ہے کہ طاہر القادری صاحب اسلام کے نام پر نئی سیاسی جماعت اپنے مہربانوں کے سیاسی مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے قائم کر رہے ہیں اگر وہ نظام اسلام کے بارے میں مخلص ہوتے تو سب سے پہلے وہ اپنے سود کو جائز قرار دینے والے اس فتویٰ سے رجوع فرماتے جو انہوں نے جنرل ضیاء الحق کی

خوشنودی حاصل کرنے کیلئے دیا تھا‘‘۔(روزنامہ مساوات لاہور ۲۰ مئی ۱۹۸۹)

’’نوائے وقت‘‘ لاہور’’۲۵ مئی کانفرنس کی تیاریاں بھرپور کی گئیں‘ بڑے اور چھوٹے شہروں حتیٰ کہ قصبات و دیہات میں بینرز آویزاں کئے گئے‘ ہر جگہ ان کے عقیدت مندوں نے انہیں ......’’پاکستان کے خمینی‘‘ کے طور پر متعارف کرایا۔ جب پروفیسر صاحب اپنی پجیرو جیپ میں سوار جلسہ گاہ میں آئے تو شرکاء نے مودب کھڑے ہو کر ان کا پرجوش تالیوں سے استقبال کیا یہ ان کی زندگی کا پہلا واقعہ تھا کہ ان کی آمد پر تالیاں بجائی گئیں۔ پروفیسر طاہر القادری نے ہاتھ ہلا کر نعروں اور تالیوں کا جواب دیا۔ تین سٹیج سیکرٹریوں میں ایک شیعہ مسلک کے نوجوان علمدار حسینی بھی تھے اور اس سے نئی سیاسی جماعت کے قائدین یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ نئی جماعت یک مسلکی سیاست کے تابع نہیں ہے۔ موچی دروازہ کا اجتماع ’’ون مین شو‘‘ تھا ایک آدھ شخصیت کے علاوہ ان کے موجودہ ہم سفروں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو سیاست کے اسرار و رموز سے واقفیت رکھتا ہو۔ پروفیسر صاحب نے اپنی تقریر اور منشور میں بعض ایسے نعرے دیئے جو پاکستان کی موجودہ سیاست میں زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پروفیسر صاحب اپنے انقلابی پروگرام میں کوئی نئی بات نہیں کہہ سکے۔ ممکن ہے انہوں نے نہایت جلد بازی میں اپنا پروگرام کو پیش کیا ہو مگر سیاست میں خود کو نمایاں کرنے کے لئے ایسی ٹیم کی ضرورت ہوتی ہے جو زمانے کے ہیر پھیر سے کما حقہٗ واقف ہو۔ لوگوں کے مسائل تو کتابی علم نہیں۔ یہ مسائل جس کوکھ سے جنم لیتے ہیں اس کا سراغ لگانے کی ضرورت ہے‘‘۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ جون ۱۹۸۹ء)

’’امروز‘‘ لاہور: علامہ طاہر القادری نے یوم تاسیس انقلاب کے سلسلے میں جو پبلسٹی بورڈ جگہ جگہ نصب کئے ان پر علامہ صاحب کی علامہ اقبال کے انداز کی تصویر پینٹ کی گئی تھی۔ جس پر یہ شعر بھی لکھا ہوا تھا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس بورڈ کو دیکھ کر یہی احساس ہوتا تھا کہ دیدہ ور پیدا ہو گیا ہے اس بورڈ کے موجد کا مقصود بھی یہی تھا

علامہ طاہر القادری پر اس شعر کے اطلاق کے بعد ہم بھی موچی دروازہ گئے ۔ جب علامہ صاحب کی تقریر کی باری آئی تو سٹیج سیکرٹری نے یہ شعر پڑھا۔ہم نے علامہ طاہر القادری کی تقریر غور سے سنی۔ تمام نکات پر توجہ دی، ہر نکتہ شناسا سا لگا۔ یہ باتیں اس سے پہلے بھی متعدد بار سن اور پڑھ چکے ہیں۔ اگر دیدہ وری اسی کا نام ہے تو معاف کریں ایسے دیدہ ور تو ہمارے ملک میں ہر سال ہزاروں پیدا ہوتے ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ یہ ملک تو ایسے دیدہ وروں کے حوالے سے پہلے ہی خود کفیل ہے اور نئے دیدہ ور کو برداشت کرنے کا عوام میں حوصلہ نہیں ہے۔(روزنامہ امروز لاہور ۲۹ مئی ۱۹۸۹ء)

(دوسروں کی زبان سے) (ذرا سوچیے تو سہی)

دعوت مُباہلہ وہابی بنام طاہر القادری

ڈرامہ نگاری، ڈرامہ سازی اور ڈرامہ بازی ...... قصہ کہانی، افسانہ طرازی میرے ملک میں شہرت کا ایک حربہ، حربۂ بازاری تک جا پہنچا ہے' اداکاری اسٹیج سے منبر تک پہنچ رہی ہے پوز بنا بنا کر تصاویر کھنچوانا...... منہاج قیادت کی طرف رواں دواں ہے حکومت کے اشاروں پر حکومت کے خلاف نعرے بازی بلکہ نوٹس لینے والے خود نعرہ باز بنے ہوئے ہیں اور تو اور ''عزت پر ہاتھ ڈالنے'' والے مجرم کے خلاف مظاہرے کرتے کرتے حضرت طاہر القادری ''مباہلے'' تک آن پہنچے ہیں اور احتجاجی مظاہرے کو ''ختم نبوت کانفرنس'' کا رنگ دے بیٹھے ہیں حضرت نے یہ نہیں بتایا کہ انہوں نے لوگوں کو ایک غلط بنیاد پر جذباتی کیوں بنایا؟ اور پھر خود صوبائی وزیر اعلیٰ کے ہمراہ ''مجرموں'' کے پاس کیوں جا پہنچے؟ اور معاملہ باہمی ملاقات میں کیونکر طے ہوا؟ حضرت اپنے انٹرویوز میں تضاد بیانی تک ہی رہتے تو کچھ حد میں رہتے' اپنی کتب میں سلف صالحین تو دور کی بات، اپنے ہی مسلک کے خلاف بھی رہتے ہمیں چنداں پرواہ نہ تھی (کہ ایسے میں

ایسا ہونا ایسوں کی عادت اور تاریخ ہے) ﴿۞﴾ اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں (جن کاموں میں جناب پڑے ہیں) عوام کے ساتھ کھیلنا اور پھر ختم نبوت کا ہیرو بننے کی کوشش کرنا' یہ حضرت قادری کس منہ سے ختم نبوت کی بات کرتے ہیں۔ اس منہ سے جس سے بزرگوں کے ''الہام رؤیا'' میں لگے ہوئے ہیں یا اس منہ سے جس سے کہتے ہیں مجھ پر بھی غار حرا میں فرشتہ آیا تھا(کچھ ہم بھی سنیں کچھ ہم کو بھی بتا) ﴿۞﴾ ان کا مباہلے کا چیلنج بھی خوب ہے وہ طاہر مرزا جو منہ چھپا کر پاکستان سے مفرور ہوا تھا۔ اُسے کھلے منہ مینار پاکستان آنے کا کہتے ہیں واہ حضرت واہ! پتہ ہے ایسا نہ ہوگا اور میری واہ واہ ہو جائے گی ﴿۞﴾ یہ ایسے ہی ہے جیسے رات کوئی کہہ دے دیکھنا صبح سورج نکلے گا تو روشنی ہوگی اور صبح کہہ دے مجھے بزرگ مانو میں نے جیسا کہا ویسا ہوا۔

چیلنج: باقی رہی حضرت قادری کے مباہلے کی بات تو انہیں میں چیلنج کرتا ہوں ۔ یہ میرے ساتھ مباہلہ کریں ﴿۞﴾ میں کہتا ہوں اُن پر غار حرا میں فرشتہ نہیں آیا یہ جھوٹ بولتے ہیں ﴿۞﴾ یہ مباہلہ کریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان کے پاس عالم بیداری میں آنے پر ﴿۞﴾ ادارہ منہاج القرآن میں لوگوں کی زمین بلا پوچھے شامل کرنے پر ﴿۞﴾ اتفاق والوں کی امداد وتعاون پر ﴿۞﴾ نواز شریف کی نوازشات پر ﴿۞﴾ جناب ڈاکٹر علاؤالدین کے بیٹوں کے اغوا کے معاملے کی (بعینہٖ) صداقت پر ﴿۞﴾ انتظامیہ کے ان کے جلوس وغیرہ میں اعانت پر ﴿۞﴾ اور سستی شہرت کے حصول پر

ے ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

منجانب: (شفیق پسروری ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور۔۱۹۔اگست ۱۹۸۸ء ملخصاً)

(ادھر کفن برداری اُدھر رازداری)

اُردو ڈائجسٹ اور جنگ کی ''خفیہ'' رپورٹ

(بعینہٖ) نگران وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف عید الاضحیٰ کے تیسرے روز کوئٹہ پہنچے ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ پروفیسر علامہ طاہر القادری ان کے ہمراہ تھے ان کے دورے کا مقصد پیر طاہر

علاؤالدین الگیلانی قادری کے صاحبزادوں کے مبینہ اغوا کا معاملہ طے کرانا تھا۔ ﴿﴾ معلوم ہوا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے وزیراعلیٰ بلوچستان میر ظفراللہ جمالی کے ہمراہ خان آف قلات سے ملاقات کی اس ملاقات میں علامہ طاہرالقادری بھی موجود تھے۔ ﴿﴾ باہمی گفتگو کے بعد اصولی طور پر یہ طے پا گیا کہ معاملہ کو مزید طول نہ دیا جائے اور کوئی آبرومندانہ حل تلاش کرلیا جائے۔

﴿﴾ چنانچہ سلیمان داؤد ۲۔اگست کی شام تھانے میں طلب کیا گیا جو کچھ دیر تھانے میں رہا اور اسی رات ضمانت پر رہا ہو کر گھر آ گیا۔ پولیس نے ہی ضمانت لے لی۔ ﴿﴾ بلوچستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے کہ پولیس نے خود ہی ضمانت لے لی ہو ﴿﴾ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سیدنا طاہر علاؤالدین کے شہزادگان اور سلیمان داؤد کی عمریں یہی کوئی بائیس پچیس سال کے درمیان ہیں ﴿﴾ شہزادگان سلیمان داؤد کے پھوپھی زاد بھائی اور وہ ان کا ماموں زاد ہے۔ ﴿﴾ شہزادگان کی نانی صاحبہ بی بی کبریٰ سلیمان داؤد کی دادی صاحبہ ہیں چونکہ شہزادگان کی نانی صاحبہ نے اپنے مرحوم شوہر کی ایک یادگار قیمتی کار انہیں دے دی تھی، اس لئے تنازعہ ہوا اور سلیمان داؤد نے چوری کا پرچہ کٹوا کر پولیس کی معیت میں شہزادگان کو "اغوا" کیا ﴿﴾ ایک ایسا واقعہ جو دو قریبی رشتہ داروں کا نجی نوعیت کا ہے۔ اسی کے حوالے سے آسمان سر پر اٹھا لیا گیا ﴿﴾ اور پروفیسر طاہرالقادری نے اغوا کو ایک ایشو بنانے کی کوشش کی اور کمال ہنرمندی سے کچھ بتائے بغیر ایک دنیا کو یہ تاثر دیا کہ بلوچستان میں کوئی بہت بڑا سانحہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے ایک معرکہ حق و باطل بپا ہونیوالا ہے ﴿﴾ متنازعہ کار تا تصفیہ محفوظ رکھنے کا سرکاری انتظام کر دیا گیا ہے (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور اگست ۱۹۸۸ء) مخلصاً۔ بعنوان "پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا سسپنس"۔

ایک اور انکشاف: پروفیسر طاہرالقادری صاحب کے پاس ہم گئے تھے تاکہ لوتھر عیسائی کے خلاف بڑے پیمانے پر کاروائی ہو سکے لیکن ﴿﴾ انہوں نے ایک دفعہ تو ملاقات سے محروم رکھا ﴿﴾ دوسری دفعہ صاف کہا کہ "میں عوامی سڑک کے احتجاج کا قائل نہیں ہوں یہ عوامی احتجاج اثر پذیر نہیں ہوتا۔ ﴿﴾ ہاں البتہ جب ہائی کورٹ میں اس مقدمہ کی سماعت ہو گی تب اگر میری ضرورت پڑی تو میں وہاں آ کر بات کروں گا لیکن سڑک پر آنا، عوامی جلوس میں اچھا نہیں سمجھتا"۔

﴾۞﴿ طاہر القادری صاحب کے اس رویہ سے ہم نہایت ہی پریشان ہوئے اور پھر چند دن بعد بسلسلہ ''واقعہ اغوا'' انہیں عوامی سڑک کے احتجاج میں بھی دیکھا۔ **افسوس!** کہ ناموس سرکار ﷺ کی خاطر تو نہ آئے لیکن واقعہ کوئٹہ کی خاطر لاکھوں روپے کے اشتہارات بھی اور سڑکوں پر خود مارچ بھی کرتے رہے عوام اہلسنّت ان کی اس روش سے سخت دل برداشتہ ہیں۔ بہر حال اہل شاہدرہ نے خود ہی کامیاب مظاہرہ کیا۔ (مولانا قاری محمد عبدالشکور رضوی، شاہدرہ)

پروفیسر طاہر القادری کے نام کھلا خط: جناب پروفیسر صاحب سلام مسنون! لوگ آپ کو مولانا، علامہ، ڈاکٹر، پروفیسر، خطیب، ادیب، مصنف تو مان سکتے ہیں لیکن دنیائے سنّیت میں آپ کو امام و مجدد یا مجتہد کوئی بھی نہیں مانے گا۔ نہ آپ کو سنّیت میں کوئی رخنہ اندازی و من مانی کرنے دے گا، نہ آپ اس کی کوشش فرمائیں۔ اس سے بلاوجہ فتنہ بڑھے گا، آپ کی شخصیت مجروح ہوگی، آپ اپنے آپ کو چھوڑ جائیں گے، آپ گھر اور گھاٹ دونوں کے ہی نہیں رہیں گے۔ مخدوم اہلسنّت حضرت علامہ مفتی تقدس علی خاں صاحب مدظلہ العالی، ترجمان اہلسنّت حضرت علامہ ابو داؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ، حضرت مفتی غلام سرور قادری، جناب شفیع محمد صاحب قادری کراچی کی طرف سے آپ کو جو سوالات آئے ہیں، آپ سے جو وضاحتیں چاہی ہیں۔ ان کا واضح جواب ''حسام الحرمین'' شریف کی روشنی میں عنایت فرمایئے اور اس فتنہ کو نہ بڑھنے دیجئے، اپنی شخصیت کو مجروح نہ ہونے دیں۔ کیا اچھا ہو کہ آپ اپنے آپ کو اکابر اہلسنّت کے تابع کرلیں۔

تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے حواری شیعوں، وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں سمیت تمام فرقوں کو مسلمان قرار دے کر تمام فرقوں سے دوستی و بھائی چارے کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور جو آپ کے اپنے تھے ان سے کٹتے اور دور ہٹتے چلے جارہے ہیں اس وقت پوری دنیائے سنّیت آپ کے مخصوص عقائد و نظریات کے باعث آپ کے تعاقب میں ہے۔

دھمکیاں: مگر آپ اور آپ کے حواری صرف اور صرف حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق

صاحب (دامت برکاتہم) پر برس رہے ہیں۔دھمکیوں اور الزام تراشیوں پر مشتمل گمنام خطوط لکھ رہے ہیں۔ہمیں آپ کے حواریوں کی طرف سے علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے خلاف چند الزامات واتہامات سے بھرپور گمنام خطوط ملے ہیں جن میں کوئی دلیل نہیں، کوئی جان نہیں ہے اور حقیقت سے ان الزامات کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے، نہ کسی الزام کا ثبوت ہے، نہ دلیل ہے۔حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب کا کوئی فتویٰ، کوئی تحقیق ذاتی یا انفرادی نہیں ہوتی، وہ تو مسلک امام اہلسنّت مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علمبردار ہیں، مسلک رضوی کے ترجمان ہیں۔ان کی کوئی اپنی تحقیق اور ان کا کبھی کوئی ذاتی مسلک نہیں ہوتا۔ لہذا دوسرے بزرگوں کی آڑ میں اپنے دل کی گرمی نہیں نکالنی چاہیئے۔ موضوع ومسئلہ زیر بحث سے ہٹ کر اور دوسروں کے کندھے پر بندوق رکھ کر نہیں چلانی چاہیئے اب پروفیسر صاحب سے استدعا ہے کہ وہ اپنے پیدا کردہ اس فتنہ کو یوں ختم کرائیں کہ وہ اپنی انفرادی تحقیقات سے رجوع فرما کر اکابر علماء اہلسنّت ومسلک اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کی طرف رجوع کریں، میلان طبع واضح طور پر ظاہر کریں۔اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق دے اور ہم سب کو ضد وعناد سے بچائے۔اکابر علماء اہلسنّت کا اتباع نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین

(ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور ۱۴ نومبر ۱۹۸۷ء)

قائد انقلاب یا امام الفتنہ ؟

(مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوتا تھا اور مسٹر طاہر جھنگوی کو بشارتیں)

''پروفیسر محمد طاہر آج جو کچھ بھی ہے نواز شریف، ضیاء الحق اور مجید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت) کی بدولت ہے۔ ﴿﴾ نواز شریف نے اسے اتفاق مسجد کا پلیٹ فارم ہی نہیں ﴿﴾ ضیاء الحق تک پہنچنے کا زینہ بھی فراہم کیا۔ضیاء الحق کی قربت کے سبب ٹی وی اور ذرائع ابلاغ کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔ ﴿﴾ مجید نظامی نے اپنے خیالات کی اشاعت کیلئے اسے ''نوائے وقت'' کا پلیٹ فارم مہیا کیا۔

بہر حال: یہ جو بلٹ پروف جیکٹ پہن کر کلاشنکوف باڈی گارڈوں کی معیت میں جدید ترین پجیرو پر سوار ہو کر آتا ہے۔ ❁ اور جس کے اثاثوں کی مالیت فی الوقت ایک اندازے کے مطابق ایک ارب سے زیادہ ہے ❁ اور جس کے پسندیدہ سیاسی اداکار ہٹلر اور اسی قبیلہ کے لوگ ہیں اسوۂ فاروقی کا علمبردار ہے اور اس غرض کیلئے اس نے ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء کو رات کے آخری پہر موچی دروازہ لاہور میں پاکستان پیپلز موومنٹ (پاکستان عوامی تحریک) کے قیام کا اعلان کیا۔ ہٹلر مسولینی، ماؤزے تنگ اور مسٹر بھٹو کی نقالی کی یہ ایک کامیاب کوشش تھی۔

ادارہ منہاج القرآن: کا بانی کیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی موجودہ خدمات کے حوالے سے اس کے آئندہ عزائم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جن لوگوں نے اسے گزشتہ پندرہ بیس برس میں قریب سے دیکھا ہے ان کے مشاہدات کا خلاصہ یہ ہے کہ ❁ وہ جھوٹا ہے مکار ہے، فریبی ہے احسان فراموش ہے۔ ❁ جن لوگوں کو اس نے اپنے گرد جمع کیا ہے وہ خوش عقیدہ لوگ ہیں جن کیلئے محمد طاہر نے حسن بن صباح کی طرح بشارت کی حشیش تیار کی ہے۔ ❁ دیت اور قصاص کا مسودہ اس کی بدولت سرد خانے میں ڈالا گیا۔ ❁ عورت کی گواہی کے مسئلے پر اس نے سب سے الگ روش اختیار کی لیکن اس کی اب تک کی مقبولیت یا مخالفت کا حقیقی سبب اس کا نظریہ بشارت ہے۔ بشارتوں کی بنیاد پر کوئی تحریک برپا کرنے کا سلسلہ اس سے پہلے گزشتہ چودہ سو سالوں میں یا مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع کیا تھا اور یا اب محمد طاہر جھنگوی کر رہا ہے۔

ثبوت: اس کے جھوٹے' مکار اور فریبی ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ وہ سیدنا فاروق اعظم کے اسوہ پر عمل پیرا ہونے کا دعویدار ہے وہ اور اس کے اندھے معتقد بھول جاتے ہیں کہ فاروق اعظم کلاشنکوف برداروں کے جھرمٹ میں پجیرو پر سوار ہو کر نہیں آیا کرتے تھے وہ خچر یا گھوڑے پر اپنی باری سے سواری فرمایا کرتے اور جب ملازم کے سوار ہونے کی باری ہوتی تو امیر المومنین ہونے کے باوجود ملازم کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر آگے آگے چلا کرتے تھے ان کا قلب بشارتوں کیلئے سب سے زیادہ موزوں تھا لیکن انہوں نے کبھی بشارتوں کی بنیاد پر کاروبار حکومت یا

سیاست چلانے کا دعویٰ نہیں کیا اسوۂ فاروقی کی کون سی ایسی بات ہے' جس پر مسٹر طاہر القادری عمل پیرا ہے؟ ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یہ احمق اپنی اب تک کی ''موقع پرستی'' اور ''مفاد اندوزی'' کے دور کا موازنہ رسول اکرم ﷺ کے مکی دور سے کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ جس طرح رسول اکرم ﷺ مکہ میں دس سال تک خاموش تبلیغ کے بعد مدینہ جا کر سیاسی انقلاب لائے تھے اس طرح ہم بھی اب تک خاموشی سے دینی خدمات سرانجام دینے کے بعد اب سیاسی سفر شروع کر رہے ہیں عقل اور علم کی ناپختگی کا اس سے بڑھ کر اور کوئی مظاہرہ نہیں ہو سکتا ﴿﴾ یہ بے وقوف سمجھتا ہے کہ رسول اکرم نے انقلاب کا آغاز مدینہ سے کیا اس بے وقوف کو یہ علم نہیں کہ انقلاب کا آغاز تو کوہ فاران پر ''لا الہ الا اللہ'' کہنے سے ہوا تھا اور اسلامی انقلاب کا نقطہ آغاز و انجام لا الہ الا اللہ ہے مدینہ میں اسلام کو جو کامیابیاں ہوئیں وہ مکی کامیابیوں کی مرہون منت تھیں۔ ﴿﴾ عقیدے کا وہ انقلاب جو مکمل قلب ماہیت کر دیتا ہے وہ مکے میں رونما ہوا اور اس سارے مکی دور میں سرور کائنات کو کسی نواز شریف، کسی ضیاء الحق اور کسی مجید نظامی کی امداد و اعانت، سایہ و سرپرستی حاصل نہ تھی۔ قریش مکہ نے ان کیلئے ''اتفاق مسجد'' نہیں شعب ابی طالب تیار کی تھی اور وہ ہادی برحق کے ساتھیوں کی تواضع تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر کیا کرتے تھے۔

تاسیس انقلاب کانفرنس: کے نام پر مسٹر طاہر القادری نے ۲۵، ۸۹ء کو جو ڈرامہ کیا وہ اس اعتبار سے تو قطعی ناکام رہا کہ (کروڑوں کا) سرمایہ اس کانفرنس کے اہتمام و انتظام پر خرچ کیا گیا کامیابی اس کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں۔ بے پناہ وسائل کی بدولت بیس پچیس ہزار آدمیوں کو اکٹھا کر لینا معمولی بات ہے اور مقامی لوگوں کی عدم دلچسپی اپنی تیاریوں کو مکی دور کی تیاریوں سے مشابہ قرار دینے والے کے منہ پر ایک طمانچہ ہے حقیقت یہ ہے کہ جس دین اور جس سیاست کے پیش کرنے کا مسٹر طاہر کا آئندہ پروگرام ہے وہ غیر مسلموں کو سب سے زیادہ سوٹ کرتا ہے۔ قادیانیوں کے گھروں میں تو بالخصوص خوشی کے شادیانے بج رہے ہیں کہ مصطفوی انقلاب اور اسوۂ فاروقی کے ایک علمبردار نے انہیں ایک پلیٹ فارم مہیا کر دیا ہے۔

مسٹر طاہر القادری: نے جس جرأت سے قادیانیوں کو اپنے ساتھ ملانے کا دعویٰ کیا ہے اس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ گزشتہ دس بارہ برس مسٹر طاہر نے کس منصوبہ کے تحت گزارے ان حالات میں قادیانیوں سے ان کے درپردہ روابط کی نفی کرنا ناممکن ہو جاتا ہے وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں وہ قادیانیوں اور غیر مسلم طاقتوں کی شہ پر کر رہے ہیں اور پاکستان کی بنیادوں پر چلنے والا یہ کلہاڑا ابھی مسٹر طاہر کو انہی طاقتوں نے تھمایا ہے۔ ﴿﴾ نواز شریف سے تو مسٹر طاہر نے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ ﴿﴾ ضیاء الحق اس دنیا میں نہیں رہے۔ ﴿﴾ لے دے کے ایک مجید نظامی رہ جاتے ہیں ان سے پوچھا جا سکتا ہے کہ ''حضرت یہ آپ اپنی آستین میں ملک و ملت کے لئے سانپ کی پرورش کیوں کر رہے ہیں''؟ (ماہنامہ قیامت راولپنڈی ۹ جون ۱۹۸۹ء)

جماعت سیکولر ''آئیڈیل'' مودودی

پنجاب یونیورسٹی: میں حصول تعلیم کے دوران طاہر القادری کے اندر ایک راہنما بننے کی خواہش پیدا ہوئی' جب انہوں نے ایک کلاس فیلو خاتون کو شادی کی پیشکش کرتے ہوئے لکھا کہ ''وہ مولانا مودودی سے بڑا راہنما بننا چاہتے ہیں''۔ شواہد یہ ہیں کہ اگلے سالوں میں انہوں نے مولانا مودودی کے طریق کار اور تنظیم پر سنجیدگی سے غور کیا۔ یہ محض اتفاق نہیں ہے کہ علامہ طاہر القادری نے اپنی بیشتر اصطلاحیں مولانا مودودی سے مستعار لی ہیں۔ وہ آج بھی انہیں کے انداز میں اپنا مافی الضمیر بیان کرتے ہیں۔

سیکرلر جماعت: طاہر القادری ''بریلوی مکتب فکر'' سے تعلق رکھنے کے باوجود ایک ایسی جماعت قائم کرنے کے خواہشمند ہیں جس میں بریلویوں کے علاوہ شیعہ' اہلحدیث اور دیوبندی بھی شامل ہو سکیں۔ عام اندازوں کے برعکس یہ ایک مذہبی نہیں۔ سیکولر (لا مذہب) جماعت ہو گی۔ جس کے پلیٹ فارم سے مصطفوی انقلاب کا نعرہ سنائی دے گا لیکن اس میں ہر طرح کے عناصر جمع ہوں گے۔

عابدہ حسین: حال ہی میں طاہر القادری نے شیعہ ووٹوں کے بل پر الیکشن جیتنے والی سگریٹ نوش ﴿﴾ سیدہ عابدہ حسین (جھنگ) کو اپنی پارٹی میں شمولیت اور شعبہ خواتین کی سربراہی کی پیشکش کی تھی، جو اس جدیدیت پسند خاتون نے قبول نہیں کی۔

صلحکلیت: طاہر القادری کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں ﴿﴾ ایک رفع یدین کرنے والے کو بھی دیکھا گیا ﴿﴾ خود وہ ایک بار معروف شیعہ عبادت گاہ قصر بتول گئے۔ اور جشن مولود کعبہ کی تقریب میں خطاب کیا ﴿﴾ یہ نکتہ ہمیشہ ان کے ذہن میں رہا کہ اگر کل انہیں سیاست میں حصہ لینا ہے تو انہیں شیعوں، دیوبندیوں اور اہل حدیثوں کا مخالف نظر نہیں آنا چاہیئے انہوں نے کسی بھی بڑی قوت کو للکارنے یا اس پر کھلی نقطہ چینی سے گریز کیا۔ (ہفت روزہ ''ندا'' لاہور، ۳۰ مئی ۱۹۸۹ء)

پہنچا ہوا بزرگ: طاہر القادری کو اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوزا ہے، تقریر بھی فرماتے ہیں اور تحریر کا جوہر بھی دکھاتے ہیں، ٹیلی ویژن کے ذریعے گھر گھر دیکھے جاتے ہیں انہوں نے اپنے ہم خیالوں اور کارکنوں کا وسیع حلقہ منظّم کر لیا ہے ان کے بہت سے معاملات خصوصاً سلسلہ ہائے کشف وکرامات بہت سے لوگوں پر گراں گزرتے ہیں لیکن ان سے لطف اندوز ہونے اور مرعوب ہونے والوں کی بھی کمی نہیں وہ اپنے مخصوص انداز میں اپنی شخصیت کو ایک پہنچے ہوئے بزرگ اور ولی اللہ کے طور پر منواتے چلے جارہے ہیں اپنے والد گرامی کے صوفیانہ معاملات کی بھی دھاک انہوں نے بٹھا دی ہے اور خود اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات اور ہدایات کا معاملہ واشگاف کر رکھا ہے۔

اب حضرت صاحب سیاست کے کوچے میں قدم رکھ رہے ہیں۔ ان کے خیال میں ان کے انقلابی سفر کا یہ مرحلہ آ گیا ہے کہ اس کیلئے تنظیم بنا کر جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے جہاں تک ان کے جنرل ضیاء الحق اور ان کے دور پر شدید حملوں کا تعلق ہے) ایسے افراد جو جنرل صاحب کے دور میں بھی با اثر اور بارسوخ ہوں خاموشی ہی نہیں بلکہ حمایت کے مرتکب سمجھے جائیں اور اپنے قول وفعل سے اس تاثر کو گہرا کرتے جائیں۔ جنرل صاحب کی رخصتی کے بعد انہیں ان کی نیت تک پر شدید حملے

کی داد کیسے دی جاسکتی ہے؟ اگر جنرل صاحب کی نیت خراب تھی وہ اسلام کے نام پر دھوکہ دے رہے تھے تو پھر جناب طاہر القادری جیسے ذہین وفطین اور صاحب علم بلکہ صاحب منہاج القرآن کو تو سر پر کفن باندھ کر میدان میں آ جانا چاہیئے تھا جنرل صاحب کے خصوصی نائب معتمد میاں نواز شریف کا سرپرست بن جانے کا تاثر نہیں دینا چاہیئے تھا۔ جناب طاہر القادری گزشتہ گیارہ برسوں میں کسی مسئلے پر حرکت میں آئے تھے تو وہ ان کے پیر صاحب کے صاحبزادگان کے مبینہ اغوا کا معاملہ تھا۔ اس پر انہوں نے جلوس بھی نکالا' تقریریں بھی کیں' پریس کانفرنسیں بھی کیں الٹی میٹم بھی دیئے' دھمکیاں بھی دیں لیکن اس کے علاوہ کسی معاملے میں انکی کوئی رگ تحریک پھڑکتی ہوئی نہیں دیکھی گئی۔ ''نظام زکوٰۃ کے نام پر قوم کو بھکاری'' بنایا جاتا رہا' وہ دیکھتے رہے اور اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیا جاتا رہا وہ گھر سے باہر نہیں نکلے۔ کیا اسلام پیر صاحب کے صاحبزادگان سے بھی کم اہمیت کا مسئلہ تھا؟۔ (ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء)

اپنے محسن کے خلاف کیوں؟ ''محترم قادری صاحب نے شہید ضیاء الحق کی تحسین کا انکار کرتے ہوئے خود اپنے وجود کی نفی کی کوشش کی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ قادری صاحب موصوف کو مذہبی حلقوں میں متعارف کروانے میں ضیاء الحق کے دستِ راست میاں نواز شریف کی مساعی و سرپرستی ہی کا عمل دخل ہے گزشتہ دس سالوں میں شہید ضیاء کے دست و بازو نواز شریف کی جامعہ اتفاق کی وساطت سے سرکاری ذرائع ابلاغ تک رسائی اور منہاج القرآن کے قیام سے مذہبی حلقوں میں تعارف نے انہیں یہ مقام عطا کیا ہے کہ آج وہ پاکستان کے اہل دانش کے سامنے قومی وملی سطح پر نمایاں ہونے کے بعد اپنے ہی محسنوں خصوصاً ضیاء شہید کو اسلام کے ساتھ بہت کچھ ہو چکنے اور سابق صدر کے ذکر کو اقبال کے پاکیزہ تصورات کو دھندلانے سے تعبیر کر رہے ہیں۔

❁ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادری صاحب کو یہ حریت فکر گزشتہ دس سالوں میں کیوں یاد نہیں آئی شاید وہ ہوا کا رخ پہچانتے ہوئے صدر ضیاء کی مخالفت سے موجودہ مرکزی سیکولر حکومت میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ قادری صاحب موصوف کو شاید یاد نہیں رہا کہ ایسی بڑھکوں سے وہ کچھ لادین لوگوں کی واہ واہ حاصل کرلیں گے لیکن اپنے ہی محسن کی بعد از موت کردار کشی سے

وہ مذہبی حلقوں اور اخلاقی معیار کی کسوٹی رکھنے والے مسلمانوں کی نظروں میں ہمیشہ کیلئے غیر معتبر بلکہ سادہ زبان میں ''بے اعتبارے'' ہو کر رہ جائیں گے (یہاں قادری صاحب اسلامیان پاکستان کی نظروں میں کوثر نیازی کو یاد رکھیں) طاہر القادری کی اس کج ادائی کج کلاہی اور احسان فراموشی پر ضیاء الحق شہید کی روح عالم بالا میں اختر شیرانی کی زبان میں کہتی ہوگی:

ے انہیں اپنی صورت پہ یوں ناز کب تھا
میرے عشق رسوا کو اختر دعا دیں

پروفیسر محمد اسلم اعوان گورنمنٹ کالج قلعہ محمدیہ (سابقہ قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ)

(ہفت روزہ ''زندگی'' لاہور ۱۹ مئی ۱۹۸۹ء)

روزنامہ ''قومی آواز'' کراچی: پاکستان عوامی تحریک کے چیئرمین طاہر القادری صاحب نے فرمایا ہے کہ ''اگر ہر فرقے کے تین مولویوں کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے تو فرقہ بندی ختم ہو سکتی ہے'' طاہر القادری جو ادارہ منہاج القرآن کے بانی بھی ہیں ۞ حالات سے مجبور ہو کر انتہائی سیکولر ہو گئے ہیں اور انہوں نے عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی تنظیم بھی قائم کی ہے ۞ جس میں غیر مسلموں کی شمولیت کے لئے عموماً اور قادیانیوں کی شرکت کیلئے خصوصی گنجائش رکھی ہے۔ ۞ طاہر القادری صاحب سے جب ان کی سابقہ ''ملاگیری'' کے حوالے سے ان کی سیکولر تحریک کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ''ان کی تحریک کا ادارہ منہاج القرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے'' ۞ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی دینداری اور سیاست کاری ہے اور یہ ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پھانسی کا فتویٰ کون سی شرع متین کے مطابق ہے ۞ اور کیا انہوں نے ادارہ منہاج القرآن کے تین مولویوں کو بھی پھانسی کیلئے نامزد کیا ہے ۞ قادری صاحب کو یہ علم نہیں ہے کہ لادینی سیاست سے لادینی ثقافت فروغ پاتی ہے اور انہیں لادینیت کے فروغ کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی۔ ۞ قادری صاحب سے ہماری نہایت مخلصانہ اور ہمدردانہ گزارش

ہے کہ وہ اپنے نوزائیدہ ذوق سیاست کے تحت طبقہ عُلماء کو نہ چھیڑیں ورنہ ان کے فتوؤں سے انہیں نہ قادیانی بچاسکیں گے نہ غیر مسلم۔وما علینا الا البلاغ (روزنامہ ''قومی آواز'' کراچی ۱۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

ہفت روزہ ''احوال'' کراچی: پروفیسر طاہر القادری بطور ایک سیاستدان کے اپنے قدم آگے بڑھانے کی بجائے مسلسل ترقی معکوس کا شکار دکھائی دے رہے ہیں ❁ ان کے بارے میں یہ کہا گیا تھا کہ ''وہ ایسے راہنما ہیں جن کی مٹھی میں ملت اسلامیہ کی تقدیر کا پروانہ ہے'' اور وہ اس بدقسمت اور فریب خوردہ قوم کو انقلاب مصطفوی کی منزل سے ہمکنار کردیں گے ❁ لیکن ان سے وابستہ ایسی عام توقعات مایوسی میں بدل رہی ہیں۔اپنی سیاسی جماعت کا اعلان کرنے کے بعد پروفیسر طاہر القادری کا حال اس صیاد کا ہوگیا ہے جو اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ گیا ہو ❁ صرف ڈیڑھ ماہ کی قلیل مدت میں ان کی تضاد بیانی کے ایسے شاہکار سامنے آئے ہیں کہ ان کے اپنے بیگانے سب ہی تصویر حیرت بنے ہوئے ہیں ❁ انہیں سب سے پہلے عورت کی سربراہی کے جواز و عدم جواز کی بحث کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ اس مسئلے پر جم نہیں پار ہے اور مسلسل تردید و وضاحت کے چکر میں الجھتے جارہے ہیں۔ (سیاست میں آنے سے قبل) ایک طرف عورت کی سربراہی کو کسی بھی صورت قبول نہ کرنے کے بارے میں پروفیسر صاحب کا انداز بیان اور طرز استدلال ہے ❁ مگر دوسری جانب وہ عورت کی سربراہی کو قبول نہ کرنے والوں کو شکست خوردہ کہہ کر معلوم نہیں کس کو خوش کر کے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔افسوس تو اس بات پر ہے کہ عورت کی سربراہی کے بارے میں جو بات گزشتہ سال پروفیسر صاحب کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی پیپلز پارٹی کے مرکز میں برسر اقتدار آنے کے فوراً بعد ان کی سمجھ میں آگئی۔

؎ خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

قصیدۂ خمینی: پروفیسر صاحب کا ایک اور بیان ان کیلئے بلائے جان بنا ہوا ہے اور اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ اس ایک بیان نے ان کے اندر کے طاہر القادری کو مکمل طور پر بے نقاب کردیا

ہے۔ ایرانی قونصلیٹ لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد میں منعقدہ ایک تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے جناب خمینی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح زندہ رہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح دنیا سے رخصت ہوئے''

❁ قادری صاحب جوش جذبات یا جوش خطابت میں ایسی بہت سی باتیں کہہ جاتے ہیں جن کی بعد میں انہیں تردید کرنی پڑتی ہے لیکن ان کا یہ بیان ایسا ہے جس کی ابھی تک تردید یا وضاحت نہیں کی گئی ❁ یہ بیان جس روز اخبارات میں شائع ہوا۔ شیعہ اور سنی دونوں مکاتب فکر کے علماء نے اس کی مذمت حب نے ترنگ میں آ کر بستر علالت پر وفات پانے والے ایک ہر دلعزیز ایرانی راہنما کو کر کی اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ محترم پروفیسر صاحب کربلا کے تپتے ہوئے ریگزاروں میں تین دن کے بھوکے پیاسے برسر پیکار امام مظلوم سے تشبیہ دیکر نواسہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں جس گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اس پر انہیں پوری قوم اور خدا و رسول سے معافی طلب کرنی چاہیئے تھی مگر برا ہو انانیّت خودنمائی اور سیاسی مصلحتوں کا کہ اس نے انہیں ایسا نہیں کرنے دیا۔ کہا جاتا ہے چند روز بعد جب پروفیسر صاحب منہاج القرآن مسجد میں جمعہ پر تقریر کر رہے تھے تو کسی نے اٹھ کر ان کے اس بیان پر بھی اعتراض کیا۔ اس پر پروفیسر صاحب آئیں، بائیں، شائیں کرنے لگے تاہم اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ اپنے اس بیان کی اشاعت کے بعد پروفیسر ساحب نے موچی دروازہ لاہور میں آیت اللہ خمینی کی یاد میں منعقد ہونے والے جلسہ عام میں شرکت نہیں کی اور خود کو ایک بڑے حادثے سے محفوظ کر لیا جو لوگوں کے احتجاج کی صورت میں وہاں رونما ہو سکتا تھا۔

قصہ پھانسی: اپنے ایک بیان میں انہوں نے فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمہ کیلئے تجویز پیش کی کہ اگر ہر فرقے کے تین تین مولویوں کو پھانسی دی جائے تو فرقہ واریت کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ آج انہوں نے اس بیان کی اس قدر وضاحت کی ہے کہ انہوں نے تین تین مولویوں کو نہیں، تین تین انتہا پسندوں کو پھانسی دینے کی بات کی تھی۔

ع کلیم غش میں ہے اور جل رہا ہے دامن طور
ابھی تو حسن کا پہلا ہی پردہ اٹھا ہے

بولھبی سیاست کے مقابلے میں مصطفوی سیاست کا جونعرہ لگایا تھا لگتا ہے پارٹی اس سے دور ہوتی جارہی ہے اور اب وہ اپنے پیغام کی بجائے دھمکیوں کی زبان پر آ گئی ہے ❁ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر طاہر القادری کو اپنا مستقبل' مایوس نظر آ گیا ہے اور وہ کسی نہ کسی بہانے سیاست سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں ❁ ان کے متذکرہ بیانات کے علاوہ ان کی پالیسیوں میں بھی کوئی نئی بات نہیں' نہ ان کے پاس کوئی پر کشش سیاسی پروگرام ہے بعض لوگ ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ صرف اقتدار کے سائے میں پھل پھول سکتے ہیں ❁ اور اب وہ نواز شریف کے چھوٹے سائے سے نکل کر بے نظیر کی چھتری کے نیچے آ گئے ہیں اور وہی زبان استعمال کرنے لگے ہیں جو اس جماعت کا خاصہ ہے۔اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ انہیں بائیں بازو اور پیپلز پارٹی کے اخبارات و جرائد بڑی اہمیت دے رہے ہیں' ٹرسٹ کے اخبارات انہیں بڑی نمایاں حیثیت دے رہے ہیں۔اب اس پردۂ زنگاری میں کون ہے اس کا علم تو قادری صاحب ہی کو ہوگا لیکن مصطفوی انقلاب سے دلچسپی رکھنے والے بے شمار لوگ قادری صاحب کی نت نئی قلابازیوں سے بڑے پریشان دکھائی دیتے ہیں ❁ قادری صاحب آجکل ضیاء الحق اور نواز شریف کے دور کو یزیدی دور کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی بھٹو دور پر بھی تنقید کر جاتے ہیں تا کہ لوگوں کو بنک بیلنس برابر دکھائی دے لیکن الفاظ کے استعمال اور معنی و مفہوم میں ان کا ذہن پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی۔آخر میں ان سے گزارش ہے کہ وہ نواز شریف کو یزید کہنے میں احتیاط کریں۔شریف فیملی نے ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا برتاؤ کیا ہے انہیں زندگی کی سہولتیں فراہم کرنے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا' مکان کی تعمیر' گھر کی آرائش' ٹی وی' ائیر کنڈیشنر اور فرنیچر وغیرہ فراہم کئے' سفر کیلئے گاڑی مہیا کی اور جب پہلی گاڑی ذرا جاذب نظر نہ رہی تو نئی ہنڈا سوزو کی خرید کر دی۔(یہ گاڑی پروفیسر صاحب واپس کر چکے ہیں) انہیں قیمتی تحفے تحائف پیش کئے جو پروفیسر صاحب نے قبول بھی کئے حالانکہ وہ اپنے بقول تحفے قبول نہیں کرتے اور ایک بار کامونکی میں اپنی تقریر کے بعد جناب امجد علی چشتی (کامونکی) سے تحفے میں چاول قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔عام طور پر تحفے قبول نہ کرنا اور اتفاق والوں سے سب کچھ قبول کر لینا' ان کے اتفاق برادرز سے خصوصی تعلقات کا

مظہر ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ انہوں نے کوئی ناجائز مفادات حاصل کئے ہوں گے۔

(ہفت روزہ احوال کراچی ۱۴ جولائی ۱۹۸۹ء)

مستقبل کی جماعت اسلامی

''جنگ'' لاہور : پروفیسر طاہر القادری کا کہنا ہے کہ ہماری جماعت کی اٹھان اسی طرح ہے جیسے ۱۹۷۰ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی تھی۔ اگر فوری طور پر انتخابات کا اعلان کر دیا جائے تو بھی ہم قومی اسمبلی میں چالیس نشستیں لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ بعض مبصرین کا یہ بھی خیال ہے کہ ہم عوامی تحریک کو مستقبل کی ایک جماعت اسلامی کہہ سکتے ہیں''۔

(جنگ لاہور سیاسی ایڈیشن ۲۹ جولائی ۱۹۸۹ء)

(دعویٰ غلط ہو گیا)

''نوائے وقت'' لاہور : ''ڈاکٹر محمد طاہر القادری پیر طاہر علاؤ الدین گیلانی کے دست حق پرست پر بیعت ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ وہ کوئی بھی کام حضرت طاہر علاؤ الدین گیلانی کی اجازت کے بغیر نہیں کرتے حضرت طاہر علاؤ الدین گیلانی نے اُن کے خارزار سیاست میں قدم رکھنے کی مخالفت کی تھی اور خود ان کا اپنا دعویٰ بھی یہی تھا کہ وہ زندگی بھر تحریک منہاج القرآن کی قیادت کرتے رہیں گے اور کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے نومبر ۸۷ء میں لاہور کے ایک ماہنامہ میں ان کا ایک انٹرویو چھپا تھا یہ انٹرویو میری نظر سے بھی گزرا تھا۔ علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے انٹرویو کے ایک سوال کے جواب میں انتہائی زور دے کر کہا تھا کہ ''وہ زندگی میں کبھی سیاست میں نہیں آئیں گے'' مگر صرف دو سال بعد آج وہ سیاست میں کود چکے ہیں۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو خود کو سیاست میں آلودہ نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ وہ تحریک منہاج القرآن کے ذریعے ملک کے اندر اسلامی انقلاب برپا کرنے کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکتے تھے۔ انہوں نے چند ماہ پیشتر اچانک سیاست میں آنے کا فیصلہ کر کے بہت سے لوگوں کو چونکایا ہے'

سیاست میں آنا اگر بہت ضروری تھا تو ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو یہ سفر نئی سیاسی جماعت کے پلیٹ فارم کی بجائے پاکستان مسلم لیگ میں شمولیت یا جمعیت العلمائے پاکستان کی تنظیم نو سے شروع کرنا چاہیے تھا۔ (سیاسی مبصر "نوائے وقت" لاہور ۱۳ اگست ۱۹۸۹ء)

لمحہ فکریہ: کتاب ہذا میں فقیر نے پروفیسر صاحب کی طرح لفاظی و من مانی سے کام نہیں لیا بلکہ "خطرہ کی گھنٹی" حصہ اول کی طرح نا قابل تردید دلائل وحوالہ جات کی روشنی میں بعض حقائق کی نقاب کشائی کی ہے ﴿﴾ اور ساتھ ہی علمائے اہلسنّت کے بیانات وفتاویٰ کے علاوہ غیر جانبدار "دوسروں کی زبان سے" اور ملکی صحافت کی روشنی میں پروفیسر صاحب کی پراسرار اور دورخی وتہ در تہ شخصیت کو بہمہ پہلو آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے ﴿﴾ اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی ومفاد پرستی اور اندھی عقیدت سے کام نہ لے تو اب کسی کیلئے بھی پروفیسر صاحب کے "ذوالوجہین" (دومنہ والا) ہونے اور ان کی ریاکاری ونمود ونمائش اور ابن الوقتی وتقیہ بازی کو جاننے اور ان کے ظاہر و باطن میں جھانکنے کی کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ **واللہ الھادی الموفق۔**

اپنی زبانی۔ اپنی قصیدہ خوانی ومبالغہ آرائی: اپنے آپ کو نابغۂ عصر (ویکتائے زمانہ) منوانے اور بہر طور عوامی اذہان پر اثر انداز ہونے کیلئے دیگر پراپیگنڈا کے علاوہ پروفیسر صاحب نے اپنی زبانی اپنی قصیدہ خوانی وخودستائی کیلئے ایک "شعبہ مکشوفات ومبشرات" بھی قائم کر رکھا ہے۔ جیسا کہ ان کا ترجمان رقمطراز ہے کہ "پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنے بعض نیک خوابوں اور مبشرات کا تذکرہ کیا تو مثبت ذہن رکھنے والے لاکھوں عوام کیلئے یہ امر "تقویت ایمانی" کا باعث بنا"۔ (ماہنامہ منہاج القرآن اگست ۱۹۸۹ء)

چنانچہ تکمیل موضوع کیلئے اس سلسلہ کی بعض خودساختہ روایات مختصر تبصرہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ یاد رہے کہ پروفیسر صاحب موقع بموقع جھوٹ بولنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے جبکہ راوی کی ثقاہت و روایات کی صحت کیلئے سچا ہونا بہت ضروری ہے۔

روایت: "فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (والد صاحب کو) طاہر کے تولد کی بشارت دی

اور نام بھی خود تجویز فرمایا‘‘۔

تبصرہ: اگر ایسا ہوتا تو بفرمان رسالت طاہر‘ طاہر و پاک دامن رہتا اور اس کا دامن انکار اجماع‘ تفرقہ بازی اور غیر طاہر (ناپاک) عقیدہ والے بد مذہبوں کے بھائی چارہ اور گمراہی و کذب بیانی کے داغوں سے داغدار نہ ہوتا اور یا پھر ایسا کر کے دانستہ طور پر طاہر القادری نے ناقدری و ناشکری کی ہے اور دونوں صورتوں کا انجام بخیر نہیں۔

روایت: ’’سرکار دو جہاں نے محمد طاہر کو دودھ کا بھرا ہوا ایک مٹکا عطا کیا میں (طاہر) وہ تقسیم کرنے لگا اور رسول پاک نے میری پیشانی پر بوسہ دے کر اپنا کرم فرمایا۔

(دونوں حوالے از کتاب ’’نابغہ عصر‘‘ و قومی ڈائجسٹ لاہور نومبر ۱۹۸۶ء)

تبصرہ: بات وہی ہے کہ اگر پروفیسر صاحب سچے ہیں تو اس کرم کے بدلے انہوں نے سخت ناقدری و ناشکری کی ہے اور اپنے مذکورہ غیر طاہر کارناموں سے دودھ کو خالص نہیں رہنے دیا اور خود کو اہل ثابت نہیں کیا۔

روایت: منہاج القرآن کیلئے حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا فرمایا میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں تم شروع کرو‘ منہاج القرآن کا ادارہ بناؤ‘ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ لاہور میں تمہارے ادارہ منہاج القرآن میں خود آؤں گا‘‘۔ (ماہنامہ قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء)

تبصرہ: سوال یہ ہے کہ جس شخص کے قول و فعل کے تضاد کے باعث اس کی شہرت ہی خراب ہو وہ ایسی خصوصیت اور اتنی بڑی امانت کی سپردگی کا اہل کیسے ہوسکتا ہے؟ اور اس کے معاصرین مخلص و بے ریا عشاق رسول علماء و مشائخ جو بیش بہا دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان میں سے طاہر القادری کو کس علم و عمل کی بناء پر یہ امتیاز حاصل ہوا ہے؟ اور اگر ایسا ہوا ہے تو پھر پروفیسر صاحب نے ’’منہاج القرآن‘‘ کے برعکس الٹے کام کر کے اور برعکس راستہ اختیار کر کے اس نعمت کی سخت

ناشکری وناقدری کی ہے اور ''منہاج القرآن'' کی سپرد کردہ ذمہ داری وڈیوٹی چھوڑ کر اس نے ایک عوامی لیڈر کی سطح پر آ کر اور ''چیئر مین عوامی تحریک'' کا روپ دھار کر سخت ناانصافی وزیادتی کی ہے انہیں تو اس سپرد کردہ ذمہ داری ہی میں جان کھپا دینی چاہیئے تھی جیسا کہ عام تاثر بھی یہی ہے۔

روایت: والد صاحب ڈاکٹر فریدالدین صاحب فرماتے تھے ''میں ایک رات میں تین تین' چار چار سو صفحات کی کتاب پڑھ لیتا تھا تو پھر سالوں تک کتاب کا ایک ایک حرف، ایک ایک سطر حافظے میں محفوظ رہتی تھی وہ یقیناً عبقریٔ روزگار تھے''۔ (قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

تبصرہ: جب بیٹا ''نابغہ عصر'' ہے تو باپ ''عبقریٔ روزگار'' کیوں نہ ہو لیکن اگر باپ کی قصیدہ خوانی میں بیٹے کی یہ روایت صحیح ہے تو پھر ایسے حافظہ کے مالک کو کم از کم حافظ قرآن ہونا چاہیئے تھا اور ایسے باتونی بیٹے کی بجائے فتاویٰ شامی وفتاویٰ رضویہ جیسی کوئی یادگار چھوڑنی چاہیے تھی اور خدمت دین کیلئے کوئی علمی وتحقیقی کام سرانجام دینا چاہیئے تھا تاکہ بمصداق:

ع...... مشک آنست کہ خود ببوید' نہ کہ عطار بگوید

دنیا خود ان کا مقام پہچان لیتی اور ان کے برخوردار کو لمبی چوڑی کہانیاں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی

روایت: پروفیسر صاحب کے والد صاحب اپنی وفات کے دس روز بعد جب خواب میں ان سے ملے تو بقول پروفیسر ''انہوں نے فرمایا کہ ﴿ بیٹے! جب آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا ہوا پایا ﴾ اس وقت پردے اٹھا دیئے گئے تھے اور عالم آخرت اور عالم عقبیٰ کے مقامات، باغ جنت اور علیین کی اعلیٰ سیر گاہیں اللہ پاک نے مجھے دکھانا شروع کیں تو ان کو دیکھ دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور آپ میری مسکراہٹ کا تعلق ادھر سمجھ رہے تھے' ﴾ پھر دس روز تک نہ ملنے کا سبب یہ بتایا کہ ''مجھے دس روز تک اس عالم کی سیر کرائی جاتی رہی اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کے لئے آ گیا'' ﴾ مزید فرمایا بیٹے! نکیرین سوال کیلئے میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے گئے اور آج دس دن ہو گئے میں انتظار کر رہا ہوں کہ آ کر سوال کریں لیکن وہ مڑ کر نہیں آئے''۔ (قومی ڈائجسٹ مذکور)

تبصرہ: جیسا کہ آپ گذشتہ صفحات میں ''حقائق کی کسوٹی'' کے تحت پڑھ چکے ہیں کہ پروفیسر صاحب کے والد صاحب عام ڈاکٹروں کی طرح ایک ریش بریدہ ڈاکٹر تھے۔ جو مسائل کی تحقیق و معلومات کیلئے مرکزی جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مدرسین اساتذہ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور ان کی زندگی میں کوئی ایسی ''کراماتی'' جھلک ان کے معاصرین پر ظاہر نہیں ہوئی مگر ان کی وفات کے بعد انہیں کہاں سے کہاں پہنچانے کیلئے بھی صرف ان کا بیٹا ہے اور اس بیٹے کی اس ''طلمساتی کہانی'' میں بھی اس کا یہ جذبہ خودنمائی کارفرما ہے کہ میں ایسے ''عبقری روزگار'' کا ''نابغہ عصر'' بیٹا ہوں بہرحال یہ تو تھی بیٹے کی زبانی، باپ کی کہانی۔ اور اب سنیئے ''باپ کی زبانی۔ بیٹے کی کہانی'' اور غور فرمایئے کہ نیچے اوپر الٹ پلٹ کر بات پہنچتی ہے تو صرف پروفیسری نمود و نمائش پر۔

روایت: پروفیسر صاحب نے اپنے بیٹے سے مکالمہ کے دوران کہا ''بیٹے! ایک معاملہ ایسا ہے کہ تم اگر سونے کے بھی بن جاؤ اور جو کچھ چاہو کما لو، اس معاملے میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے اس نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟'' میں نے کہا وہ یہ کہ تمہارا والد (طاہر القادری) میرے والد (ڈاکٹر فرید الدین) سے کسی بھی قیمت پر کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتا تمہارا والد ساری زندگی جو چاہے بنتا پھرے وہ میرے والد کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چھوٹا بچہ تھا بات اس کی سمجھ میں آ گئی وہ ہنس پڑا''۔

(قومی ڈائجسٹ اپریل ۱۹۸۹ء)

تبصرہ: دیکھ لیجئے پروفیسر صاحب نے کسی معتبر معاصر بزرگ کی روایت کی بجائے جب اپنی زبانی خود اپنے والد صاحب کی ''وفات کی کرامات'' سنائیں تو اس وقت بھی ع..... پدرم سلطان بود کے تحت ﴿اس واقعہ و تعلق سے فی الحقیقت اپنی ہی ذات کی نمائش و اس سے فائدہ اٹھانا مقصود تھا کیونکہ والد صاحب تو رحلت فرما گئے تھے﴾ اور اب جب پروفیسر صاحب نجی طور پر اندرون خانہ بیٹے سے مکالمہ فرما رہے تھے تو اس وقت بھی یہی خبط تھا کہ ''تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تمہارا باپ میرے باپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا'' الفاظ کے اس ہیر پھیر کا منطقی نتیجہ کیا نکلا۔ یہی نا کہ ''طاہر القادری جیسا کوئی نہیں ہو سکتا' طاہر القادری کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا وہ ''نابغہ عصر'' ہے اور ''عبقری روزگار'' کا بیٹا ہے

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

روایت: ''کراچی میں رفیق ادارہ مسز مہاجر نے خواب سنایا کہ ''ہم ایک قافلے کی صورت میں سرکار دو عالم ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہیں اور مسجد نبوی ﷺ کو سجایا جا رہا ہے۔ ہمارے پوچھنے پر ایک خادم بتلاتا ہے کہ ''پروفیسر صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مسجد کو سجایا جا رہا ہے''۔ بعد ازاں (خواب سنانے کے بعد) حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی جو خواب کی خوشی میں وہ اپنے ہمراہ لائی تھیں''۔ (منہاج القرآن جون، جولائی ۱۹۸۹ء)

تبصرہ: اہل سمجھ انصاف پسند حضرات پر چھوڑا گیا۔ وما علینا الا البلاغ۔

بحکم قرآن خبیث وطیب میں اتحاد نہیں امتیاز ہونا چاہیئے

(از تبرکات اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

جہاں اختلافات فروعی ہوں جیسے باہم حنفیہ شافعیہ وغیرہما' ہیں۔ وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش دشنام جن سے دہن آلودہ (گندا) ہو کسی کو بھی نہ چاہیئے۔

زمانہ رسالت: میں منافق لوگ شروع میں مسلمانوں میں گھلے ملے رہتے تھے، نمازیں ساتھ پڑھتے مجالس میں پاس بیٹھتے' شریک رہتے مگر اللہ (عزوجل) نے صاف ارشاد فرمادیا کہ (صلحکلی ندوے کا سا) یہ گھیل میل جو ہو رہا ہے' اللہ تمہیں یوں رہنے نہ دیگا۔ ضرور خبیثوں کو طیبوں سے الگ کردیگا۔ **قال اللّٰہ تعالیٰ ما کان اللّٰہ لیذر المومنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب** '' اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو۔ جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے'' (پ۴' ع۹)

اس کے بعد بھری مسجد میں خالص جمعہ کے دن (علی رؤس الاشہاد) حضور اقدس ﷺ نے نام بنام ایک ایک کو فرمایا **اخرج یا فلاں فانك منا فق** ''اے فلاں نکل جا تو منافق ہے''۔ نماز سے پہلے سب کو نکال دیا یہ حدیث طبرانی و ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما)

سے روایت کی مخالفین دین کے ساتھ یہ برتاؤ ان کا ہے جنہیں رب العزت رحمۃ للعالمین فرماتا ہے جس کی رحمت الٰہیہ کے بعد تمام جہان کی رحمت سے زیادہ ہے۔(جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم)

مسلمانو! غیرت کرو خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ فحش مغلظ گالیاں دینا اپنا شیوہ کرلیں بلکہ اپنا دین ٹھہرا لیں، کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں ﴿﴾ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے اگر تم میں انسانیت ہے اگر تم اپنی ماں کو ماں سمجھتے ہو اور اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو ان (مخالفین والدین) کو دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے، تمہاری آنکھوں میں خون اترے گا تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارا نہ کرو گے۔

للہ انصاف: صدیق اکبر، فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ، ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں اور الحمد للہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں انہیں گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں۔ جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے آپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے برے ناخلف بیٹے ہیں۔ایمان کا تقاضہ یہ ہے آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ: مسجد نبوی سے نماز پڑھ کر تشریف لے جا رہے تھے۔ایک مسافر نے کھانا مانگا آپ اسے ہمراہ گھر لے آئے اور خادم نے اسے کھانا حاضر کیا۔اتفاقاً کھاتے کھاتے اس کی زبان سے ایک بدمذہبی کا فقرہ نکل جاتا ہے۔جس پر آپ فوراً اس کے سامنے سے کھانا اٹھوا لیتے ہیں اور خادم کو حکم دیتے ہیں اسے نکال دے۔

میرا ضمیر: رب العزت کی شان ہے کہ بدمذہب کیسا ہی جامۂ عیاری پہن کر میرے سامنے آئے خود بخود دل اس سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات مبارکہ اعلٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

دشمن احمد پہ شدت کیجئے ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل   یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے (صلی اللہ علیہ وسلم)

غیرتمند سنیو! آنکھیں کھولو، پڑھو اور پہچانو، کیا گستاخوں کا ہمنوا و مقتدی حنفی سنی ہوسکتا ہے؟

’’فرقہ طاہریہ‘‘ صلحکلیہ اپنے آئینہ میں

پروفیسری مسلک و فرقہ طاہریہ کے سربراہ اور ’’منہاج القرآن‘‘ و ’’عوامی تحریک‘‘ کے بانی پروفیسر طاہر القادری فرماتے ہیں بالاتری نہیں ہمارے ممبران میں دیوبندی، اہلحدیث اور شیعہ حضرات کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔۔۔میں حنفیت یا مسلک اہلسنّت کی بالاتری کیلئے کام نہیں کر رہا‘‘۔

(نوائے وقت میگزین لاہور ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶، ص ۴)

﴿❁﴾ جو جماعت میں بنا رہا ہوں وہ محض اہلسنّت کی جماعت نہیں ہوگی۔۔ بلکہ شیعہ سنی سبھی شامل ہونگے حتیٰ کہ اقلیتوں کو بھی پارٹی میں مناسب جگہ دی جائے گی۔

قادیانی نمائندگی: سوال:۔ گویا آپ قادیانیوں کو بھی نمائندگی دیں گے؟ جواب:۔ جی ہاں ہم قادیانیوں کو بھی بطور اقلیت تحفظ اور نمائندگی دیں گے......ہم غیر مسلموں کا دوسرے شہریوں کی طرح احترام کریں گے۔ ان سے کسی قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ قادیانی خود کو اقلیت تسلیم کریں یا نہ کریں، ہم ان سے شہریوں کی طرح حسن سلوک کرینگے۔ (رسالہ چٹان لاہور ۲۵ مئی ۱۹۸۹ء)

امتیاز نہیں: ہم امتیاز کی بجائے امت مسلمہ کے اتحاد کی بات کرتے ہیں۔

(جنگ لاہور جمعہ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

﴿❁﴾ ’’ہمارے نزدیک شیعہ، سنی میں کوئی امتیاز نہیں‘‘ (چٹان لاہور ۲۵ مئی ۸۹ء)

نفرت نہیں: یہاں (ہمارے پاس) شیعہ سے لیکر وہابی تک سب لوگ آتے ہیں۔ اس لئے آتے ہیں کہ یہاں (سب کے لئے) محبت اور اخوت (بھائی چارے) کا پیغام دیا جاتا ہے، نفرتوں کا پیغام نہیں ﴿❁﴾ ادارہ منہاج القرآن مسلکی و گروہی اور فرقہ وارانہ تعصّبات سے بالاتر محبت و اخوت کا

پلیٹ فارم ہے۔(رسالہ دید شنید لاہور۴ تا ۹ اپریل ۱۹۸۶ء)

بدعقیدہ کا رد نہیں: ہم فرقہ وارانہ مسائل کو کسی صورت بھی زیر بحث آنے یا پڑھنے پڑھانے کی اجازت نہیں دیتے ...... میں مسلک کو ذاتی اور نجی مسئلہ سمجھتا ہوں"۔(جو اپنی ذات اور گھر تک محدود ہو' کسی پر اس کا اظہار نہ ہو)(ماہنامہ ضیاء حرم لاہور فروری ۱۹۸۷ء ص:۳۲)

گستاخ کی تکفیر نہیں: "میں تکفیری مہم کا فرد نہیں ہوں ......دوسرے مسالک کی توہین اور تکفیر دینداری نہیں بلکہ عین فرقہ واریت ہے۔ہم پہ لازم ہے کہ امت مسلمہ کے مختلف طبقات کو ساتھ لیکر چلیں" (ضیاء حرم لاہور ص:۳۱،۳۲)

بریلویت وحشت: "بریلویت ،دیوبندیت ،اہلحدیثیت ،شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے"۔ (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص:۱۱۱)

سب پر لعنت' سب سے لاتعلقی: "میں فرقہ وایت پر لعنت بھیجتا ہوں۔میں کسی فرقہ کا نہیں۔بلکہ حضور کی امت کا نمائندہ ہوں"۔(رسالہ دید شنید لاہور۴ تا۹ اپریل ۱۹۸۶ء)

سب کی اقتداء: "میں شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں"۔(حوالہ مذکورہ ملخصاً)

ناعاقبت اندیش: "فرقہ پرستی کی تنگناؤں میں بھٹکنے والے ناعاقبت اندیش مسلمان کیلئے زوال بغداد کی تاریخ عبرت ناک منظر پیش کر رہی ہے' جہاں فرقہ پرستی کا بازار گرم تھا اور شیعہ' سنی دونوں فرقے باہم دست وگریباں تھے"۔ (کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص:۴۵)

خمینی بنام صحابہ وخلفاء: ❁ "ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو معاویہ وعثمان جیسے قماشوں کو امارت اور حکومت سپرد کرے...... (معاذ اللہ، استغفر اللہ نقل کفر، کفر نباشد) معاویہ لوگوں کو محض اس وجہ سے قتل کرتا تھا کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے"۔(کشف الاسرار' ص ۱۰۷ حکومت الاسلامیہ ص ۷۱)۔ ❁ "ابوبکر' عمر' عثمان رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نہ تھے بلکہ انہوں نے اولاد

رسول پر ظلم کیا اور قوانین ربی و احکام دینی میں جہالت کی‘‘۔ (ص ۱۰۷)

دو بت: ’’میں خمینی جب فاتح بن کر مکہ، مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے حضور کے روضہ میں پڑے دو بتوں (ابوبکر، عمر) کو نکال کر باہر کرونگا۔ (پمفلٹ خطاب بہ نوجوانان، بحوالہ کتاب ’’کیا شیعہ مسلمان ہیں؟‘‘

طاہر بنام خمینی: خمینی کی یاد میں تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ﴿ ’’امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے ہمیں فرعونیت کا بت پاش پاش کرنے کیلئے ’’حسین‘‘ بن کر معرکہ کربرپا کر دینا چاہیئے ﴾ خمینی سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے‘‘۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء مع تصویر)

مقالہ خمینی: ’’ایرانی قونصلیٹ کے زیر اہتمام مقابلہ مضمون نویسی میں طاہر القادری کے جامعہ ’’منہاج القرآن کے طالب علم محمد رمضان اور طاہر محمود نے بعنوان ’’امام خمینی اور انقلاب اسلامی‘‘ مقالہ لکھ کر بالترتیب اول انعام دو ہزار اور سوم انعام ایک ہزار روپے حاصل کیا‘‘۔

(رسالہ منہاج القرآن لاہور، اگست ۱۹۹۰ء، ص ۴۶)

اعلامیہ وحدت: ’’امت مسلمہ کے تمام طبقات کی شرکت و شمولیت کے تقاضہ کی تکمیل کے سلسلہ میں عوامی تحریک و تحریک فقہ جعفریہ کے مابین اتحاد و اشتراک عمل کا دس نکاتی فارمولا اعلامیہ وحدت (قومی وحدت و یگانگت) کی صورت میں طے پایا ہے اور چند مابہ الامتیاز پہلوؤں کو نظر انداز کر کے کثیر التعداد مابہ الاشتراک پہلوؤں پر اتحاد کیا ہے؟ اس سے اہلسنّت و اہل تشیع کے مابین رواداری اور اخوت (بھائی چارے) کے جذبات کو فروغ ہوگا‘‘۔

(رسالہ منہاج القرآن ص ۴۶، فروری ۱۹۹۰ء)

تکفیر شیعہ: ......اہل تشیع کو کافر قرار دینے والے...... بعض خود پرست انتہا پسند مولوی صاحبان تو ہو سکتے ہیں، اہل سنت و جماعت ہرگز نہیں ہو سکتے ...... درحقیقت ’’دیوبندی بریلوی شیعہ

اہلحدیث'' سب کے سب مسلمان ہیں۔ان فرقوں میں فروعی اختلافات تو بہر طور موجود ہیں مگر بنیادی اختلاف کوئی نہیں'' (ماہنامہ منہاج القرآن دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۴۲)

استغفر اللہ: کیسی الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ اہل تشیع کی تکفیر کرنے والے تو خود پرست انتہا پسند مولوی ہیں مگر صحابہ کرام و خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی توہین و تکفیر کرنے والے شیعہ روافض کی خود پرستی وانتہا پسندی پر کوئی گرفت نہیں۔جبکہ مخالفین صحابہ کی تکفیر و تردید میں امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہما) نے ''ردّ روافض'' اور ''ردّ الرفضہ'' کے نام سے مستقل تصانیف شائع کی ہیں مگر نام نہاد ''منہاج القرآن'' نے تو ساری بنیاد ہی ملیامیٹ کر دی ہے کہ سب کے سب سلمان ہیں ان میں کوئی بنیادی اصولی اختلاف نہیں''۔اناللہ وانا الیہ راجعون

دیوبندی بزرگان دین؟: فرقہ طاہریہ کے ترجمان ''منہاج القرآن'' نے دیوبندی جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولوی عبداللہ درخواستی کی وفات پر لکھا ہے کہ ''تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر علامہ محمد انور قریشی نے مولانا درخواستی کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا انتقال امت مسلمہ کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا ہے افسوس یہ ہے کہ بزرگان دین کم ہو رہے ہیں۔انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے''۔(ماہنامہ منہاج القرآن ص ۴۶، ستمبر ۱۹۹۴ء) ملخصاً

ابن تیمیہ کی پیروی: ''حضرات علماء و مشائخ اُٹھیئے علامہ ابن تیمیہ کا کردار زندہ کیجئے''

(خطاب طاہر القادری بحوالہ کیسٹ علماء و مشائخ کنونشن)

سنیو! ایسے دیوبندی، وہابی، شیعہ نواز نام نہاد طاہر القادری سے خبر دار رہیئے۔

طاہر القادری کے استاد محترم علامہ محمد عبد الرشید جھنگوی کا بیان

فرمایا کہ'' طاہر القادری کی سیاست کا سب سے بڑا نقصان اہلسنّت کو پہنچے گا کیونکہ دیوبندی'

اہلحدیث اور شیعہ فرقوں میں کوئی شخص بھی اسے ووٹ نہیں دیگا مگر اہلسنّت کے ووٹوں کو تقسیم کرنے کا باعث طاہر القادری کی سیاست ہو گی"۔ فرمایا "میں طاہر القادری کا مسئلہ دیت ہی سے مخالف ہوں۔ کیونکہ میں حنفی ہوں اور حنفی فقہ میں عورت کی دیت آدھی ہے' جب کہ طاہر القادری نے مساوی کا فتویٰ دیا ہے ❁ اور یہ تاثر بھی بالکل غلط ہے کہ طاہر القادری نے پورا درس نظامی مجھ سے پڑھا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھ سے چار یا پانچ مہینے پڑھا ہے اور وہ چند کتابیں ہیں مگر وہ اس وقت یہ تاثر دے کر کہ پورا نصاب انہوں نے مجھ سے پڑھا مجھے بھی لوگوں میں ہدف طعن بنا رہے ہیں"۔ فرمایا " اہلسنّت کی قیادت صرف مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت العلمائے پاکستان ہے۔ مولانا نورانی چٹان کی طرح دشمنان دین کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ انتخابی نتائج عارضی چیزیں ہیں" فرمایا" طاہر القادری کی سیاست کا فائدہ شیعہ مسلک اور ایران حکومت کو ہو سکتا ہے ❁ کیونکہ انہوں نے خمینی صاحب کی زندگی کو حضرت علی کی طرح اور موت کو حضرت حسین کی طرح قرار دے کر حضرت علی المرتضیٰ پر بہتان لگایا ہے ❁ کہ وہ اصحاب ثلاثہ کی خلافت کو صحیح نہیں سمجھتے تھے کیونکہ خمینی صاحب کا یہی عقیدہ ہے جبکہ حضرت سیدنا علی اور حضرت حسین کی پوری زندگی اصحاب ثلاثہ سے اتحاد اور ان سے محبت وعقیدت سے عبارت ہے۔ ❁ طاہر القادری کا پورا منشور عین وہ ہے جو ایران کا موجودہ دستور ہے۔ ایران کا دستور فارسی میں ہے اور طاہر القادری کا منشور اُردو میں ہے"۔ (ماہنامہ ندائے اہلسنّت لاہور ستمبر ۱۹۸۹ء جولائی ۱۹۹۰ء)

"پروفیسر طاہر القادری" جب سے سیاست کے میدان میں آئے ہیں اور بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ اتحاد کا اعلان کیا ہے' دینی احباب کی نگاہوں میں اپنا مقام کھو بیٹھے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ومن یتولھم منکم فانهٗ منھم " یعنی مغضوبین کے ساتھ جو شخص موالات رکھے گا وہ یقیناً انہی میں سے ہو گا ایسے شخص سے اجتناب چاہیئے"۔ ❁ "یہ شخص سنیوں کو دھوکا دے کر سنی بنا ہوا ہے (اس کا یہ کہنا ہے) کہ "اعلیٰحضرت کے فتوؤں پر اپنی حکمت عملی کے تحت سکوت اختیار کرتا ہوں"۔ اسی چیز کا نام تقیہ ہے' ایسے شخص کے پیچھے نماز اس وقت تک درست نہیں جب تک توبہ کر کے اپنے عقائد کو درست نہیں کر لیتا"۔ (ندائے اہلسنّت لاہور ۱۴۔۴۔۱۹۹۰)

''عرس محدث اعظم پاکستان پر فرقہ طاہریہ'' کو مسترد کر دیا گیا

فیصل آباد میں بتاریخ ۲۹۔۳۰ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۶۔۲۷ فروری ۱۹۹۰ء بروز منگل بدھ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام کا ۴۲ واں سالانہ جلسہ دستار فضیلت اور محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۸ واں عرس مبارک حسب سابق شان وشوکت سے منعقد ہوا اور بارش وسردی کے موسم کے باوجود مختلف اضلاع دور دراز مقامات سے سینکڑوں علماء کرام و ہزاروں اہل عقیدت نے مزار مبارک پر حاضری دی اور عرس و جلسہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی ﴿﴾ مولانا محمد غفران صاحب خصوصی طور پر امریکہ سے حاضر ہوئے اور اس مرتبہ ۵۰ علماء' ۳۸ حفاظ اور ۲۹ قراً (۱۱۷) حضرات فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت و جبہ مبارک سے مشرف ہوئے اور ہر دو روز تلاوت ونعت خوانی اور علماء کرام کے اہم بیانات ہوئے۔

اہم فیصلہ: چونکہ پروفیسر طاہر القادری کے شیعہ فرقہ کے ساتھ الحاق واشتراک اور نفاذ فقہ جعفریہ کی جدوجہد میں ان کا معاون و مددگار بننے سے ان کے عزائم بالکل نمایاں ہو گئے ہیں اور ان کی عوامی تحریک وتحریک فقہ جعفریہ کے مختلف مقامات پر مشترکہ جلوسوں میں کالے جھنڈوں اور خمینی کی تصویروں کی تشہیر ونمائش سے مذہب اہلسنّت ومسلک اعلیٰحضرت کے خلاف شدید خطرات پیدا ہو گئے ہیں اور مولانا محمد غفران صاحب نے امریکہ میں طاہر القادری کے رافضیوں قادیانیوں کے ساتھ مشترکہ پروگرام کی رپورٹ بھی پیش کی ہے اس لئے شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب رضوی' جانشین محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب اور جگر گوشہ محدث اعظم صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم صاحب نے یہ اہم فیصلہ فرمایا کہ پروفیسر طاہر القادری چونکہ مسلسل گمراہی کی طرف بڑھتے جارہے ہیں' اس لئے آستانۂ عالیہ محدث اعظم پاکستان کے مرکزی اجتماع کے موقع پر اہلسنّت وجماعت کو واضح طور پر آگاہ کر دیا جائے کہ ''پروفیسر طاہر القادری کا اہلسنّت وجماعت سے کوئی تعلق نہیں اور اس کی سرگرمیاں اہلسنّت کیلئے نقصان دہ ہیں لہذا کسی سنی حنفی کو پروفیسر سے کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہیئے''۔ **چنانچہ:** اس فیصلہ کے تحت جلسہ کی

آخری نشست میں شیخ الحدیث مولانا محمد شریف صاحب ملتانی نے دوران خطاب فرمایا کہ ﴿۞﴾ ''بحکم حدیث تہتر فرقوں میں سے ۷۲ ناری اور ایک گروہ ناجی و جنتی ہے' جو یقینی طور پر اہلسنّت و جماعت ہے اور یہی اولیاء کرام و بزرگان دین کا مذہب ہے اور جو اس سے کٹ گیا وہ ناری ہے اور ناجی و ناری کو ملانا اور حق و باطل کی آمیزش کی کوشش کرنا سراسر ناجائز و غلط ہے''۔ ﴿۞﴾ انہوں نے کہا کہ ''پروفیسر طاہر القادری نہ صحیح سنی ہے اور نہ ہی قادری ہے کیونکہ شیعہ فرقہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے علاوہ بالخصوص سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بھی بے ادب ہے یہاں تک کہ وہ غوث اعظم کو سید بھی نہیں مانتا۔ لہذا اگر پروفیسر سچا قادری ہوتا اور اسے سنّیت کی غیرت ہوتی تو وہ ہرگز مخالفین صحابہ و دشمنان غوث اعظم سے اتحاد نہ کرتا' لہذا وہ قادری نہیں ہے۔ کیونکہ اہلسنّت کے ساتھ اس کا سلوک پادریوں جیسا ہے'' ﴿۞﴾ دریں اثناء آپ کو معلوم ہوا کہ جلسہ کے باہر فرقہ طاہریہ نے بکسٹال لگا رکھا ہے تو آپ نے گرج کر فرمایا کہ اپنا بکسٹال فوراً یہاں سے اٹھا لو' ہم آستانہ عالیہ پر تمہارا بکسٹال برداشت نہیں کر سکتے۔ بعدازاں انہوں نے مزید کہا کہ ''طاہر القادری کا خوابیں سنانا اور رونا برحق ہونے کی دلیل نہیں۔ شیعہ روتے بھی ہیں اپنا خون بھی بہاتے ہیں مگر حق پر نہیں''۔ مولانا محمد غفران صاحب نے خطاب کیا جو امریکہ سے آئے ہوئے مہمان تھے اور جو آستانہ عالیہ محدث اعظم کے خاص خدام میں سے ہیں۔ ﴿۞﴾ انہوں نے فرقہ شیعہ کے عقائد باطلہ سے آگاہ فرما کر یہ انکشاف کیا کہ ''اوائل جنوری ۱۹۹۰ء میں جب طاہر القادری امریکہ گئے تو انہوں نے وہاں ہم خدام اہلسنّت کے ساتھ رابطہ کی بجائے شیعہ قادیانیہ سے تعلق استوار کیا''۔ (العیاذ باللہ)

(بھٹو دور کا ایک تاریخی واقعہ)

''غیر سنی امام' طاہر القادری اور نورانی و مفتی کردار''

(مولانا نورانی کی گردن پر تلوار بھی ہو تو مفتی محمود کی اقتدا نہیں کرینگے)

''فرقہ طاہریہ'' کا سب سے زیادہ قبیح و نمایاں اور خطرناک و گمراہ کن یہ نظریۂ باطلہ ہے جس کے تحت

فرقہ ہذا کے سربراہ نے خبیث وطیب، مومن ومنافق، عاشق وگستاخ اور سنی وغیر سنی کا امتیاز کئے بغیر یہاں تک کہہ دیا کہ ’’میں شیعہ، وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں‘‘۔(انٹرویو رسالہ دید شنید لاہور ۴ تا ۱۹ اپریل ۱۹۸۶ء ملخصاً)

برعکس: اس کے صدر جمعیت علماء پاکستان مولانا شاہ احمد نورانی نے بھرپور سیاسی زندگی کے باوجود نہ کبھی اپنا سنی بریلوی ہونا مخفی رکھا اور نہ کبھی کسی غیر سنی، شیعہ، دیوبندی، وہابی وغیرہ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔اس سلسلہ میں درج ذیل واقعہ بڑی دلچسپی و معلوماتی اضافہ کا باعث ہوگا اور مولانا نورانی و طاہر القادری کے مسلک کا فرق واضح ہوگا۔سابق وفاقی وزیر کوثر نیازی نے اپنی کتاب ’’اور لائن کٹ گئی‘‘ میں ص: ۴۰، ۴۱ پر لکھا ہے کہ ﴿ ’’میں نے ایک دفعہ پی۔این اے کو ایک جلسہ عام میں یہ چیلنج دیا کہ اگر یہ لوگ ’’نظام مصطفیٰ کے نفاذ‘‘ میں اتنے ہی مخلص ہیں تو مولانا شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کے پیچھے نماز ادا کر کے دکھائیں اور پھر اس کی قضا بھی ادا نہ کریں اگر ایسا ہوگا تو میں پیپلز پارٹی کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ ہم پی۔این۔اے کے امیدواروں کے مقابلے میں اپنے تمام امیدوار بٹھا دینگے‘‘۔ ﴾ میرے اس چیلنج کا ہر دو جانب بڑا گہرا اثر مرتب ہوا، پی۔این۔اے والے بھی جانتے تھے اور میں بھی کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی گردن پر اگر تلوار بھی رکھ دی جائے تو وہ مفتی محمود کی امامت میں کبھی نماز نہیں پڑھیں گے ﴿ ﴾ لیکن وزیر اعظم بھٹو کو چونکہ ان علماء کے اختلافات سے آگہی ذرا کم تھی اس لئے وہ گھبرا گئے اور مجھے اس رات فون کر کے کہنے لگے کہ ’’یہ تم نے کیا چیلنج کر دیا۔تم ان لوگوں کو نہیں جانتے یہ لوگ ایسا کر گزریں گے‘‘ ﴿ ﴾ میں نے بھٹو صاحب کو فون پر تسلی دی کہ وہ پریشان نہ ہوں ایسا کبھی نہ ہوگا۔میں ان کے مسلک اور مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں اب عوام پی۔این۔اے کی جماعتوں کے دعویٰ اتحاد کو آزمانے پر تل گئے ﴿ ﴾ چنانچہ ملتان کے ابن قاسم باغ میں جلسہ عام کے دوران مغرب کی نماز (دیوبندی) مفتی محمود نے مولانا شاہ احمد نورانی کی اقتدا میں ادا کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ انہوں نے میرا چیلنج قبول کر لیا ہے میں نے اسی شام اپنا چیلنج دہرایا اور کہا کہ...... ’’میں نے چیلنج یہ دیا تھا کہ شاہ احمد نورانی، مفتی محمود کی امامت میں نماز ادا کریں، یہ نہیں کہا تھا کہ مفتی محمود

شاہ احمد نورانی کی امامت میں نماز ادا کر کے دکھائیں'' اس پر پی۔این۔اے کو سانپ سونگھ گیا''۔
(''اور لائن کٹ گئی'' مصنفہ کوثر نیازی مطبوعہ جنگ پبلشرز)

مذکورہ واقعہ: میں طاہر القادری کے گول مول صلحکلی مسلک کے علاوہ علماء دیوبند کے سرخیل مفتی محمود کا کردار و روایتی ابن الوقتی بھی ایک لمحہ فکریہ ہے جنہوں نے سیاسی مفاد و مصلحت کے تحت اس دوران گنج بخش فیض عالم (رحمۃ اللہ علیہ) کے دربار میں بھی حاضری دی تھی اور جلوس عید میلاد میں بھی شریک ہوئے تھے مگر اتنے بڑے چیلنج کے باوجود مولانا نورانی نے اپنے مسلک و نماز کا تشخص پوری طرح قائم رکھا۔

جواب لو جواب دو

''**محبان طاہر القادری**'' کے کسی مجہول گروہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے کہ مسئلہ اقتداء اور نماز میں ہاتھ باندھنے' چھوڑنے کے متعلق پروفیسر طاہر القادری کے انٹرویو میں ''رضائے مصطفٰے'' میں تحریف کی گئی ہے۔محبان امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پہلے ''رضائے مصطفٰے'' کا مضمون پڑھیں پھر اعتراض و جواب سنیں ''رضائے مصطفٰے'' ﴿۞﴾ پروفیسر صاحب کا فتویٰ ہے کہ ''میں شیعہ اور وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب بھی موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔(بحوالہ رسالہ دید شنید لاہور ۴ تا ۹ اپریل ۱۹۸۶ء ﴿۞﴾ ......''نماز میں ہاتھ چھوڑنا یا باندھنا اسلام کے واجبات میں سے نہیں۔اہم چیز قیام ہے۔میں قیام میں اقتداء کر رہا ہوں (امام چاہے کوئی بھی ہو) یہ ضروری نہیں کہ امام نے ہاتھ چھوڑ رکھے ہیں اور مقتدی ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتا ہے یا ہاتھ چھوڑ کر''۔(نوائے وقت میگزین ۱۹ ستمبر ۱۹۸۶ء ملخصاً)۔(رضائے مصطفٰے جولائی ۱۹۸۷ء)

یہی مضمون: کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' کے ص: پر اور بعنوان ''پاکستان میں گول مول بیرون ملک ڈنکے کی چوٹ'' ص: پر ثابت کیا گیا ہے کہ پروفیسر صاحب مذہب اہلسنّت و مسلک اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کا نام لینے کے باوجود بد مذہب و بدعقیدہ لوگوں کے پیچھے نہ صرف جواز نماز کا فتویٰ دیتے ہیں بلکہ جب بھی موقع ملے شیعہ، دیوبندی، نجدی وہابی ''امام و مولوی'' کے پیچھے عملاً

بھی جواز نماز واقتداء کا مظاہرہ کرتے ہیں جس سے ان کا غیر سنی بلکہ مخالف اہلسنّت اور لا مذہب ہونا بالکل واضح ہے ﴿۷﴾ پندرہ روزہ ''ندائے اہلسنّت'' لاہور کی یکم تا ۱۵ جولائی کی اشاعت میں آخری صفحہ پر بھی ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس میں روزنامہ ''جنگ'' فورم لاہور کے حوالہ سے طاہر القادری کو دیوبندی مولوی اجمل خاں کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

مذکورہ: نا قابل تردید حقائق وحوالہ جات کے بعد کسی صحیح العقیدہ باغیرت سچے سنّی کیلئے اس امر میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ طاہر القادری ایک لا مذہب وصلحکلی شخص ہیں جو شیعہ، دیوبندی، نجدی، وہابی ہر بدعقیدہ و بے ادب کے پیچھے نماز کے قائل وعامل ہیں۔

بہرحال: اب محبان طاہر القادری کا اعتراض اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ اعتراض ''رضائے مصطفیٰ'' نے پروفیسر صاحب کے انٹرویو کا اقتباس سیاق وسباق سے ہٹ کر پیش کیا ہے علامہ طاہر القادری کا بیان راسخ العقیدہ مالکی امام کے متعلق ہے نہ کہ شیعہ، دیوبندی، وہابی کے متعلق''۔

الجواب: اولاً ہم نے سیاق وسباق سے ہٹ کر کوئی تحریف نہیں کی۔ معترض نے خود اس غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ورنہ پروفیسر صاحب کے شیعہ، وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کی صراحت پر مشتمل ''دید شنید'' کا پہلا صریح حوالہ ہضم کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جو دوسرے حوالہ کی اصل و بنیاد ہے۔ اگر محبان طاہر القادری سچے ہیں تو انہوں نے اس صریح حوالہ پر تبصرہ کیوں نہیں کیا؟

ثانیاً: جب ہم نے پروفیسر صاحب کے دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنے کی تصویر کے حوالہ سمیت متعدد صریح حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے ''راسخ العقیدہ مالکی'' کی تاویل نہ قابل قبول ہو سکتی ہے اور نہ مجمل کو صریح پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔

ثالثاً: زیر بحث حوالہ کا مالکی امام سے متعلق ہونا اور شیعہ' دیوبندی، وہابی سے غیر متعلق ہونا تو جب قابل قبول ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ طاہر القادری کا بلفظہٖ شیعہ، وہابی کے پیچھے عدم جواز نماز کا فتویٰ دکھائیں۔ جب تک یہ نہ دکھائیں معترض کی تاویل کا کیسے اعتبار کیا جائے؟

رابعاً مالکی امام کی تاویل تب قابل اعتبار ہوتی جبکہ پروفیسر صاحب نے اسے سنی بریلوی مالکی امام سے مشروط کیا ہوتا۔ لہذا صرف مالکی امام کا ذکر ہرگز مفید نہیں اس لئے کہ جیسے نجدی حنبلی کہلاتے اور دیوبندی حنفی کہلاتے ہیں۔ ایسے ہی مالکی بھی نجدی، دیوبندی ہوسکتا ہے۔

پروفیسر طاہر القادری کی خدمت میں مخلصانہ و دردمندانہ اپیل

(خدارا۔ اپنا اصل مافی الضمیر واضح کریں اور دورنگی کی بجائے یکرنگی اختیار کریں)

پروفیسر صاحب: نے اپنے ایک اجتماع جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''مغربی طاقتیں امت مسلمہ سے عشق مصطفوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نکالنے میں مصروف ہیں اور نور و بشر' حاضر و ناظر اور علم غیب کے حوالہ سے ذات اقدس کو بحث و مناظرہ کا موضوع بنا کر ابلیسی سازش کی تکمیل کی جارہی ہے''۔ الخ۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ۱۱۔ مارچ ۱۹۹۵ء)

افسوس! کہ پروفیسر صاحب نے اپنے اس بیان اور اس قسم کی دوسری تقریر و تحریر میں انصاف سے کام نہیں لیا اور یہی ان کی دورنگی ہے کہ جس کے باعث مسلکی طور پر اہلسنّت و جماعت میں ان کی شخصیت شدید متنازعہ بن گئی ہے ورنہ اگر وہ اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کرتے اور دورنگی روش کی بجائے واضح طور پر حق و باطل' مومن و منافق اور عاشق و گستاخ کی نشاندہی فرما دیتے تو دینی طور پر بھی اس کا نتیجہ بہتر ہوتا اور خود ان کی ذات کو بھی بہت فائدہ پہنچتا۔ زیر نظر بیان میں انہوں نے بہت بڑا انکشاف کیا ہے کہ ''مغربی طاقتیں امت مسلمہ سے عشق مصطفوی کو نکالنے میں مصروف ہیں''۔ لیکن اس چیز کی نشاندہی نہ ہونے کے باعث ان کا انکشاف بے معنی و بیکار ہو گیا ہے کہ عشق مصطفیٰ نکالنے کی اس سازش میں مغربی طاقتوں کے آلۂ کار کون ہیں؟ اگر وہ یہ صراحت فرما دیتے کہ نجد و دیوبند کے گستاخانہ لٹریچر کے ذریعے مغربی طاقتیں امت مسلمہ سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے میں مصروف ہیں تو یہ وضاحت و صراحت امت مسلمہ پر ایک احسان ہوتا۔ پروفیسر صاحب کی حق بیانی کا اظہار ہوتا اور بھولے بھالے مسلمان اپنے ایمان و عشق رسالت کی دولت کی

حفاظت کیلئے خبردار ہو جاتے اپنے بیگانے کو پہچان لیتے اور مغربی طاقتوں کے ایجنٹ و آلۂ کار لوگوں کی سازش سے بچ جاتے مگر کیا کیا جائے کہ اسی دورنگی و گول مول روش کو پروفیسر صاحب شاید اپنی مقبولت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اسی لئے ایک طرف تو وہ ﴿ گول مول طریقہ سے یہ کہہ کر سنی بریلوی حضرات کو خوش کرنا چاہتے ہیں کہ کسی گستاخ و بدعقیدہ کے پیچھے ہرگز نماز نہیں ہوتی ﴾ مگر دوسری طرف وہ شیعہ وہابیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے قائل و عامل بھی ہیں۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

کیوں؟ محض اسلئے کہ ادھر سنی بریلوی اور ادھر شیعہ وہابیہ بھی راضی رہیں اور ان دوطرفہ بیانات و تعلقات کے باعث پروفیسر صاحب کی شہرت و مقبولیت میں اضافہ ہو۔ حالانکہ پروفیسر صاحب اگر حق و باطل، مومن و منافق اور عاشق و گستاخ کی نشاندہی فرما دیتے اور ان میں حدّ فاصل قائم کر دیتے تو یہ دنیا و آخرت میں ان کیلئے بہتر ہوتا۔ پروفیسر صاحب نے یہ تو فرما دیا ہے کہ ''نور و بشر، حاضر و ناظر اور علم غیب کے حوالہ سے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس کو بحث و مناظرہ کا موضوع بنا کر ابلیسی سازش کی تکمیل کی جا رہی ہے''۔ مگر یہ ان کی ناانصافی و زیادتی ہے کہ انہوں نے ظالم و مظلوم کی نشاندہی نہیں کی اور یہ نہیں بتایا کہ ﴿ رسول اکرم ﷺ کی نورانیت و بے مثل بشریت کے مؤید سنی بریلوی اور نورانیت کے منکر و اپنے جیسا بشر و بڑا بھائی قرار دینے والے دیوبندی، وہابی دونوں ایک جیسے مجرم ہیں یا ان میں فرق ہے اور اگر فرق ہے تو عاشق و پیرو حق کون ہے اور عشق رسالت کا مخالف اہل باطل و مغربی طاقتوں کا ایجنٹ کون ہے؟

اسی طرح: انہوں نے مسئلہ حاضر و ناظر اور علم غیب کی بحث پر تو ناگواری کا اظہار کر دیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ ﴿ رسول اللہ ﷺ کے عشق و عظمت کے علمبردار اور آپ کے علم غیب و آپ کے حاضر و ناظر ہونے کے مؤید سنی بریلوی اور علم غیب و حاضر و ناظر کے منکر اور قائلین حاضر و ناظر و علم غیب کو مشرک قرار دینے والے دیوبندی وہابی دونوں ایک جیسے مجرم و گنہگار ہیں یا ان میں فرق ہے اور اگر فرق ہے تو عاشق و پیرو حق کون ہے؟ اور عشق رسالت سے محروم اہل باطل و مغربی طاقتوں کا ایجنٹ کون ہے؟ کیا پروفیسر صاحب کا اپنی دورنگی روش کے باعث مذکورہ گول مول بیانات سے

''دونوں فریق'' کے یکساں مجرم و گنہگار اور مغربی طاقتوں کے آلۂ کار ہونے کا تاثر دینا ظالم و مظلوم، مومن و منافق، عاشق و گستاخ میں فرق و امتیاز نہ کرنا پروفیسر صاحب کی سراسر زیادتی و ناانصافی نہیں؟ کیا یہ دورنگی کتمان حق اور علمی بخل کا مظاہرہ نہیں؟ کیا پروفیسر کا سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا اور یہاں تک لکھ دینا ان کی صلاحیتوں کا فقدان وضیاع نہیں کہ...... ''بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہونے لگتی ہے'' ﴿﴾ ''فرقہ پرستی'' میں بھٹکنے والے شیعہ، سنّی ناعاقبت اندیش مسلمان ہیں''۔ (ملخصاً کتاب فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۹۶۔۱۱۱)

لطیفہ: پروفیسر صاحب ویسے تو بہت باہمت فعال و متحرک اور سرگرم شخص ہیں لیکن نامعلوم حق و باطل میں امتیاز اور فرق باطلہ کا نام لیکر نشاندہی کرنے سے کیوں گھبراتے شرماتے اور ہمت ہار جاتے ہیں۔ حالانکہ جن کی نسبت سے ''قادری'' کہلاتے ہیں۔ انہوں نے تو ''غنیۃ الطالبین'' میں باقاعدہ فرقہ ناجیہ اور فرق باطلہ کے عنوان قائم کر کے حق و باطل میں امتیاز کرایا ہے اور روافض و خوراج و معتزلہ کا نام بنام ردّ فرمایا ہے۔

انصاف کا تقاضہ ہے کہ قادری صاحب یا تو حق و باطل میں نام بنام امتیاز و نشاندہی کریں اور یا قادری کہلانا چھوڑ دیں کیونکہ از روئے انصاف اپنے نام و نسبت کی لاج و پاس رکھنا ضروری ہے

پروفیسر طاہرالقادری جواب دیں

مذکورہ بالا عنوان کا پمفلٹ جماعت اہلسنّت اوکاڑہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جو شیخ القرآن مولانا غلام علی صاحب اوکاڑی اور دیگر علماء اہلسنّت اوکاڑہ کے اسماء گرامی سے مزین ہے اور تین حصوں پر مشتمل ہے جس میں پروفیسر طاہرالقادری سے منجملہ سوالات میں سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ ﴿﴾ ایران کے ''امام خمینی'' کی تقریروں تحریروں اور عمل کو پیش نظر رکھ کر جواب دیں کہ ایسے شخص کو کوئی صحیح العقیدہ سنی امام کہہ سکتا ہے اور اس کیلئے دعاء مغفرت جائز ہے اور اثنا عشری مذہب کے مطابق اس کے لائے ہوئے انقلاب کو اسلامی انقلاب کہا جاسکتا ہے؟ ﴿﴾ جبکہ بحوالہ ''نوائے

وقت'' لاہور اس کے متعلق آپ کے یہ الفاظ شائع ہوئے ہیں کہ ''امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے''۔ آپ کے ماہنامہ ''منہاج القرآن'' (لاہور ستمبر ۱۹۹۴ء ص: ۴۶) میں تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر محمد انور قریشی نے دیوبندی، وہابی مولوی عبداللہ درخواستی کی وفات کو امت مسلمہ کیلئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے ان کی گراں قدر خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور درخواستی صاحب کو بزرگان دین میں شمار کر کے لکھا ہے کہ ''افسوس مسلکی انتشار کو کم کرنے والے بزرگان دین کم ہو رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر عملی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے''۔ اس بارے میں بھی (پروفیسر صاحب) اپنے تاثرات کا اظہار کریں کہ قریشی صاحب اور آپ نے اہلسنّت کو دھوکہ میں کیوں رکھا ہوا ہے۔ امید کہ اس کا جواب گول مول دینے کی کوشش نہیں کریں گے اپنا اور قریشی صاحب کا عقیدہ کھول کر بیان کریں گے''۔ (پمفلٹ مذکور ملخصاً)

گول مول جواب یا جواب سے فرار: جماعت اہلسنّت اوکاڑہ کی طرف سے اس امید کے باوجود کہ...... ''گول مول جواب دینے کی کوشش نہیں کرینگے'' پروفیسر طاہر القادری صاحب کے خدام و عقیدت مندان تحریک منہاج القرآن لاہور کی'' طرف سے بعنوان ''اوکاڑوی اور ان کے ہمنواؤں کے اعتراضات کا ردّ'' جماعت اہلسنّت کے پمفلٹ کا جو جواب نامہ بلکہ ''دشنام نامہ'' شائع ہوا ہے اس میں پروفیسر صاحب کی دورنگی روش وان کی تربیت کے مطابق ایک گول مول جواب بلکہ جواب سے فرار کا راستہ اختیار کر کے مزید براں سینہ زوری کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خمینی کی قصیدہ خوانی و مرثیہ خوانی کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ''ایران کے امام انقلاب خمینی کو ہم ایرانی قوم کا انقلابی رہنما تسلیم کرتے ہیں''۔ (پمفلٹ عقیدتمندان تحریک منہاج القرآن ص: ۷) حالانکہ پروفیسر صاحب نے خمینی کے تعزیتی اجلاس میں اگر یہی کہا ہوتا کہ ''ایران کے امام انقلاب خمینی کو ہم ایرانی قوم کا انقلابی رہنما تسلیم کرتے ہیں''۔ تو پھر شاید پمفلٹ ''پروفیسر طاہر القادری جواب دیں'' وغیرہ کی اشاعت کی ضرورت ہی پیش نہ آتی مگر روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور ۸

جون ۱۹۸۹ءکے باتصویر بیان کے مطابق شیعی امام خمینی کے متعلق بدیں الفاظ پروفیسر صاحب نے قصیدہ خوانی کی ہے کہ ''امام خمینی تاریخ اسلام کے ان شجاع وجری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے'' پروفیسر صاحب کے خدام اگر سچے ہیں تو پروفیسر کا یہ بیان پیش نظر رکھ کر بلکہ اسے نقل کر کے اس کا جواب شائع کریں کہ کیا کسی صحیح العقیدہ سنی کا ایمان وضمیر مخالفین صحابہ کے امام خمینی کے متعلق ایسی قصیدہ خوانی کرسکتا ہے، جیسی پروفیسر صاحب نے خمینی کی قصیدہ خوانی کی ہے اور خمینی کی محبت و ہر بچہ کے خمینی بن جانے کا درس دیا ہے اور اس پر مستزاد پروفیسر صاحب کے یہ گستاخانہ الفاظ کہ ''جن (خمینی) کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے''۔ (معاذ اللہ استغفر اللہ والعیاذ باللہ)

خدّام پروفیسر: کا باطل، غیر متعلق، گول مول، خود ساختہ جواب تو اقرار جرم کذب بیانی اور جواب سے فرار کے ضمن میں آتا ہے سیدھی سادی بات تو یہ ہے کہ یا تو خمینی کے متعلق قصیدہ خوانی کے مذکورہ حوالہ کی پروفیسر صاحب صریحاً تردید وانکار کریں اور یا پھر اسے نقل کر کے اس کے مطابق عقل ونقل کے مطابق کوئی قابل قبول جواب دیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس گستاخانہ بیان سے توبہ کریں۔

سینہ زوری: خدام پروفیسر نے اصل اعتراض کے جواب سے راہ فرار اختیار کر کے بدیں الفاظ مزید سینہ زوری کا مظاہرہ کیا ہے کہ (خمینی کے تعزیتی اجلاس کی طرح)......ہم ہر محفل میں کلمہ حق بلند کرنے کیلئے جاتے ہیں۔ شیعہ کے ہاں بھی اسی غرض سے جاتے ہیں ...... (اور) ہم ضرور جائیں گے''۔ (خدام پروفیسر کا پمفلٹ ص:۷) مگر اس سینہ زوری پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اولاً کیا خمینی کے تعزیتی اجلاس میں پروفیسر صاحب کی مذکورہ قصیدہ خوانی کلمۃ الحق کی بلندی ہے یا بدترین مداہنت وابن الوقتی اور مخالفین صحابہ کرام کی خوشامد و چاپلوسی اور ان سے قلبی دوستی و بھائی چارہ کا مظاہرہ؟ کیا یہی کلمہ حق ہے جسے بلند کرنے کیلئے پروفیسر صاحب شیعہ وغیرہ کے ہاں جاتے ہیں اور جائیں گے۔

ثانیاً: اگر پروفیسر صاحب نے سینہ زوری کرتے ہوئے اسی طرح شیعہ وغیرہ مخالفین اہلسنّت و منکرین شان رسالت کے ہاں جانا اوران کی قصیدہ خوانی کرنا ہےتو پھر پروفیسر صاحب ''قادری'' کہلانا چھوڑ دیں کیونکہ جن کی نسبت سے وہ ''قادری'' کہلاتے ہیں انہوں نے ''غنیۃ الطالبین'' میں خود نہیں کہا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اور فرمان رسالت اس طرح نقل کیا ہے کہ ''آخر زمانہ میں ایک قوم آئے گی۔ جو میرے اصحاب کی تنقیص وان کی شان میں کمی کرے گی۔ پس خبردار! تم ان کے ساتھ نہ کھاؤ' خبردار! ان کے ساتھ نہ پیو' خبردار! ان کے ساتھ نکاح نہ کرو' خبردار! ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ خبردار! تم ان پر نماز جنازہ نہ پڑھو ان پر لعنت پڑ چکی ہے''۔ (غنیۃ الطالبین ص:۲۸۸) دوسری روایت میں مزید فرمایا ''**ولا تجالسو هم وان مرضوا فلا تعودوهم** یعنی مخالفین صحابہ کے ساتھ مجلس نہ کرو اور اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ (کتاب الشفا، قاضی عیاض ج ۲ ص ۲۶۶) ایسے صریح فرمان رسالت و پیغام غوثیہ کے باوجود ''خدام پروفیسر'' صاحب کا یہ لکھنا کہ ''ہم شیعہ کے ہاں بھی جاتے ہیں اور ہم ضرور جائیں گے''۔ (ملخصاً) کیا یہ فرمان رسالت و پیغام غوث پاک کے مقابلہ میں سینہ زوری نہیں؟ کیا شیعہ تنقیص صحابہ کے مرتکب نہیں۔ کیا ایسی سینہ زوری دکھانے والے سچے سنی قادری ہو سکتے ہیں؟۔ فافہم وتدبر

دوسرا فرار: جماعت اہلسنّت کے دوسرے اہم اعتراض کے جواب سے بھی راہ فرار اختیار کی گئی ہے اور جواب گول مول کر کے جان چھڑانے کی کوشش کی گئی ہے سوال یہ تھا کہ ''تحریک منہاج القرآن کے مرکزی امیر محمد انور قریشی نے دیوبندی، وہابی مولوی عبداللہ درخواستی کی وفات کو امت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے''۔ اور مولوی درخواستی کو بزرگان دین میں شمار کر کے لکھا ہے کہ ''افسوس مسلکی انتشار کو کم کرنے والے بزرگان دین کم ہو رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ہمیں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر عملی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے''۔ (بحوالہ رسالہ منہاج القرآن لاہور ستمبر ۱۹۹۴ء ص:۴۶) اس اہم سوال کا جواب صرف یہ دیا گیا ہے کہ ''تعزیت اخلاقی عمل ہے'' (کتابچہ مذکورہ) صاف ظاہر ہے کہ یہ جواب نہیں بلکہ جواب سے فرار ہے اولاً جو لوگ مسلمانوں کو مشرک قرار دیں اور بارگاہ رسالت

میں بے ادبی کے مرتکب ہوں۔ان کی تعزیت کہاں کا اخلاق ہے؟ جبکہ ایسے لوگوں کا حکم بحوالہ ''غنیۃ الطالبین'' اوپر گزر چکا ہے۔

ثانیاً: پروفیسر صاحب کے ترجمان ''منہاج القرآن'' نے تعزیت نہیں کی بلکہ دیوبندی، وہابی مکتب فکر کے مولوی درخواستی کی ''قصیدہ خوانی'' کی ہے۔ان کو ''بزرگان دین'' میں شمار کر کے جوار رحمت میں جگہ دینے اور خود ''اپنے بزرگوں'' کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کی ہے۔ایک طرف اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا دم بھرنا اور دوسری طرف دیوبندیوں، وہابیوں کیلئے قصیدہ خوانی ودعا مغفرت اور انہیں اپنے بزرگان دین میں شمار کر کے ان کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کرنا اور پھر ان سب باتوں کی لفظ تعزیت کے ساتھ پردہ پوشی کی کوشش کرنا صریح زیادتی و ناانصافی اور دورخی و دھوکہ دہی ہے اگر پروفیسر صاحب اور ''خدام پروفیسر'' اپنے سنی قادری ہونے میں مخلص و صادق ہیں۔تو انہیں مدلل و واضح جواب دینا چاہیے کہ دیوبندی، وہابی مولوی بارگاہ رسالت میں گستاخانہ عبارات اور کفریہ کلمات کے مرتکب ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ سنیوں کو مشرک و بدعتی جہنمی گردانیں اور بارگاہ رسالت کی بے ادبی کے مرتکب ہوں ان کی قصیدہ خوانی و مرثیہ خوانی کرنا' انہیں اپنے بزرگان دین قرار دے کر ان کے نقش قدم پر چلنے کی دعا کرنا۔ غنیۃ الطالبین کی مذکورہ حدیث و علماء اہلسنّت کے فتاویٰ کی روشنی میں کہاں تک انصاف شریعت کے مطابق ہے؟ سچ ہے کہ:

دوگونہ عذاب است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ اہلسنّت کا محبوب ترجمان ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ ۴۵ سال سے اندرون و بیرون ملک دینی تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔آپ بھی خریدار بنیں۔

دوسروں کی زبان سے

خوابوں کا شہزادہ طاہر القادری

''......اتفاق سے طاہر القادری صاحب پر پانچ قاتلانہ حملوں کی خبر پر نظر پڑی تو موضوع بدلنے کا فیصلہ کرلیا۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ......اور شاید عبقری بھی اور نابغۂ عصر بھی' اتنے سارے اسمائے صفات کے تنہا ''ممدوح'' طاہر القادری صاحب کے نام کے ساتھ کون سی صفت لکھوں کہ سوٗ ادب کے ارتکاب سے محفوظ رہوں اگر قادری صاحب کی زندگی پر کوئی فلم بنائی جائے تو اس کا نام ہوگا ''خوابوں کا شہزادہ'' اس لئے ہم ان کی مدح میں ان سطور کا افتتاح ان کے ایک خواب سے کرتے ہیں۔

ے باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

ابا حضور: قادری صاحب نے اپنے ابا حضور کی جو کرامات خود بتائی ہیں اُن سے قادری صاحب اور ابا حضور دونوں کا مقام آسانی سے متعین کیا جا سکتا ہے۔ قادری صاحب کا کہنا ہے ''ابا جی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دس روز بعد خواب میں مجھے ان کی زیارت ہوئی تو میں نے ان سے تین سوال کئے۔ وہ تین سوال یہ تھے۔ پہلا سوال یہ کہ جنازے کے بعد جب ہم نے آپ کے چہرہ کی زیارت کی تو آپ بے ساختہ مسکرا رہے تھے۔ یہ جو یک بیک مسکراہٹ ہوگئی اس کا کیا سبب تھا؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ وصال کے دس روز بعد آج آپ ملے ہیں دس روز جو ملاقات نہیں ہوئی اس کی کیا وجہ تھی؟ تیسرا سوال میرا یہ تھا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جائے تو قبر میں نکیرین سوال کیلئے آتے ہیں وہ سوال پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو ابا جان! آپ یہ فرمائیے کہ جب نکیرین یہ سوال کرنے کیلئے آئے تو آپ نے کیا جواب دیا؟ اور وہ معاملہ کیسے ہوا؟

پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا ''بیٹے! آپ لوگ جنازہ پڑھ کر فارغ ہوئے اور آپ نے کپڑا میرے چہرے سے ہٹایا اور مسکراتا پایا۔ اس وقت پردے اٹھا دیئے گئے تھے اور عالم آخرت اور عالم عقبیٰ کے مقامات اور باغات جنت اور وہ علیین کی اعلیٰ سیر گاہیں اللہ پاک نے مجھے دکھانا شروع کیں اور میں جب ان کو دیکھنے لگا تو ان خصوصی انعامات کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا اور مسکرا رہا تھا آپ میری مسکراہٹ کا تعلق اِدھر سمجھ رہے تھے اور میری مسکراہٹ کا سبب یہ تھا کہ

اسی وقت عالم بالا کی رویت شروع ہوگئی تھی۔﴿﴾ دس روز تک نہ ملنے کا سبب یہ فرمایا کہ مجھے دس روز تک اس عالم کی سیر کرائی جاتی رہی اور آج فارغ ہوا تو آپ کو ملنے کیلئے آ گیا ہوں۔

تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ''بیٹے!﴿﴾ نکیرین سوال کیلئے میری قبر میں آئے تو میں اس وقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا۔انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو واپس چلے گئے اور آج دس دن ہو گئے میں انتظار کر رہا ہوں کہ آ کر سوال تو کریں لیکن وہ مڑ کر آئے ہی نہیں۔ قادری صاحب کا خواب ان کی زبانی اس لئے بیان کیا گیا کہ ''انہوں نے اپنے آپ پر قاتلانہ حملوں کی جو تفصیل لاہور میں ایک نیوز کانفرنس کے دوران بتائی ہے اسے محض خواب و خیال ہی تصور نہ کیا جائے بلکہ پوری پوری اہمیت دی جائے''۔(روزنامہ مشرق لاہور ۲۵ فروری ۱۹۹۰ء) ملخصاً الخ

''روزنامہ مشرق'' کے مذکورہ مضمون سے پروفیسر صاحب کے بیداری میں اپنی خودستائی کے علاوہ اپنے خوابوں کے ذریعے اپنے والد صاحب کی قصیدہ خوانی کا بھی اندازہ فرمائیں کہ خواب کے نام پر انہوں نے اپنی کہانی میں اپنے والد صاحب کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اور ''نکیرین'' کے سوالات سے بھی چھٹکارا دلا دیا ہے جس کے متعلق خود حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

(خوابوں کے شہزادہ کا ایک مشہور خواب نامہ)

حضور علیہ السلام طاہر القادری کے سوا سب اہل پاکستان سے ناراض ہو گئے۔آپ نے فرمایا! ''دینی اداروں' دینی جماعتوں اور علماء نے دعوت دے کر میری قدر نہیں کی''۔طاہر القادری دیگر انتظام کے علاوہ حضور کو مدینہ واپسی کا ٹکٹ بھی لیکر دینگے۔

روزنامہ مشرق: کے کالم نویس کے بقول ''خوابوں کے شہزادہ'' طاہر القادری نے اپنے معتمد علیہ عقیدت مندوں کو اپنی پیروی میں مزید پکا کرنے کیلئے ان کی ایک خصوصی مجلس بلائی اور انہیں خفیہ طور پر رو رو کر اپنے خواب سنائے اور ان پر اپنی عقیدت و پاکستان بھر میں تنہا اپنے منفرد قرب بارگاہ رسالت ہونے کا سکہ جمایا مگر بالآخر اس مجلس کے وڈیو اور آڈیو کیسٹ آہستہ آہستہ پھیلنے لگے جن میں بعض خواب قارئین کی معلومات میں اضافہ کیلئے درج ذیل ہیں۔ پڑھیئے اور سوچیئے۔ کہ یہ شخص

اپنی خطابت وسیاست اور مبشرات کے بل بوتے پر اپنے آپ کو کس طرح منوانا چاہتا ہے۔(ادارہ)

خواب: ''ایک رات'' آقائے دو جہاں ﷺ نے کرم فرمایا سرکار تشریف فرما ہیں اور لوگ زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔ میں بھی پہنچ جاتا ہوں۔ وہاں ایک کمرہ میں حضور علیہ السلام ایک بستر پر آرام فرما ہیں اور دونوں کواڑ بند ہیں۔ بڑا ہجوم ہے مگر آہستہ آہستہ لوگ مایوس ہو کر جا رہے ہیں 'میں پوچھتا ہوں کہ کیوں جا رہے ہیں تو بتایا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کچھ ناراض ہیں' زیارت نہیں کرا رہے میں کھڑا رہتا ہوں لوگ جاتے رہے' جاتے رہے حتیٰ کہ چند ایک لوگ رہ گئے۔ میں بھی ان میں تھا۔ آقا باہر تشریف نہیں لائے۔ اتنے میں جو باقی اکاّ دکاّ تھے۔ وہ بھی سارے چلے گئے حتیٰ کہ کوئی شخص باقی نہیں رہا ایک تنہا میں کھڑا ہوں اتنی دیر میں حضور علیہ السلام باہر تشریف لاتے ہیں اور سامنے سے گزر کر دوسرے کمرے میں تشریف لے جاتے ہیں اور وضو فرما کر واپس اُسی کمرے میں تشریف لاتے ہیں اور مجھے اندر بلا لیتے ہیں اور فرماتے ہیں ﴿﴾ ''طاہر! میں اہل پاکستان کی دعوت پر دینی اداروں اور دینی جماعتوں اور علماء کی دعوت پر یہاں پاکستان آیا تھا اور مجھے بلا کر دعوت دے کر انہوں نے میری قدر نہیں کی۔ میری میزبانی نہیں کی میں نے دکھی ہو کر فیصلہ کیا ہے کہ میں اہل پاکستان سے ناراض ہو کر واپس جا رہا ہوں اسی لئے میں لوگوں سے نہیں ملا۔ میں نے یہ بات سنی تو قدم پکڑ لئے اور کہتا ہوں نہیں جانے دینگے حضور نہیں جانے دیں گے۔ آقا کرم فرمائیں اور نظر ثانی فرما دیں۔ بڑی دیر رونے التجا کرنے کے بعد آقا کی طبیعت مقدسہ میں کچھ پیار آتا ہے کچھ شفقت آتی ہے غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور فرماتے ہیں۔ ﴿﴾ ''طاہر! اگر مزید پاکستان میں مجھے ٹھہرانا چاہتے ہو تو اس کی صرف ایک شرط پورا کرنے کا وعدہ کر لو کہ میں وعدہ کرتا ہوں''۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''طاہر! اگر چاہتے ہو کہ میں پاکستان میں رُک جاؤں تو میرے میزبان تم بن جاؤ''۔ میں آپ سے وعدہ کر لیتا ہوں کہ میں میزبان بنتا ہوں۔ ﴿﴾ فرماتے ہیں ''طاہر! تو نے وعدہ کیا تو میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ رُک جاتا ہوں اور سات دن اپنا قیام پاکستان میں تمہارے کہنے پر اور کر لیتا ہوں۔ مدینہ واپس جانے کا ٹکٹ بھی تم لے کر دو گے''۔ (رسالہ تکبیر کراچی ۱۹ جولائی ۱۹۹۰ء)

ذرا سوچیئے تو سہی

فرقہ طاہریہ کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری اپنے حلقہ میں قائد انقلاب اور داعی انقلاب مصطفوی کہلاتے ہیں مگر افسوس کہ عمل اور کردار شریعت مصطفوی و سیرت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شایان شان نہیں۔اولاً ادارہ ''جنگ'' لاہور نے بسلسلہ یوم آزادی (۱۴ اگست) قومی سیمینار کا انعقاد کیا جس کے مقررین میں طاہر القادری اور عابدہ جھنگوی بھی شامل تھے۔جیسا کہ تقریباً سب جانتے ہیں عابدہ صاحبہ ''سیدہ'' کہلانے کے باوجود شریعت سے بالکل آزاد ننگے منہ ننگے سر ''شمع محفل'' خاتون ہیں۔ ﴿جب وہ آئیں تو ہال سے آوازیں آئیں اماں جی! دوپٹہ لے لو۔تو عابدہ حسین نے کہا کہ ''پردہ آنکھ اور سوچ کا ہوتا ہے (جس میں چادر و دوپٹہ و برقعہ کے شرعی پردہ کی مکمل نفی ہے)﴾ اس پر بھی دوپٹہ لے لو کی آوازیں آتی رہیں تو ڈاکٹر طاہر القادری اسٹیج پر آئے اور (پردہ کی آوازیں دینے والوں کو ڈانٹ کر کہا) کہ'' آپ یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ آپ ہنگامہ اور تماشہ کرنے والے ہیں یہ نہ اسلام اور نہ اخلاق ہے'' اس پر لوگ چپ ہو گئے۔(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اگست ۱۹۹۵ء)

ملاحظہ فرمایا: آپ نے کہ جو عورت ننگے منہ، ننگے سر، شمع محفل بنی اور اس نے اعلانیہ شرعی پردہ کی نفی کی ڈاکٹر صاحب نے اسے تو کوئی تنبیہہ نہیں کی کہ یہ ''نہ اسلام ہے نہ اخلاق ہے'' (حالانکہ اس موقع پر **امر بالمعروف و نهى عن المنكر** ڈاکٹر صاحب کی خصوصی ذمہ داری تھی) اور الٹا ان کو ڈانٹ کر چپ کرا دیا جو اسلامی غیرت و حیاء اور پردہ و دوپٹہ کی آوازیں دے رہے تھے۔کیا یہی انقلاب مصطفوی ہے؟ کیا یہی حق گوئی اور **امر بالمعروف و نهى عن المنكر** اور اسلامی اخلاق و حیاء کا مظاہرہ ہے۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

ثانیاً: روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲ ستمبر کے صفحہ اول پر عورتوں کے جلوس کی ایک تصویر شائع ہوئی ہے جس میں ننگے منہ اور نیم برہنہ منہ عورتیں شریک جلوس دکھائی دے رہی ہیں اور تصویر کے نیچے لکھا ہے ''منہاج القرآن ویمن لیگ کی ریلی شاہراہِ قائد اعظم سے گزر رہی ہے'' اور صفحہ آخر پر اسی سلسلہ میں مخلوط اجلاس کی تصویر شائع ہوئی ہے جس میں ایک طرف صوفی محمد علی (سیالکوٹی) اور

دیگر ''مولانا'' کرسی نشین دکھائی دے رہے ہیں اور مخلوط اسٹیج پر طاہر القادری سمیت مجید نظامی اور ننگے منہ، نیم برہنہ منہ عورتیں لاؤڈ اسپیکر پر تقریریں کرتی دکھائی دے رہی ہیں اور تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ ''منہاج القرآن تحفظ ناموس نسواں کنونشن سے ڈاکٹر طاہر القادری، مجید نظامی، فاطمہ بچیا، بیگم رفعت جبیں، فخر النساء، قرۃ العین طاہرہ خطاب کر رہے ہیں''۔ ناراضگی معاف ڈاکٹر طاہر القادری، صوفی محمد علی نقشبندی، مولانا معراج الاسلام مفتی عبدالقیوم خاں جیسے حضرات سے یہ سوال ہے کہ خوف خدا و فکر آخرت کے پیش نظر جواب دے کر مشکور ہوں کہ ﴿﴾ عورتوں کو اس طرح سڑکوں پر لانا، بازاروں میں گھمانا اور انہیں مخلوط جلوس و مخلوط جلسوں میں شمع محفل بنانا اور دعوت نظارہ دینا۔ کیا یہی انقلاب مصطفوی ہے؟ ﴿﴾ جو عورت خانہ خدا میں اذان و اقامت نہ کہہ سکے منبر پر خطبہ نہ دے سکے اور قرآن پاک (جس کی اپنی آواز در کنار) اس کے زیور کی آواز پر پابندی عائد کرے اسی عورت سے مخلوط جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر پر تقریریں کرانا کیا یہی انقلاب مصطفوی ہے؟ ﴿﴾ جو عورت خانہ خدا میں نماز با جماعت میں مردوں کی صف میں کھڑی نہ ہو سکے۔ اسے اسٹیج پر مردوں اور مقرروں کی صف میں کھڑا کرنا اور تقریریں کرانا کیا یہی انقلاب مصطفوی ہے؟ ﴿﴾ بحکم قرآن و حدیث جاندار کی تصویر، جو مردوں کیلئے بنانا بنوانا بھی شدید حرام و گناہ اور موجب لعنت ہے وہی تصویریں قوم کی بیٹیوں اور منہاج القرآن کی خواتین کے بے پردہ مخلوط جلسوں پر اتروانا اور عام تصویروں کے علاوہ اخبارات میں اور زیادہ نمایاں رنگین تصویریں شائع کرانا اور لاکھوں کروڑوں مردوں، نوجوانوں کی نظر سے گزارنا کیا یہی انقلاب مصطفوی ہے؟ کیا اس انقلاب مصطفوی کی سیدہ عائشہ اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہما) کے پردہ و حیاء سے کوئی مناسبت ہے؟ پیپلز پارٹی اور نواز شریف پارٹی کے مخلوط پروگراموں اور انقلاب مصطفوی و منہاج القرآن کے دعوے داروں کے **مخلوط** پروگراموں میں کیا کوئی فرق باقی رہ گیا ہے؟

منہاج القرآنی مظاہرہ: ۷ اکتوبر ۱۹۹۷ء کے روزنامہ نوائے وقت، جنگ، پاکستان لاہور کی ایک تصویر میں نوجوان لڑکیوں کو ہاتھ اوپر لہراتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس کے نیچے لکھا ہے ''مصطفوی سٹوڈنٹس کنونشن میں طالبات نعرے لگا رہی ہیں''، جبکہ خبر میں بتایا گیا ہے کہ ''پروفیسر

طاہر القادری جب اسٹیج پر پہنچے تو طلبہ نے بھرپور نعرے بلند کئے ......اس پر پروفیسر صاحب نے طلبہ سے کہا کہ ''وہ طالبات کو بھی نعرے لگانے کا موقع دیں'' یہ ہے لڑکیوں کی مروجہ تعلیم اور منہاج القرآن کا مخلوط عملی مظاہرہ ونعرہ بازی۔

امام ربانی کے متعلق فرقہ طاہریہ کی ناپاک جسارت

(برادران اہلسنّت خصوصاً نقشبندی مجددی حضرات کیلئے لمحہ فکریہ)

پروفیسر طاہر القادری: کا فرقہ طاہریہ روز بروز جو گل کھلا رہا ہے وہ باخبر اور دردمند حضرات سے مخفی نہیں۔ گذشتہ دنوں تحقیقاتی عدالت میں پروفیسر صاحب کے متعلق جو انکشافات ہوئے ان کی پردہ پوشی کیلئے فرقہ طاہریہ کے ترجمان پندرہ روزہ ''تحریک'' لاہور نے یکم جولائی کی اشاعت میں بدیں الفاظ بدزبانی وآوارگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ ﴿﴾ ''دنیا کے کسی بھی مجتہد' جید عالم' ولی اللہ' امام خمینی شاہ ولی اللہ' مجدد الف ثانی اور مولانا مودودی کو کٹہرے میں کھڑا کر کے یہ پوچھا جائے کہ ﴿﴾ ۲۵ برس پہلے زنا کے ایک مقدمہ میں آپ کو سزا ہوئی تھی یا نہیں ﴿﴾ تو اس سوال کا اثبات یا نفی دونوں صورتوں میں جواب مندرجہ بالا اکابرین کو بھی شرمندگی سے نہیں بچا سکے گا؟'' (بلفظہٖ) پروفیسر صاحب کے اجماع امت سے انکار اور بدمذہبوں' گستاخوں کی محبت واخوت کے باعث ان کے فرقہ میں جو بیباکی وبے ادبی پروان چڑھ رہی ہے۔ پندرہ روزہ ''تحریک'' کی مذکورہ عبارت سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے: کہ پروفیسری مسلک کے تحت ﴿﴾ خمینی ومودودی جیسے بے ادب لوگوں کو کس اہتمام سے اکابرین (بزرگان دین) میں شمار کیا ہے ﴿﴾ خمینی ومودودی کو شاہ ولی اللہ اور مجدد الف ثانی کے ساتھ ملایا ہی نہیں بلکہ اپنے ممدوح ''امام خمینی'' کے نام کو ان پر اولیت وفوقیت دی ہے۔
﴿﴾ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ ناپاک جسارت کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (علیہما الرحمۃ) کی طرف زنا کی نسبت اور اس کے امکان واثبات کا قول۔

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ

قابل غور: بات یہ ہے کہ طاہر القادری کی پردہ پوشی کیلیئے اس غلیظ انداز و ناپاک جسارت کی بجائے کوئی اور مثال نہیں ہو سکتی تھی؟ مگر طاہر القادری نے اجماع امت سے بغاوت اور ذہنی آوارگی و گستاخوں کی دوستی کی جو فصل بوئی ہے اس کے علاوہ اس کا اور کیا نتیجہ نکلے گا؟ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ ؎ گندم از گندم بروید جوز جو...... از مکافات عمل غافل مشو

غیرت مند سنیو۔ امام ربانی وامام احمد رضا کے شیدائیو: آنکھیں کھولو اور فرقہ طاہریہ کے ترجمان کی امام ربانی و شاہ ولی اللہ کی طرف نسبت زنا کرنے اور دشمنان صحابہ مودودی و خمینی کو اکابر و معظم قرار دینے اور اکابر کی صف میں کھڑا کر کے غیرت ایمانی کو تباہ کرنے والے او شیعہ وہابیہ کے پیچھے نمازیں پڑھنے والے ''فرقہ طاہریہ'' و ''عوامی تحریک'' کے جال میں پھنسنے سے بچ جاؤ۔ بشرطیکہ سچائی و غیرت ایمانی ہو۔

یک نہ شد دو شد: ایرانی خمینی جیسے دشمن صحابہ و گستاخ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) کے تعزیتی اجلاس میں جس طرح طاہر القادری نے خمینی کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا تھا کہ ''امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ خمینی کی محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے''۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء مع تصویر) اسی طرح ایرانی قونصلیٹ کے زیر اہتمام مقابلہ مضمون نویسی میں طاہر القادری کے جامعہ منہاج القرآن کے طالبعلم محمد رمضان اور طاہر محمود نے بعنوان ''امام خمینی اور انقلاب اسلامی'' مقالہ لکھ کر بالترتیب اول انعام دو ہزار اور سوم انعام ایک ہزار روپے حاصل کیا۔ (رسالہ منہاج القرآن لاہور ماہ اگست ۱۹۹۰ء ص ۴۲) اب بھی اگر طاہر القادری سنی کہلائے یا کوئی اسے سنی سمجھے تو سراسر ظلم ہے، دھوکہ ہے دورخی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(دوسروں کی زبان سے)

ہائیکورٹ کی زبانی طاہر القادری کی کذب بیانی کی دستاویز

ہائیکورٹ کے حوالہ سے

''روزنامہ مشرق'' لاہور ۱۳ ستمبر کے اداریہ میں رقمطراز ہے کہ ﴿﴾ علامہ پروفیسر طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ کی تحقیقات کرنے والے خصوصی ٹربیونل نے جو لاہور ہائیکورٹ کے جج مسٹر جسٹس اختر حسین پر مشتمل تھا۔ اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ'' طاہر القادری پر کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں ہوا ﴿﴾ اور یہ بات بھی درست نہیں کہ ان پر قاتلانہ حملہ کی تحقیقات کرانے کے سلسلہ میں انتظامیہ نے تعاون نہیں کیا ﴿﴾ علامہ پروفیسر طاہر القادری ابتدا میں تو سیاست سے الگ تھے اور اپنے دینی کاموں میں مصروف تھے لیکن بعد میں انہوں نے پاکستان عوامی تحریک کے نام سے ایک سیاسی جماعت تشکیل دی اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا ﴿﴾ اور ایسا انداز اختیار کیا کہ یا وہ پیپلز پارٹی کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں یا وہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کے مخالف ہیں ﴿﴾ ایک دن اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ علامہ صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے جس میں وہ بال بال بچ گئے انہوں نے اس کا الزام پنجاب کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ میاں نواز شریف پر عائد کیا' جنہوں نے مختلف اوقات میں ان کی مدد کی تھی اور انہیں مدرسہ کیلئے معمولی قیمت پر زمین الاٹ کی تھی ﴿﴾ پروفیسر صاحب کے مطالبہ پر حکومت نے تحقیقاتی ٹربیونل قائم کر دیا۔ اب تحقیقاتی ٹربیونل نے اپنی رپورٹ میں قاتلانہ حملہ کے واقعہ کو غلط قرار دیا ہے اور انہیں توہین عدالت کا مرتکب قرار دیتے ہوئے ریمارکس بھی دیئے ہیں جو ایک دینی شخصیت کے حق میں نہیں جاتے ﴿﴾ تحقیقاتی رپورٹ کے فاضل جج کے ریمارکس سے نہ صرف علامہ طاہر القادری کے متعلق عام لوگوں کی رائے متاثر ہو سکتی ہے بلکہ دینی کام کرنے والے دوسرے افراد کی شہرت بھی داغدار ہو سکتی ہے اس لئے یہ کام کرنے والوں کو اپنے منصب اور اپنی ذمہ داریوں کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی جماعت کی تشہیر کیلئے وہ طریقے اختیار نہیں کرنے چاہئیں عام طور پر خالص سیاسی جماعتیں اپنی ساکھ اور اپنے قد کو بڑھانے کیلئے اختیار کرتی ہیں۔ انہیں ہر معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ دیندار شخص یا کوئی عالم دین

جب بھی سیاست میں قدم رکھے تو اس کو اس میدان میں بھی تقویٰ کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور ایسے اقدام نہیں کرنے چاہیں جن سے عالم دین کا مقام اور مرتبہ متاثر ہو۔(روزنامہ مشرق لاہور ۱۳ستمبر) ملخصاً

دروغ گوئی ترک کریں: سابق صوبائی وزیر چودھری اختر علی نے کہا ہے کہ "طاہر القادری صدر پاکستان اور الیکشن کمیشن پر سیاسی کش مکش اور محاذ آرائی میں فریق بننے کے الزامات لگا کر اپنا سیاسی قد بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں" ۞ انہوں نے کہا کہ "سابق وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کے خاندان پر طاہر القادری کے ایسے ہی بے بنیاد الزامات پر خصوصی ٹریبونل اپنا فیصلہ دے چکا ہے لیکن طاہر القادری نے الزام تراشی اور دروغگوئی کی روش ترک نہیں کی' یوں لگتا ہے جیسے انہوں نے ابھی تک اپنے سابقہ "کارناموں" سے سبق نہیں سیکھا ۞ اگر طاہر القادری ایسا محسن کش شخص ٹیلی ویژن کے معیار پر پورا اترا تو ان کو بھی ٹی وی پر اپنا چہرہ دکھانے اور خیالات کے اظہار کا موقع ملے گا ۞ طاہر القادری نے صدر پاکستان' الیکشن' کمیشن وزیر اعلیٰ پنجاب اور اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ پر تو الزامات کی بھرمار کر دی ہے لیکن عدالت میں جانے کیلئے تیار نہیں جس سے ان کی شخصیت پر دروغ گوئی اور الزامات کی حقیقت کی قلعی کھل کر سامنے آ جاتی ہے"۔(روزنامہ مشرق لاہور ۱۲ اکتوبر)

ایوان وقت"میں شیخ محمد رشید نے عوامی تحریک کے مولانا احمد علی قصوری کی تقریر پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "انہوں نے منافقت کا لفظ استعمال کر کے بڑی زیادتی کی ہے۔ہم نے تو کبھی منافقت نہیں کی بلکہ ان کے قائد علامہ طاہر القادری کے بارے میں عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ انہوں نے ڈرامہ رچایا تھا جھوٹ بولا تھا' بد دیانتی کی تھی' محض پبلسٹی کیلئے قاتلانہ حملہ کا ڈرامہ کیا۔ یہ باتیں تو ایک فاضل عدالت کی تھیں تو منافقت انہوں نے کی یا کہ ہم نے"۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ اکتوبر)

(پروفیسر طاہر القادری کے انکشافات)

میں نے میاں محمد شریف سے ۱۰ لاکھ روپے ادھار لیکر سیمنٹ کی ایجنسی لی تھی

دس لاکھ روپے ادھار لیکر مکان خریدا تھا

میرے والد نے بیرون ملک تعلیم حاصل کی مگر ڈگری نہیں لی

۸۱ء میں میاں شہباز شریف مجھے علاج کیلئے امریکہ لیکر گئے تھے

پروفیسر طاہر القادری کے گھر پر فائرنگ کی عدالتی تحقیقات میں ان پر جرح کے دوران ان کے جوابات وانکشافات کو اخبارات نے مذکورہ بالا ''سرخیوں'' کے ساتھ شائع کیا ہے جبکہ اس سے قبل پروفیسر صاحب اپنی سادگی اور درویشی و مسکینی اور نواز شریف خاندان سے اپنی بے نیازی کے متعلق بدیں الفاظ تاثر دیا کرتے تھے کہ: ❁ ''میں درویش ہوں' دین کا خادم ہوں' حضور کی امت کا ادنیٰ سا نوکر ہوں ❁ ہم نے اپنے آپ کو خدا کے دین کیلئے بیچا ہے تمام دنیاوی مفادات کو طلاق دے دی ہے ❁ ہم نے ادارہ منہاج القرآن کیلئے یا اپنی ذات کیلئے نواز شریف یا ان کے خاندان سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا۔ میں خود یہاں (اتفاق مسجد) واتفاق اکیڈمی میں فی سبیل اللہ خدمت سرانجام دیتا ہوں''۔ (انٹرویو۔ پندرہ روزہ دید شنید لاہور ۴ اپریل ۱۹۸۶ء)

❁ عدالت میں زیر بحث کیس کی نوعیت اور اس کے نتیجہ پر تو کوئی بحث وتبصرہ نہیں ہوسکتا مگر پریس میں شائع شدہ بعض باتیں بہرحال معلومات افزا ہیں۔

۱۶۷ کنال: ڈاکٹر طاہر القادری نے اس کا بھی اعتراف کیا کہ ''پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں نواز شریف نے انہیں آٹھ ہزار فی کنال کے حساب سے ۱۶۷ کنال اراضی فراہم کی ہے'' حالانکہ یہ اراضی اگر چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے فروخت کی جاتی تو اس سے حکومت کو کروڑوں روپے حاصل ہوتے۔

ایجنسی: انہوں نے اس بات کو بھی درست قرار دیا کہ انہوں نے میاں محمد شریف سے دس لاکھ روپے قرضہ لیکر ایک سیمنٹ کی ایجنسی حاصل کی۔

سوال: آپ نے دس لاکھ روپے کا مکان خریدا؟

جواب: یہ مکان ادھار لیکر خریدا تھا۔

علاج امریکہ: ایک اورسوال کے جواب میں انہوں نے اس بات کو بھی درست قرار دیا کہ ۸۱ء میں جب وہ بیمار ہوئے تو میاں شہباز شریف انہیں خود امریکہ لے گئے تھے اور ان کے علاج معالجہ کے تمام اخراجات برداشت کئے تھے۔

گاڑی: انہوں نے اس بات کو بھی درست قرار دیا کہ جامع اتفاق میں خطبہ جمعہ کے دوران انہیں دفتر کیلئے الگ جگہ فراہم کی گئی تھی اور انہیں ذاتی استعمال کیلئے کار بھی فراہم کی گئی تھی۔

نوکری: ڈاکٹر طاہر القادری نے اس بات کو بھی درست تسلیم کیا کہ میاں نواز شریف کی وزارت اعلیٰ کے دور میں ان کے ایک عزیز کو نائب تحصیلدار اور دوسرے کو بطور اے ایس آئی پولیس رکھا گیا۔

ایچی سن کالج: ایک اورسوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ان کا بچہ حسن ایچی سن کالج لاہور میں پڑھتا ہے جس کا ماہوار خرچ نوسو روپے ہے۔

پجیرو: اس سوال پر کہ آیا پجیرو ویگن ان کی ذاتی ملکیت ہے انہوں نے کہا کہ یہ گاڑی ادارہ منہاج القرآن نے صرف ان کے سفر کیلئے خریدی ہے'' (تفصیل مع حوالہ جات پندرہ روزہ ندائے اہلسنّت لاہور ۱۶ تا ۳۰ جون میں ہے)

پی پی پی ایڈووکیٹ: جنرل پنجاب کے بعض نکات کا حوالہ دیتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے ہاتھوں بک جانے کے بعد اور ان سے بادیُ النظر میں منفعت اٹھانے کے بعد اس پارٹی کی شہ پر پروفیسر قادری نے اسلامی جمہوری اتحاد اور اس کی حمایتی سیاسی جماعتوں کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی اور موقع کی مناسبت سے مختلف تشہیری حربے استعمال کرتے ہوئے یہ شخص پیپلز پارٹی کے اشارے پر ناچتا رہا۞ اس ضمن میں پروفیسر قادری کی طرف سے پیش ہونے والے ان وکلاء کا خاص طور پر حوالہ دیا گیا ہے جو پیپلز پارٹی کے سرگرم اور اہم بانی ارکان میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ **خواب** ایک گواہ کے حوالے سے رپورٹ میں اس کا ذکر بھی کیا

گیا ہے کہ علامہ قادری دن کو خواب دیکھنے والا ایک ایسا شخص ہے جس کے جھوٹ کی کوئی انتہا نہیں اس نے بار ہا اپنے مداحین میں بیٹھ کر کہا کہ حضور اکرم نے علامہ قادری سے کہا کہ ''ان کی عمر ۳۳ سال سے ۶۶ سال کر دی گئی ہے'' جبکہ علامہ قادری نے اپنے بیان میں کہا کہ ''ان کی منت سماجت سے ان کی عمر ۶۳ سال کر دی گئی تا کہ وہ حضور اکرم کی عمر سے زیادہ نہ جی پائیں''۔ اس نکتہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایک نیم پاگل یا ذہنی طور پر بیمار شخص اور علامہ قادری میں کوئی فرق نہیں گواہ نے متعدد ایسے ہی واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ''ان کے فائرنگ کے واقعہ کو بھی ایک جھوٹے خواب سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی''۔

تعداد طلباء: بعض گواہوں کے بیان کی روشنی میں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ قادری کو ایک جھوٹا شخص قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ ''اس شخص کے جھوٹ کی انتہا یہ ہے کہ اس نے اپنے عدالتی بیان میں اپنے ادارے کے طلباء کی تعداد دو ہزار بتائی۔ جبکہ حقیقت میں یہ تعداد سو ڈیڑھ سو سے زیادہ نہیں ہے''۔

نماز جمعہ: کے ایک خطبے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ اس شخص نے پینتالیس منٹ ایک خطبہ میں محض اس لئے تاخیر کی کہ وہ اس وقت کے صدر کی آمد کا انتظار کرتا رہا اور جب اس پر آئندہ جمعہ لوگوں نے اعتراض کیا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ جھوٹ بول دیا کہ نہیں اس خطبہ میں ناگزیر وجوہات کی بنا پر تاخیر ہوگئی تھی۔

واقعۂ فائرنگ: رپورٹ میں متعدد فنی نکات کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان نکات کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ فائرنگ کا یہ واقعہ جھوٹا ہے اور سرے سے کوئی ایسا واقعہ ہوا ہی نہیں نہ اس معاملے میں مقامی انتظامیہ اور پولیس نے کوئی تساہل برتا' نہ ہی کسی پڑوسی کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی پروفیسر قادری کو کوئی نقصان پہنچا'' (ملخصاً) (روزنامہ نوائے وقت، امروز، جنگ لاہور ۹۰-۹-۱۲)

اپنے رسالہ ''العلماء'' کے ذریعے ہمیں گالیاں لکھوانے اور جھوٹے پراپیگنڈا کے ذریعے ناحق کردار کشی کرنے والے طاہر القادری صاحب اپنے متعلق ہائیکورٹ کے فیصلہ و عدالتی بیانات و

شہادتوں کی روشنی میں اپنے جھوٹا ہونے کا یہ سرٹیفکیٹ اور اپنے متعلق تاریخی عدالتی دستاویز کو سنبھال کر رکھیں بلکہ اپنے دفتر میں اپنے سامنے آویزاں کرادیں شاید ان کے غرور اور گھمنڈ میں کچھ کمی ہوسکے۔ کہ: ع...... کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

طاہر القادری کے رسالہ ''العلماء'' کے جواب میں (پڑھتا جا، شرماتا جا)

(خودساختہ پروفیسری دعووں، جھوٹے خوابوں اور بشارتوں کے ڈھول کا پول)

طاہر القادری کی کذب بیانی۔ ہائیکورٹ کی زبانی

علامہ طاہر القادری کے گھر پر فائرنگ کے بارے میں ٹربیونل کی رپورٹ

نیم پاگل یا ذہنی طور پر بیمار شخص اور طاہر القادری میں کوئی فرق نہیں

انہیں باآسانی جھوٹا، دغاباز، فریبی، قدر ناشناس، احسان فراموش، لالچی قرار دیا جاسکتا ہے پروفیسر قادری پیپلز پارٹی کی شہ پر تشہیری حربے استعمال کرتے رہے، مولانا کے گھر پر فائرنگ کا واقعہ صریحاً جھوٹ ہے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

لاہور ہائیکورٹ: کے مسٹر جسٹس اختر حسن نے جنہیں علامہ طاہر القادری پر قاتلانہ حملہ کے سلسلے میں خصوصی ٹربیونل کا جج مقرر کیا گیا تھا۔ اس معاملے کی سماعت کے بعد اپنی پندرہ صفحات پر مبنی تفصیلی رپورٹ میں اس واقعہ کو صریحاً جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ علامہ قادری پر کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس واقعہ میں ان کا کوئی پڑوسی یا اردگرد کا رہائشی ملوث نہیں اور مسٹر قادری کو اس سلسلے میں نہ تو کوئی جانی نقصان پہنچا ہے اور نہ مالی ❁ رپورٹ میں علامہ قادری کے اس رویہ کو سخت الفاظ میں لکھا گیا ہے جس میں انہوں نے احسان ناشناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ملک فیض الحسن اور میاں محمد شریف جیسے مخیر، خداترس، دیندار اور دُکھی انسانیت کی خدمت کرنے والوں پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ❁ رپورٹ میں علامہ قادری کے عدالت سے برتاؤ بائیکاٹ پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ ''اگر اس ٹربیونل کو توہین

عدالت کا اختیار حاصل ہوتا تو عدالت اس ضمن میں ضروری کاروائی کرنے پر صریحاً حق بجانب ہوتی تفصیلی رپورٹ میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اور گواہ ملک فیض الحسن کی طرف سے اٹھائے گئے بعض نکات میں کہا گیا ہے کہ:

علامہ قادری: ایک ایسا شخص ہے جسے حالات و واقعات کی روشنی میں بآسانی جھوٹا' دغا باز فریبی' قدر ناشناس' احسان فراموش' لالچی تشہیر کا بھوکا' منافق' قرآن حکیم کی غلط تفسیر کرنے والا اور سنکی قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہائیکورٹ کے فیصلہ کے مطابق طاہر القادری ایک محسن کش' خودغرض' خود پرست' دولت کے پجاری جھوٹے اور شہرت کے بھوکے انسان ہیں''۔(ہفت روزہ زندگی لاہور ۲۱ستمبر ۱۹۹۰ء)

(فرقہ طاہریہ اور تحریک فقہ جعفریہ کا اعلامیۂ وحدت)

غیرتمند سنیوں کیلئے لمحہ فکریہ (ازعلامہ شبیر احمد ہاشمی پتوکی)

شیعہ حضرات: آج تک حضور غوث اعظم کے ''سید'' ہونے کے بھی قائل نہیں ہیں مگر طاہر صاحب عجیب قادری ہیں جو انہیں پاکستان کے اقتدار کی طرف لے جانے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ طاہر صاحب کے استاذ گرامی قدر حضرت علامہ محمد عبدالرشید رضوی جھنگوی نے خود مجھے آج سے چند مہینے پہلے بتایا تھا کہ طاہر صاحب ایران کیلئے کام کر رہے ہیں' ان کا جھنڈا ایرانی جھنڈا ہے اور ایران کے فارسی دستور کا اردو ترجمہ پاکستان عوامی تحریک کا منشور ہے ۞ طاہر القادری خود ہی اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر گریبان میں جھانک کر فرمائیں کہ ''شیعہ حضرات سے اس معاہدہ کے بعد انہوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی روح کو راضی کیا ہے یا ناراض؟'' دنیا بھر کے شیعہ آج تک جناب غوث اعظم کو سید تک تسلیم نہیں کرتے مگر طاہر صاحب ان کے رسوم محرم پر رواداری کو تقاضائے دین قرار دے رہے ہیں۔ ع.....تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

جلوس ذوالجناح ......اگر تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کو کوئی مقام بھی مل گیا تو یہ بات یقینی طور پر کہی جا

سکتی ہے کہ اس ملک کی ہر گلی میں ذوالجناح کے جلوس کو کوئی نہیں روک سکے گا اور اس کا سارا ''ثواب'' انقلاب مصطفوی کے فکری داعی حضرت طاہر القادری کو ملے گا۔

تبرا بازی پر چشم پوشی: فرقہ طاہریہ اور تحریک فقہ جعفریہ کے مشترکہ ''اعلامیہ'' کے نکتہ نمبر ۲ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بالواسطہ یا بلاواسطہ ادنیٰ گستاخی کے مرتکب کو کافر مرتد اور واجب القتل قرار دیا گیا ہے حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے جرائم میں سب سے بڑا جرم ہے ﴿﴾ مگر سوال یہ ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر تبرا بازی بالواسطہ ادنیٰ کیا بہت بڑی گستاخی نہیں ہے؟ ''نابغہ عصر'' کو یقیناً معلوم ہے کہ شیعہ ملت کا بنیادی عقیدہ اصحاب مصطفیٰ پر تبرا کرنا ہے جس کے گواہ خود طاہر صاحب ہیں کیونکہ وہ سرزمین جھنگ کے رہنے والے ہیں۔ ان کے استاذ محترم اور ملک کے نامور عالم دین حضرت علامہ عبدالرشید جھنگوی مدظلہ کی پوری عمر شریف شیعہ حضرات کے اس عقیدہ سے عوام کو آگاہ کرتے گزری ہے یہ جانتے ہوئے کہ شیعہ بالواسطہ اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہیں پھر یہ معاہدہ فرما کر کیا طاہر القادری نے اس زد کے سپرد نہیں کیا؟

سراسر زیادتی: نکتہ نمبر ۵ میں شیعہ حضرات نے ڈنڈی ماری ہے کہ ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ برگزیدہ صحابہ کرام اور امہات المومنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ادب واحترام اور تعظیم و تکریم پوری امت مسلمہ کیلئے واجب ہے''۔ دیکھئے برگزیدہ صحابہ کے جملہ پر شیعہ نے خلفاء راشدین کے ذکر سے اعراض کیا ہے برگزیدہ صحابہ شیعہ حضرات کے نزدیک صرف وہی چار پانچ ہیں جن کو وہ خود صحابہ سمجھتے ہیں۔ اس سے طاہر صاحب نے اہلسنّت کے عقیدہ خلافت بلافصل سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا ہے اور شیعہ اپنا عقیدہ محفوظ رکھنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ امہات المومنین کے بارے میں بھی شیعہ کا اپنا مخصوص عقیدہ ہے جو ان کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ لہذا یہ نکتہ شامل کر کے طاہر القادری نے سراسر اہلسنّت سے زیادتی کی ہے خمینی صاحب کی کتاب ''کشف الاسرار'' میں اصحاب ثلاثہ کو گالی بھرا مواد موجود ہے جن کا جینا طاہر صاحب نے علی کا جینا اور مرنا حسین کا مرنا قرار دیا تھا۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

دوسروں کی زبان سے: ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے ''پاکستان عوامی تحریک'' کے نام سے ایک سیاسی پارٹی قائم کر کے اسپ سیاست کا بھی شاہ سوار بننے کی کوشش کی ہے اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہیں؟ اس کا اندازہ اس بات سے ہی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ چند ماہ بعد ہی موصوف کو بیساکھیوں کی یعنی (دوسرے سیاسی سہاروں کی) ضرورت پیش آ گئی ہے اور انہوں نے اصغر خاں کی تحریک استقلال اور شیعوں کے ایک گروپ ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کے ساتھ اشتراک عمل کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔

ترقی معکوس: ''پاکستان عوامی تحریک'' کے چیئرمین نے جن بلند بانگ دعووں کے ساتھ اپنی سیاسی پارٹی کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد کا اعلان کیا تھا، اسے دیکھتے ہوئے اس شورا شوری کے مقابلے میں اسے بے نمکی' بلندی کے مقابلے میں پستی' مد کے بعد جزر یا ترقی معکوس کا نام ہی دیا جا سکتا ہے۔ آہ! پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے۔

سیاسی شعور سے بہرہ ور افراد تو اس طفل نومولود کے حدود اربعہ اور اس کے طول و عرض کے پہلے ہی انداز شناس تھے اور پردۂ زنگاری کے پس پردہ محرکات و عوامل کو بھی جانتے تھے تاہم اس ڈرامے کے اتنی جلدی ڈراپ سین ہو جانے کی توقع انہیں بھی نہیں تھی۔ ہم اس وقت زیادہ تفصیل میں جانا پسند نہیں کرتے نہ اس اتحاد یا اشتراک پر لمبا چوڑا تبصرہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ خود ہی اپنی شکست کی آواز ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا مخصوص بلکہ نو ایجاد طرز عمل یا طریقہ واردات ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک انہوں نے جتنے بھی بڑے اہم کام کئے ﴿﴾ ان کی بابت وہ ہی دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ اس کی منظوری انہوں نے بنفس نفیس نبی کریم ﷺ سے حاصل کی ہے ''پاکستان عوامی تحریک'' کی بابت بھی انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ''اس کے قیام بلکہ اس کے نام تک کی منظوری روضہ اقدس پر خود حاضر ہو کر لی تھی''۔ ہمارے نزدیک اس قسم کے دعوے اگرچہ سراسر فریب اور دھوکہ ہیں لیکن ضعیف الاعتقاد قسم کے عوام کی تائید و حمایت حاصل کرنے کا یہ ڈھنگ اور گُر بہر حال افادیت کا پہلو رکھتا ہے جس سے ڈاکٹر صاحب فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور اپنی دکان سیاست چمکانے کیلئے بھی انہوں نے یہ نعرۂ حربہ استعمال فرمایا اور دعویٰ کیا کہ یہ سب کچھ ''حضور کی منظوری'' سے کیا گیا ہے۔

مصطفوی انقلاب تو کیا برپا ہونا تھا اور کیا ہو گا؟ اب ڈاکٹر صاحب موصوف نے جن گروپوں سے اشتراک عمل کیا ہے، اسے الٹی زقند سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں ﴿۱﴾ ایک گروپ (تحریک استقلال) ﴿۱﴾ تو بالکل سیکولر ہے' اسلامی نظام کا وہ سرے سے قائل ہی نہیں ہے اس میں شامل افراد بھی وہی ہیں جو سیکولر ذہن کے ہیں یا پھر سوشلسٹ نظریات کے حامل ہیں ﴿۲﴾ دوسرا گروپ شیعہ حضرات کا ہے جو اسلامی نظام کے بہترین دور...... خلافت راشدہ کو ہی تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو ظلم و غضب کا دور اور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نعوذ باللہ ظالم و غاصب قرار دیتے ہیں گویا ''مصطفوی انقلاب'' کے علمبردار نے سیاسی سہارا بھی ان لوگوں کا حاصل کیا ہے یا ان لوگوں کو سہارا دیا ہے جو اسلامی نظام ہی کے دشمن ہیں یا ان صحابہ کے دشمن ہیں جنہوں نے عملاً دنیا میں مصطفوی انقلاب برپا کیا اور دنیا کو اسلامی نظام کی برکات کا مشاہدہ کرایا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے اس ''اشتراک عمل'' کی منظوری بھی، گذشتہ کاموں کی طرح حضور اکرم ﷺ سے حاصل کی ہے؟ اگر کی ہے تو کیا حضور نے اسلامی نظام کے دشمنوں اور اپنے صحابہ ﷺ کے دشمنوں سے اشتراک عمل کو پسند فرمالیا ہے؟ اور اگر اس کی منظوری نہیں لی ہے تو کیوں نہیں لی ہے؟ جب تحریک کا قیام حضور کی منظوری سے کیا گیا تو پھر ''تحریک کا سودا'' کرتے وقت منظوری کا پروانہ لینے کی ضرورت کیوں محسوس نہیں کی گئی؟ اس کا تو صاف مطلب یہی ہو گا کہ پہلے منظوری اور اجازت کے جتنے بھی دعوے کئے گئے ہیں وہ سب حضور اکرم ﷺ پر افتراء اور بہتان ہیں۔ ہم نے تو اس وقت بھی یہی کہا تھا۔ سبحانك هذا بهتان عظيم اور اب بھی یہی کہتے ہیں ان هذا الا افك ن افتراه واعانه عليه قوم آخرون (الفرقان ۴) یہ سراسر جھوٹ ہے جسے یہ گھڑ لایا ہے اور اس پر اس کی کچھ دوسرے لوگوں نے بھی مدد کی ہے''۔

اگر کہا جائے: کہ ۱۹ نکاتی پروگرام کی پہلی شق ہی ''ملک میں قرآن وسنت کی مکمل حکمرانی'' ہے تو پھر ان کو اسلامی نظام کا دشمن کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ لیکن ہم عرض کریں گے کہ اس کی حیثیت وہی ہے جو پیپلز پارٹی کے نعرہ ''اسلام ہمارا مذہب ہے'' کی ہے جس طرح پیپلز پارٹی نے اپنے ما

بعد کے نعروں ''جمہوریت ہماری سیاست ہے''، ''سوشلزم ہماری معیشت ہے'' نے اسلام ہمارا مذہب ہے'' کی ساری معنویت ختم کر دی ہے اسی طرح ۱۹ نکاتی پروگرام کی پہلی شق کی ساری حیثیت شق نمبر ۸ نے ختم کر دی ہے جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ ''عورتوں کے بنیادی حقوق اور زندگی کے مختلف شعبوں میں یکساں ترقی کے مواقع کی ضمانت'' (جنگ لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۹۰ء) مرد وعورت کو یکساں ترقی کے مواقع کی ضمانت دینا مغربی نظریہ مساوات مرد وزن کے تو مطابق ہے لیکن ظاہر بات ہے کہ قرآن وسنت کے نصوص کے بالکل خلاف ہے۔ قرآن وحدیث میں تو مرد اور عورت دونوں کا دائرہ کار ان کی جداگانہ فطری صلاحیتوں کے مطابق الگ الگ متعین کیا گیا ہے اگر قرآن وسنت کی مکمل حکمرانی تسلیم ہے تو دونوں کا دائرہ کار الگ الگ تسلیم کرنا پڑے گا اور اسی کے مطابق مسلمان عورت کو اس کے حقوق اور ترقی کے مواقع دیئے جائیں گے۔ یکساں ترقی کے مواقع جیسی اصطلاحوں سے مغربی الحاد وزندقہ برداشت نہیں کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں: شیعہ کے ہاں قرآن وسنت کے جو مفاہیم ومطالب قابل اعتماد سمجھے جاتے ہیں وہ اہلسنّت سے یکسر مختلف ہیں یہی وجہ ہے کہ شیعہ گروپ کے ساتھ جو دس نکاتی معاہدہ الگ کیا گیا ہے اس میں یہ تصریح کرنی ضروری سمجھی گئی ہے کہ ''قرآن وسنت کی تعبیر ہر مکتب فکر کیلئے اس کے مسلک کے مطابق ہوگی''۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ جنوری ص ۷)

اس صورت میں ''قرآن وسنت کی مکمل حکمرانی'' کا خواب کس طرح شرمندۂ تعبیر ہوگا؟ جب کہ کثرت تعبیر سے یہ خواب پریشان ہو کر رہ جائے گا پھر یہ شترگربگی بھی عجیب ہے کہ اشتراک عمل بھی تین پارٹیوں کے ساتھ ہوا ہے لیکن ایک دس نکاتی معاہدہ الگ سے کیا گیا ہے جو صرف ''پاکستان عوامی تحریک'' اور ''تحریک نفاذ فقہ جعفریہ'' کے درمیان ہوا ہے اس میں ''تحریک استقلال'' کا نام ہی نہیں ہے۔ ع...... کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا

بہر حال اس سیاسی اشتراک نے ''مصطفوی انقلاب'' کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے اور حضور سے منظوری کے دعووں کا پول بھی کھول دیا ہے آئندہ اس کے بطن سے کیا ظہور پذیر ہوگا؟ علم نجوم میں مہارت کے بغیر اہل شعور کو اندازہ ہے۔ ع...... جس کی بہار یہ ہو پھر اس کی خزاں نہ پوچھ

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء، روزنامہ زندگی لاہور ۶۵ جنوری ۱۹۹۰ء)

''مشرق'': روزنامہ ''مشرق'' میں بعنوان ''سرخیاں ان کی متن ہمارے'' ظفر اقبال نے بدیں الفاظ تجزیہ کیا ہے ''پاکستان عوامی تحریک کے قائد پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ ''اگر میں غلط بات کروں تو مجھے پھانسی دے دی جائے'' اگرچہ مجھے اچھی طرح علم ہے کہ پھانسی پانے کیلئے قتل کرنا یا کرانا ضروری ہوتا ہے اور غلط بات کرنے پر پھانسی کی بجائے عام طور پر اقتدار ملتا ہے، سو میں حتی الامکان اس سلسلے میں کوشش کرتا رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ''پیپلز پارٹی'' نے روٹی کپڑا اور مکان کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیا اور آئی جے آئی نے اسلام کے نام پر'' جبکہ خاکسار دونوں کی مخالفت کے نام پر اپنا اُلو سیدھا کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے آمین۔ انہوں نے کہا کہ ''پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کے چہرے جدا جدا ہیں اور کردار ایک ہے''۔ جبکہ میرا چہرہ ایک اور کردار دو ہیں یعنی ایک طرف تو میں اسلامی انقلاب لا رہا ہوں اور دوسری جانب اقتدار کے گلچھڑے بھی اڑانا چاہتا ہوں۔ خدا میرا انجام بخیر کرے جس کے کچھ زیادہ امکانات بظاہر نظر نہیں آتے انہوں نے کہا کہ ''پچھلے دنوں مجھے زہر دیا گیا تھا'' لیکن اس نے اثر اس لئے نہیں کیا کہ میرے اندر پہلے ہی کافی زہر موجود ہے جو میں باری باری پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کے خلاف اگلتا رہتا ہوں اور آئندہ بھی اگلتا رہوں گا'' انشاء اللہ۔ (روزنامہ ''مشرق'' ۹ جنوری ۱۹۹۰ء)

شیعوں سے اتحاد اُف توبہ: اہلسنّت و جماعت والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ شیعوں کے یہ عقائد ہیں کہ ''امام مہدی حضرت عائشہ صدیقہ کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے کافروں سے پہلے سنی مسلمانوں اور ان کے علماء کو قتل کریں گے اور قرآن کے موعودہ چار خلفاء راشدین میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم کو امام مہدی زمانہ رجعت میں روضہ مقدسہ سے نکال کر زندہ کریں گے اور انہیں بطور سزا ہزار مرتبہ قتل کریں گے۔ (کتاب حق الیقین ص ۳۴۷، ۵۲۷) لیکن اس کے باوجود خمینی صاحب کی بھی یہی دعوت رہی ہے کہ سنی شیعہ متحد ہو جاؤ اور عموماً شیعہ علماء پاکستان میں بھی اتحاد المسلمین کا نعرہ لگا کر اہلسنّت کو ان

کے ساتھ متحد ہونیکی دعوت دیتے رہے ہیں کیا اس سے بھی بڑھکر کوئی تقیہ اور فریب ہوسکتا ہے؟

شیعوں: کے اس قسم کے عقائد باطلہ کے باوجود کیا اہلسنّت و جماعت کا ان کے ساتھ کسی قسم کا اتحاد ہوسکتا ہے''؟ (ہرگز نہیں)۔ (ماہنامہ ''حق چاریار'' لاہور دسمبر ۱۹۸۹ء جنوری ۱۹۹۰ء)

اگر کوئی برا نہ مانے

(علماء اہلسنّت میلسی کا فرقہ طاہریہ پر اتمام حجت)

میلسی: میں فرقہ طاہریہ کے متبعین نے جب میلاد پاک نعرہ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میلاد پاک میں شیرینی وغیرہ کا اہتمام کرکے ایک سکیم کے تحت سنی مسلمانوں کو اپنی تنظیم کی طرف راغب کرنا چاہا تو مخلصین اہلسنّت و حامیانِ مسلک اعلیٰحضرت کی طرف سے پروفیسر طاہر القادری کے رد میں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، مولانا مفتی تقدس علی خاں قادری رضوی بریلوی، علامہ مفتی محبوب رضا خاں صاحب بریلوی (علیہم الرحمۃ) حضرت مولانا کوکب نورانی کراچی اور مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کی کتب و تصانیف اور پوسٹر منگوا کر تقسیم کئے گئے جن کا کوئی معقول و مدلل جواب فرقہ طاہریہ نہ دے سکا۔ بالآخر ادارہ منہاج القرآن کے بعض مقامی عہدہ دار اور تحریک منہاج القرآن کے ضلعی ناظم حبیب اللہ صاحب ہاشمی نے مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی سے مسلسل رابطہ کیا اور اپنا سنی بریلوی ہونا سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنّت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے عقیدت و محبت رکھنا ظاہر کیا اور کہا ''ڈاکٹر پروفیسر صاحب بھی اسی عقیدہ و مسلک کے ہیں'' مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی نے کہا ''اگر آپ سنی بریلوی ہیں ﴿ اعلیٰحضرت امام اہلسنّت کے مسلک پر ہیں تو سبحان اللہ پھر ہمیں کیا اختلاف ہوسکتا ہے۔ آپ صرف اتنا کریں کہ اپنے قائد ڈاکٹر پروفیسر طاہر القادری صاحب سے اتنا لکھوا دیں کہ ﴿ میں پروفیسر طاہر القادری سنی بریلوی ہوں ﴿ اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے مسلک مبارکہ تحقیقات و فتاویٰ کو حق سمجھتا ہوں ﴿ حسام الحرمین میں حرمین طیبین کے علماء و فقہا کے فتاویٰ کو حق

سمجھتا ہوں۔ نانوتوی گنگوہی، تھانوی، انبھٹوی وغیرہم کی کتب تحذیر الناس، براہین قاطعہ، فتاویٰ گنگوہی، حفظ الایمان کی عبارات کو قطعاً گستاخانہ اور قطعی کفر سمجھتا ہوں ❁ برصغیر پاک و ہند کے اکابر علماء کے فتاویٰ جو "الصوارم الہندیہ" میں چھپے ہیں' ان سب کی تائید و تصدیق کرتا ہوں ❁ دیابنہ' وہابیہ' شیعہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کو باطل و حرام اور ان سے میل ملاپ و تعلقات کو شرعاً ممنوع و ناجائز سمجھتا ہوں ❁ اجماع اُمت و تحقیقات علماء اہلسنّت کے مطابق عورت کی پوری دیت کے قول سے رجوع کرتا ہوں اور عورت کی نصف دیت کے فتاویٰ کی تائید کرتا ہوں۔

طاہر القادری: اور مقامی کارکن اگر یہ لکھ دیں تو ہمارا آپ سے کوئی اختلاف نہیں۔ ورنہ محض محفل میلاد منعقد کرنے' سلام پڑھنے' نعرہ رسالت لگانے اور میلاد کی مٹھائی کھانے کھلانے سے کوئی سنی بریلوی اور مسلک اعلیٰحضرت کا پیروکار نہیں ہو جاتا"۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

چنانچہ: جناب حبیب اللہ صاحب ہاشمی نے عوامی تحریک کے لیٹر پیڈ پر ۲۵ اکتوبر کو خط تحریر کیا اور مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کو یقین دلایا کہ ہم قادری صاحب سے لکھوا کر دیں گے اور آپ کو مطمئن کریں گے۔ مولانا محمد حسن علی رضوی نے کہا کہ" آپ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ طاہر القادری صاحب سنی بریلوی ہیں' اعلیٰحضرت کے مسلک پر ہیں تو میں اس دعویٰ سے کم کسی قیمت پر مطمئن نہ ہوں گا"۔ الغرض ۲۵۔۱۰۔۹۲ کو میلسی سے ڈاکٹر طاہر القادری کو خط تحریر کیا گیا کہ نہایت ہی ادب سے عرض ہے کہ مولانا محمد حسن علی رضوی صاحب قبل ازیں بھی آپ سے خط و کتابت کر چکے ہیں جس کا آپ کی طرف سے انہیں جواب موصول نہیں ہوا' بلکہ ادارہ کے کسی عہدہ دار نے جواباً تحریر کیا ہے کہ اس قسم کے فضول جوابات دینے کیلئے قبلہ قادری صاحب کے ہاں وقت نہ ہے مولانا (حسن علی) موصوف ہمارے شہر کی علمی شخصیت ہیں' خالص نظریاتی بریلوی مکتب فکر سے متعلق ہیں۔ ادارہ سے اس جواب پر انہیں دکھ ہوا ہے' مولانا صاحب محدث اعظم پاکستان حضرت لائکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد خاص اور نہایت عقیدت مند مرید ہیں۔ مولانا موصوف نے ہمیں چند سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ دیا ہے۔ جو ارسال خدمت ہے براہ کرم تسلی بخش جوابات سے

نوازیں"۔(حبیب اللہ شاہ ہاشمی ضلعی ناظم منہاج القرآن وہاڑی)

طاہر القادری: صاحب کی طرف سے اس مکتوب وسوالنامہ کا دوماہ کے طویل عرصہ میں جب کوئی جواب نہ آیا تو علماء اہلسنّت میلسی نے بدیں الفاظ و جواب فرقہ طاہریہ سے لاتعلقی اور بے زاری کا اظہار کیا کہ "طاہر القادری صاحب کے نظریات سراسر غلط ہیں' اکابر اہلسنّت کے مسلک حقہ کے منافی ہیں' ہرگز ہرگز اس کی حمایت یا ادارہ کا ممبر بننا جائز نہیں ہے۔ ہمارے لئے مسلک اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کا اتباع کافی ہے۔ طاہر القادری کے عقائد مسلک اعلیٰحضرت سے متصادم ہیں اور اس کے رد میں حضرت علامہ کاظمی' علامہ عطا محمد صاحب بندیالوی' علامہ محمد عبداللہ قصوری (علیہم الرحمۃ) مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی وغیرہم کی مفصل تصانیف اور علامہ مفتی اختر رضا خاں صاحب بریلی شریف کے فتویٰ مبارک کے بعد اس شخص کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں"۔(دستخط علماء کرام)

❁ (مولانا) محمد حسن علی رضوی بریلوی ❁ (مولانا) اللہ بخش سعیدی صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم میلسی ❁ (مولانا) سعید احمد سعدی امام مرکزی عیدگاہ میلسی ❁ (مولانا) حق نواز صدر مدرس مدرسہ "انوار القرآن" میلسی ❁ حافظ قاری محمد عطاء اللہ فیضی مدرسہ مصباح العلوم میلسی ❁ (مولانا) نذر محمد چشتی گلفریدی خطیب محمدی مسجد میلسی ❁ (مولانا) حافظ محمد یٰسین خطیب جامع لال جہانیاں میلسی ❁ "مذکورہ بالا" علماء اہلسنّت اور بریلی شریف کے جوابات سے مطمئن اور متفق ہوں۔ طاہر القادری کے نظریات اہلسنّت کے خلاف ہیں۔(مولانا) شرف الدین صدر مدرس جامعہ رضویہ تعلیم الابرار میلسی۔

طاہر القادری: کی تقریر سے بظاہر "بریلویت" کی خوشبو آتی ہے مگر تحریر متنازعہ فیہ اور علماء اہلسنّت کے مسلک کے خلاف ہے جب تک تحریری ثبوت فراہم نہ کریں۔ لہذا طاہر القادری سے اجتناب ضروری ہے بمطابق حدیث ایاکم و ایاھم اور اگر "حسام الحرمین" کی تصدیق کر دیں تو ہم طاہر القادری کو مسلکاً صحیح سمجھیں گے۔(مولانا) ظہور احمد قادری خطیب عیدگاہ میلسی

طاہر القادری کے نام: (از جناب حافظ محمد فاضل اظہر ضلع پونچھ آزاد کشمیر)

اہلسنّت کی جڑوں کو کھوکھلا تو نے کیا — غیر لوگوں کیلئے ہی یہ بھلا تو نے کیا
سنیوں کے مشن کو کمزور کرنے کیلئے — دشمنوں کو ساتھ لیکر اجتماع تو نے کیا
مذہبی لوگوں میں تیرے ہورہے تھے تذکرے — ان کی خواہش سے بھی خود کو بے وفا تو نے کیا
شاہِ رضاؔ کے مشن کی تکمیل تیرا عہد تھا — وعدہ اپنا بھول کر بہت برا تو نے کیا
دین و دنیا کی تجھے رسوائیاں ملنے لگیں — خود ہی اپنے واسطے یہ راستہ تو نے کیا
ملت اسلامیہ کی بادشاہی نہ ملی — جس کی خاطر ہر جگہ پر اجتماع تو نے کیا
مسلک احمدؔ رضا کا ہر جگہ ہوگا ظہور — گرچہ اس سے پھیر کر منہ فاصلہ تو نے کیا
از طفیل مصطفیٰ مسلک احمد رضاؔ — تا قیامت روشن رہے گا جس سے دغا تو نے کیا
فاضلؔ اظہر کی بس اتنی سی ہے یہ آرزو — پھر ملے وہ راستہ جو خود جدا تو نے کیا (آمین)
تو نے آ کر کے سیاست میں کیا اس سے فرار — اپنی سیاست کو بھی دیکھو بدنما تو نے کیا
مصطفیٰ کی کر غلامی باوقار ہو جائے گا — دشمن سے رشتہ جوڑ کر بہت بُرا تو نے کیا

(شیعہ شنیعہ ؤ دیابنہ وہابیہ کے عقائد اور طاہر القادری)

پیر محمد افضل قادری بنام طاہر القادری: پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سلام مسنون، آپ جانتے ہیں کہ ❁ آپ کی تقریر و تحریر اور قول و عمل کی روشنی میں پاک و ہند کے مقتدر علماء اہلسنّت کی ایک کثیر جماعت نے آپ پر سخت تنقید کی ہے اور آپ کے بارے میں قوی رائے قائم کی ہے کہ آپ اکابرین اہلسنّت کے مسلک سے منحرف ہیں اور صلح کلیت کی کھلی تبلیغ کر کے اہلسنّت کے فکری تصلب کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں ❁ نیز یہ کہ آپ کے بعض اساتذہ بھی آپ کو ضال (گمراہ) قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ عوام اہلسنّت میں آپ کی وجہ سے شدید انتشار پایا جاتا ہے بلکہ آپ اور آپ کے ماننے والوں کو ایک الگ فرقہ قرار دیا جانے لگا ہے جس سے

اہلسنّت و جماعت کو غیر معمولی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

سوالات: آپ کے بار بار اصرار پر آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کیئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کے جوابات اپنے دستخطوں سے ارسال فرمائیں۔

ایرانی لیڈر: خمینی سمیت شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد یہ ہیں کہ (معاذ اللہ) ''اللہ تعالیٰ کو بدا ہو جاتا ہے۔ (یعنی اللہ پیشین گوئی کرتا ہے پھر اسے کچھ اور سوجتا ہے تو وہ سابقہ پیشین گوئی کے خلاف پیشین گوئی کرتا ہے) ﴿﴾ موجودہ قرآن صحابہ کا خود ساختہ (من گھڑت) ہے جس میں صحابہ نے کفر کے ستون قائم کیئے ہیں۔ نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وفات کے بعد سوائے تین کے تمام صحابہ کافر و مرتد ہو گئے تھے ﴿﴾ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت اور یہ عقیدہ کہ امام مہدی اپنے ظہور کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو قبر سے نکال کر ان پر حد جاری کریں گے ﴿﴾ ختم نبوت کا انکار اور یہ عقیدہ کہ ۱۲ امام (ماسوائے حضرت محمد ﷺ) تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

(معاذ اللہ استغفر اللہ)

جواب دیں: کہ یہ عقائد خبیثہ رکھنے والے خمینی اور شیعہ اثنا عشریہ کا حکم شرعی کیا ہے یعنی صاف صاف بتائیں کہ خمینی مسلمان تھا یا کہ کافر؟ اور شیعہ اثنا عشریہ مسلمان ہیں یا کافر؟ جبکہ آپ پر الزام ہے کہ آپ نے خمینی کے ماتمی جلسے میں سیاہ ماتمی چوغہ پہن کر شرکت کی اور کہا ''امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردانِ حق میں سے ہیں جن کا جینا علیؑ مرنا حسینؑ کی طرح ہے۔ خمینی سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے''۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۹ جون ۱۹۸۹ء)

خمینی: جیسے رافضی اثنا عشری کو شجاع و جری مرد حق کہہ کر اور اس کا جینا علی کی طرح مرنا حسین کی طرح قرار دے کر اور ہر بچے کے خمینی بن جانے کی آرزو کرنے کے بعد آپ کیونکہ راسخ العقیدہ اہلسنّت و جماعت کہلاتے ہیں۔ ''حفظ الایمان'' نامی کتاب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی عبارت ہے ''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں

تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے''۔

تحذیر الناس: نامی کتاب مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی عبارت ہے کہ ''اول معنی خاتم النبین کے معلوم کرنے چاہیئں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں **ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین** فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے''۔ ❁ پھر لکھا ''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی (ﷺ) بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی محمدی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

براہین قاطعہ: مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی کی عبارت ہے ''الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر دو عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔ **مذکورہ**: ناپاک عبارات کے قائلین اور ان کے کفر میں شک کرنے والے پر عرب و عجم کے اکابر علماء اہلسنّت نے فتویٰ کفر جاری کیا ہے جو کہ ''حسام الحرمین اور صوارم ہندیہ'' میں مطبوع ہے آپ وضاحت فرمائیں کہ عرب و عجم کے اکابر علماء اہلسنّت کی کثیر جماعت کے اس فتویٰ کے بارے میں آپ کا موقف کیا ہے؟ جبکہ آپ پر الزام ہے کہ آپ دیوبندیوں کی اقتداء میں نہ صرف نماز پڑھتے ہیں بلکہ اس کے جواز کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ ❁ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین کے عقائد جو کہ ان کی اپنی کتب نیز اُن سے متعلق لکھی گئی کتب معتبرہ میں موجود ہیں فرمائیں کہ نجدیوں کا حکم شرعی کیا ہے

کیا ایسے لوگوں کی اقتداء میں نماز جائز ہے؟

(خیر اندیش، محمد افضل قادری مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنّت پاکستان)

﴿۵﴾ طاہر القادری کا یہ کہنا کہ خمینی کی محبت میں ہر بچہ خمینی بن جائے یہ بھی غلط و قبیح ہے کیونکہ جس کو حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ سے محبت نہیں اس کی محبت و اس کی طرح خمینی و دشمن صحابہ بن جانے کا درس دینا سراسر ظلم و رفض ہے۔ ع...... ہوشیار اے سنی مسلماں ہوشیار

﴿۶﴾ حضرت سید الشہداء کیلئے ''مرنا'' کا عامیانہ لفظ استعمال کرنا بھی غلط و قبیح اور طاہر القادری کی مردہ دلی کا اظہار ہے ﴿۷﴾ یہ کہنا کہ ہمیں حسین بن کر معرکہ برپا کر دینا چاہیئے یہ بھی غلط و قبیح اور جھوٹ ہے کیونکہ نہ طاہر القادری نے کوئی ایسا معرکہ برپا کیا اور نہ ہی کوئی ایسا کر سکتا ہے۔

ع...... یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

﴿۸﴾ یہ کہنا کہ خمینی کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے یہ بھی سراسر غلط و قبیح اور جھوٹ ہے' اسلئے کہ حضرت علی و حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کا جینا حضرات خلفاء ثلاثہ کے ساتھ محبت و معیت اور اعزاز و احترام کے ساتھ تھا۔ جبکہ خمینی کا جینا مرنا خلفاء راشدین کی مخالفت و عداوت میں تھا۔

ع...... ببین تفاوت راہ از کجاتا بکجا است

اقبح الاقوال: جیسا کہ (پچھلے صفحہ پر) مولانا پیر محمد افضل قادری نے نشاندہی کی ہے خمینی کے متعلق پروفیسر طاہر القادری کا یہ قول و نظریہ اقبح الاقوال ہے جو کئی قباحتوں اور گستاخیوں کا مجموعہ ہے کہ ''امام خمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق میں سے ہیں ﴿۱﴾ جن کا جینا علی اور مرنا حسین کی طرح ہے ﴿۲﴾ ہمیں فرعونیت کا بت پاش پاش کرنے کیلئے حسین بن کر معرکہ کربلا برپا کر دینا چاہیئے ﴿۳﴾ خمینی سے محبت کا تقاضہ ہے کہ ہر بچہ خمینی بن جائے'۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء مع تصویر)

حالانکہ: حضرات صحابہ کرام و خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے سوء عقیدت اور شدید عداوت رکھنے والے خمینی کو امام و تاریخ اسلام کا شجاع و جری ہونے کا اعزاز دینا غلط و قبیح اور جھوٹ ہے ﴿۱﴾ جو شخص حضرات صحابہ و خلفاء ثلاثہ (رضی اللہ عنہم) کو مردان حق نہیں مانتا' اس کو مردان حق میں سے

شمار کرنا بھی غلط وقبیح اور جھوٹ ہے ﴿﴾ ایسے شخص کو شجاع و جری قرار دے کر عامیانہ انداز میں شیر خدا حضرت علی المرتضی وسید الشہداء حضرات امام حسین (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ اس کی مثال دینا بھی غلط وقبیح اور جھوٹ ہے۔ ع...... چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پروفیسر طاہر القادری کا ''دین جدید'' (نیا دین)

(از مولانا علامہ احمد حسین قاسم الحیدری سہنسہ آزاد کشمیر)

تحریکی فرقہ کے ترجمان ماہنامہ ''منہاج القرآن'' لاہور (بابت نومبر ۱۹۹۵ء) میں ''منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی کے تحت سالانہ ہفتہ تقریبات کے عنوان کے ماتحت ص ۵۹ پر رپورٹر ایم اے رضا لکھتا ہے ''اس موقع پر ان کے ہمراہ ٹی وی اور سٹیج کے معروف اداکار بھی تھے تقسیم انعامات کے اختتام پر تحریک منہاج القرآن کے بانی وسرپرست اعلیٰ پروفیسر محمد طاہر القادری نے طلباء اور ان کے والدین کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ﴿﴾ ''میں ان طلباء کے والدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنے بچوں کو اس عظیم درسگاہ میں داخل کرایا کیونکہ جو درسگاہ ان کو میسر ہے ایسی درسگاہ مجھے خود بھی میسر نہیں آئی تھی ﴿﴾ اخلاقی اور روحانی اعتبار سے باطنی اور تعلیمی اعتبار سے اور ماحول کے اعتبار سے' آپ کے بچوں کو جو ماحول میسر ہے وہ کسی درسگاہ میں نہیں۔ دین جدید اور اخلاقی روحانی تعلیم کا یہ عظیم اسلامی مرکز ہے......انشاء اللہ تاریخ دیکھے گی کہ اس نسل سے جو یہاں تیار ہورہی ہے انقلاب آئے گا''۔ بلفظہٖ

''منفرد فکر'': پمفلٹ ''قائد مشن اور ہماری ذمہ داریاں'' مطبوعہ عوامی یوتھ لیگ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور کے ص ۸ پر ''تحریک منہاج القرآن'' کے زیر عنوان مؤلف لکھتا ہے ''بچپن ہی سے آپ (پروفیسر صاحب) کو احساس تھا کہ آپ کو کسی خاص کام کیلئے اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ مختلف اوقات میں پیش آنیوالے روحانی واقعات کے باعث آپ کا احساس رفتہ رفتہ یقین اور پھر ایمان میں بدل گیا۔ (بحوالہ خطاب فلسفۂ انقلاب ۲۵ جنوری ۱۹۸۹ء) لیکن ﴿﴾ ''جب کارل مارکس' فریڈرک' رینجلز' روسو اور دیگر مغربی واشتراکی مفکرین کی فکر کا (آپ نے) مطالعہ کیا تو وہ جدید

اسلامی مفکرین کی فکر کے مقابلہ میں نتائج کی ضمانت کے اعتبار سے بہت مضبوط نکلی ان کے یہاں دواور دو چار روالا معاملہ ملا'' فکر لو' دنیا میں جاؤ' آزماؤ' سو فیصد کامیاب ہوگے'' جدید مسلم مفکرین اس نتیجہ خیزی کا عشر عشیر بھی مہیا نہیں کر پا رہے تھے۔ بالآخر قرآنی تصور پر استوار اپنی منفرد فکر ڈی ویلپ کی۔ یہ فکر ایسی جامع اور ہمہ گیر ہے جو گذشتہ تین صدیوں سے پست حالت میں پڑے مسلمانوں کے لئے ایک حیات آفرین پیغام لے کر آئی ہے اور انشاء اللہ ''مصطفوی انقلاب کا باعث ہوگی'' مذکورہ دونوں حوالوں میں ''دین جدید'' کا یہ اسلامی مرکز اپنی منفرد فکر ڈی ویلپ کی، مسلم مفکرین اور گذشتہ تین صدیوں کے مجددین و مصلحین کی تحقیر و تنقیص کے الفاظ سے پروفیسر صاحب کی انانیت وتجدد پسندی ماضی سے قطع تعلقی اور دین جدید کے بانی ہونے کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اسی لئے اکابر علماء اہلسنّت نے بروقت محاسبہ کر کے پروفیسر صاحب کو خارج از اہلسنّت گمراہ قرار دیا ہے۔

توہین شان الوہیت: کتاب ''تسمیۃ القرآن'' ص ۱۰۲ پر پروفیسر صاحب نے خود لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علی الاطلاق اجیر و معطی ہونا اس حدیث صحیح سے کتنا واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''انما قاسم واللہ یعطی'' (متفق علیہ) بے شک تقسیم میں ہی کرتا ہوں لیکن عطا اللہ تعالیٰ کرتے ہیں'' بلفظہٖ۔ مذکورہ عبارت میں اجیر کا لفظ اللہ تعالیٰ کیلئے استعمال کرنا طاہر القادری کی سخت گمراہی اور جہالت ہے کہ اجیر کا ایک ہی معنی کتاب ''المنجد'' اردو ص ۶۱ پر بدیں الفاظ لکھا ہوا ہے کہ ''الاجیر نوکر'' ''مزدور''۔

معلوم ہوا کہ لفظ اجیر ''اُجرت لینے والے'' ہی کے معنی میں عرب میں استعمال ہوتا ہے ''اُجرت دینے والے'' کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اجرت دینے والے کیلئے مؤجر از باب افعال آتا ہے۔ (کمافی المنجد ایضاً)

ایک اور تحریف: کچھ عرصہ پہلے روزنامہ نوائے وقت لاہور میں ''نور بصیرت'' کے کالم میں پروفیسر طاہر القادری ''منہاج القرآن'' کے نام سے کالم لکھتے تھے جس کے مطابق ۳۱ جنوری ۱۔۲ فروری ۱۹۹۰ء کے کالم میں پروفیسر صاحب نے درج ذیل آیت مبارکہ نقل کر کے بدیں الفاظ

ترجمہ وتفسیر شائع کیا﴿ ﴾ ''رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله''۔ اللہ کو یاد کرنے والے ایسے مرد مومن ہیں جن کو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں رکھ سکتی۔(سورت النور ۳۷، پارہ نمبر ۱۸)

تفسیر: یہاں مرد سے مراد کامل بندہ مومن ہے نہ کہ باعتبار جنس (مرد یا عورت)......عین ممکن ہے کوئی جنس میں تو عورت ہو مگر ذکر الٰہی اور محبت الٰہی کے اعتبار سے مردوں کی بھی امام کہلائے اور محبت ومعرفت کے درجے میں وہ بھی مرد کہلائے۔ اللہ کے ہاں اہل محبت میں تقسیم جنس کی بنیاد پر نہیں''۔(ملخصاً)

اہل علم وانصاف: حضرات جن کے دلوں میں جلالت خداوندی عظمت محمدی اور اسلام وقرآن کا درد واحساس ہے غور فرمائیں کہ ''دین جدید'' کے بانی ماڈرن مفسر قرآن طاہر القادری نے کس بیدردی کے ساتھ محض عورتوں کی خوشنودی کیلئے تحریف قرآن وتفسیر بالرائ کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ مغرب زدہ بیگمات کی خوشنودی کیلئے قبل ازیں انہوں نے آیات واحادیث میں من مانی کرکے اجماع امت کے خلاف عورتوں کی پوری دیت کا فتنہ اٹھایا اور اکابر علماء نے اس کا استیصال کیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ: کے مردوں کے متعلق صریح ارشاد ''رجال'' کو اپنی من مانی وتوڑ مروڑ سے یہاں تک پہنچا دینا کہ ممکن ہے ''کوئی جنس میں تو عورت ہو مگر ذکر الٰہی اور محبت الٰہی کے اعتبار سے مردوں کی امام کہلائے......مرد کہلائے'' الخ۔ یہ طاہر القادری کے علاوہ اور تو کسی کو نہیں سوجھا بلکہ تفسیر قرطبی میں تصریح ہے۔''وخصم بالذكر دل على ان النساء لاحظ لهم الخ''۔

پروفیسر طاہر القادری اور ان کے ہمنوا علماء ذمہ داری قبول فرمائیں یا تردید کریں

''رضائے مصطفیٰ'': بابت ماہ محرم ۱۴۱۸ھ فرقہ طاہریہ کے ترجمان ماہنامہ ''العلماء'' لاہور میں شائع شدہ عورت کی دیت کے متعلق ایک مضمون پر مدلل و مہذب تبصرہ کیا گیا تھا مگر ماہنامہ ''العلماء'' اسے تو بغیر ڈکار ہضم کر گیا ہے لیکن انتقامی کاروائی کے طور پر اس نے ماہ ربیع الاول کی اشاعت میں ﴿﴾ پہلے تو اسلامی اخلاق و آداب کے متعلق بڑا مدلل وعظ کیا ہے اور وعظ کی اس تمہید کے بعد بعض ''گمنام'' دجال و کذاب لوگوں کی طرف سے مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے خلاف ایسی ایسی مغلظات و خرافات شائع کی ہیں۔ جنہیں رسالہ ''العلماء'' اور اس کے مضمون نگار کے علاوہ کوئی شریف آدمی کسی شریف آدمی کے متعلق زبان و قلم پر نہیں لاسکتا ﴿﴾ ہوسکتا ہے کہ ادارہ ''العلماء'' اور ''العلماء'' کے مضمون نگار کے انتقامی نفسانی شیطانی جذبہ کو اس کے اس مضمون سے کچھ تسکین ہوئی ہو لیکن اس کے اپنے ہی تمہیدی اخلاقی وعظ کی خلاف ورزی اور فرمان رسالت کہ ''آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ جو سنے (بغیر تحقیق اور بلا سوچے سمجھے) اسے بیان کر دے (اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نافرمانی کے باعث ''العلماء'' کا مضمون نگار انشاء اللہ اپنی کذب بیانی و بدزبانی افتراء پردازی اور بہتان تراشی کے وبال و زوال سے دنیا و آخرت میں بچ نہیں سکے گا ﴿﴾ خصوصاً ''العلماء'' کے گمنام دجالوں' کذابوں کی مذکوہ خرافات و بکواسات کی ''رضائے مصطفیٰ'' میں اسی وقت تردید بھی کردی گئی تھی۔ آہ! ''العلماء'' کے علماء۔

؎ جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے　　کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ستم بالائے ستم: یہ ہے کہ نام نہاد ''العلماء'' نے جن مجہول و گمنام چور اور دجال و کذاب لوگوں کی خرافات شائع کی ہیں انہیں ''علماء کرام و مؤقر علماء'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے لیکن نام کسی ایک معتمد معروف و معلوم عالم کا بھی نہیں دیا تا کہ اس کا ''حدود اربعہ'' ظاہر ہوتا ﴿﴾ نیز جن نام نہاد انجمنوں اور اداروں کا نام لکھا ہے ان کے بھی کسی بانیٔ انجمن اور صدر' سیکرٹری کا نام نہیں لکھا جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ساری کاروائی جعلسازی و فراڈ بازی پر مبنی ہے اور نام نہاد ''العلماء'' سمیت یہ سب مجہول و گمنام چور اور کذاب لوگ لعنۃ اللہ علی الکذبین کا سو فیصد مصداق ہیں

بہر حال: چونکہ نام نہاد ''العلماء'' نام نہاد ''منہاج القرآن علماء کونسل'' کا ترجمان ہے اسلئے تحریک منہاج القرآن کے قائد پروفیسر طاہر القادری اور ''العلماء'' کے ادارہ ومجلس مشاورت کے ارکان علماء کو ہمارا چیلنج ہے کہ ﴿یا وہ ''العلماء'' میں شائع کردہ مذکورہ ''دشنامہ'' کی ذمہ داری قبول کریں۔ خود ذمہ داری کے ساتھ سامنے آئیں اور ''دشنام نامہ'' کی زیادتی کی باتیں کسی دلیل وحوالہ سے ثابت کریں اور یا اس کی ''العلماء'' میں پرزور تردید شائع کریں﴾ ورنہ پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا علماء دشنامہ نامہ کی اشاعت میں خود شریک جرم ٹھہریں گے اور اس کذب بیانی، بہتان تراشی وگالی گلوچ کی بنا پر وہ بھی مستحق لعنت قرار پائیں گے۔ ہے کوئی انصاف کرنے والا بے نقاب ہوکر سامنے آنے والا اور ذمہ داری کے ساتھ چیلنج قبول کرنے والا؟ سچے ہو تو گالی و بدزبانی کی بجائے حقائق ودلائل کیساتھ سامنے آؤ

کلک رضاؔ ہے خنجر خونخوار برق بار

اعداء سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ)

کیا ''خطرہ کی گھنٹی'' کا یہی جواب ہے؟

(گالیاں اور کردار کشی)

﴿فرقہ طاہریہ کے ترجمان نام نہاد ''العلماء'' نے ماہ جولائی کی اشاعت میں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے خلاف جو کذب بیانی، وبدزبانی اور سبّ وشتم کیا ہے۔ ''رضائے مصطفیٰ'' ماہ اگست ۱۹۹۷ء میں اس پر مختصر تبصرہ کے ساتھ یہ چیلنج کیا گیا تھا کہ ''پروفیسر طاہر القادری اور ان کے ہمنوا علماء ذمہ دای قبول فرمائیں یا تردید کریں''﴾ مگر تا حال ''فرقہ طاہریہ'' کے ''قائد'' وکسی ذمہ دار عالم نے نہ ''العلماء'' کی دشنام بازی کی تردید کی ہے اور نہ ہی اس کی ذمہ داری قبول کر کے ''العلماء'' کے گندے، گھناؤنے، جھوٹے الزامات کو معقول ومدلل طور پر ثابت کیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی انہیں اس کی جرأت نہ ہوگی۔ (یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں)

بہرحال: ہم اس چیلنج کو دہراتے ہوئے دوبارہ اعلان کرتے ہیں کہ ''فرقہ طاہریہ'' کی منہاج القرآن علماء کونسل کے تمام علماء اور بالخصوص رسالہ ''العلماء'' کی مجلس مشاورت کے علماء اگر طاہر القادری کے ہاتھوں اپنے ایمان وضمیر' حقانیت وصداقت اور اخلاق وشرافت کا سودا نہیں کر چکے' ان میں ان گراں بہا چیزوں کی کوئی رمق موجود ہے تو وہ ''العلماء'' کے غلیظ وپلید مضمون کی فوری تردید کریں اور یا ''العلماء'' کے الزامات کو معقول ومدلل طور پر ثابت کریں بالخصوص ان الزامات کا ثبوت دیں کہ ''فرقہ داؤدیہ کا بانی احمق وجاہل مطلق، یہودیوں کا ایجنٹ اپنے کو نبی یا پیغمبر ہونے کا تصور کرانے والا' جس کے نزدیک...... امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہ، اعلیٰحضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی' مفتی پاکستان مولانا ابوالبرکات' حضرت مولانا ابوالحسنات' صاحبزادہ فیض الحسن شاہ (رحمۃ اللہ علیہم) صاحبزادہ محمد کبیر علی شاہ' صاحبزادہ محمد فضل کریم وغیرہم کافر دگمراہ ہیں''۔ مختصراً (ماہنامہ العلماء لاہور ربیع الاول ۱۴۱۸ھ ماہ جولائی ۹۷)۔ شاید ''العلماء'' کے ایسے ہی رویہ کی بنا پر کہا گیا ہے کہ: ڈھیٹ اور بے شرم دنیا میں بھی دیکھے ہیں بہت

(مگر) سب پہ سبقت لی گئی ہے بے حیائی آپ کی

اصل وجہ کیا ہے؟ ''فرقہ طاہریہ'' کے مرکز اور ان کے متعلقین کی مولانا ابوداؤد صاحب کے ساتھ عداوت اور ہر جگہ ان کی مخالفت کی اصل وجہ یہ ہے کہ بفضلہ تعالیٰ مولانا ابوداؤد صاحب کی شہرۂ آفاق کتاب ''خطرہ کی گھنٹی'' میں چونکہ ان کی صلحکلیت ودورخی اور منافقانہ متضاد دوغلہ پالیسی کی مدلل طور پر نقاب کشائی کی گئی ہے ﴿٭﴾ اور انہیں اصلاح کی اپیل کے علاوہ ''سنی بریلوی'' علماء ومشائخ اور عوام اہلسنّت کو ان کے سنیت کش عزائم ونظریات سے باخبر کیا گیا ہے تاکہ وہ پروفیسر صاحب کے عشق رسالت کے متعلق نمائشی خطابات' بظاہر سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی قصیدہ خوانی اور محافل میلاد وگیارھویں شریف کی تقاریب کے انعقاد سے دھوکہ نہ کھائیں اور ان کے ''نمائشی سنہری'' جال میں پھنس کر اپنی دولت ایمان ومذہب اہلسنّت اور مسلک اعلیٰحضرت سے وابستگی خطرہ میں نہ ڈالیں ﴿٭﴾ چاہیے تو یہ تھا کہ پروفیسر صاحب ''خطرہ کی گھنٹی'' کی روشنی میں

اپنی اصلاح فرما کر دورخی کی بجائے ''یک رخی'' اختیار کر کے اپنی دنیاوآخرت کی سلامتی کی راہ اختیار کرتے، نہ خود مشکوک ومتنازعہ بنتے اور نہ سنی بریلوی مسلک کیلئے فتنہ وخطرہ کا باعث بنتے ❁ اور یا پھر خطرہ کی گھنٹی کے ہر دو حصہ کا معقول و مدلل جواب تحریر فرماتے ''خطرہ کی گھنٹی'' کے اعتراضات کا جواب دیتے اور اپنی پوزیشن واضح کرتے مگر افسوس کہ انہوں نے اور ان کے فرقہ نے ''خطرہ کی گھنٹی'' اور ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' کے معقول ومدلل مضامین سے عاجز آ کر اتنی عداوت ومخالفت شروع کر دی جتنی کہ انہیں کسی بد مذہب گستاخ فرقہ کے ساتھ بھی نہیں اور ان کی ''منہاج القرآن کونسل'' کے آرگن رسالہ ''العلماء'' نے مولانا ابوداؤد صاحب کے خلاف بازاری انداز میں انتہائی بدزبانی ودریدہ ذہنی کا جوارتکاب کیا ہے اور جس طرح اخلاق ودیانت اور شرافت وحیا کا جنازہ نکالا ہے وہ پروفیسر طاہر القادری اور ان کے ہمنوا علماء کے ڈوب مرنے کا متقاضی ہے اور اس میں ان کی دونوں جہاں میں روسیاہی کا پورا پورا سامان ہے اور یہ غیر اسلامی وغیر اخلاقی انداز وطریق کار ''خطرہ کی گھنٹی'' کے بالمقابل ''فرقہ طاہریہ'' کی شکست فاش اور اس فرقہ کی گمراہی وبے دینی کا مکمل مظاہرہ ہے۔

غضب خدا: فرقہ طاہریہ صلحکلیہ پر یہ کیسی نحوست و پھٹکار اور ان پر خدا تعالیٰ کا کتنا غضب ہے کہ یہ لوگ اور بالخصوص ان کے سربراہ پروفیسر صاحب کیلئے اپنی صلحکلیت و بدمذہبوں کی خاطر داری کے باعث کسی بدعقیدہ گستاخ فرقہ کو گالی دینا اور ان کا رد کرنا تو درکنار کسی رافضی وہابی، دیوبندی، مودودی کا نام بھی بطور اختلاف زبان پر لانا ممنوع اور دشوار ہے ❁ بلکہ پروفیسر صاحب تو ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے کے بھی قائل وعامل ہیں اور مخالفین صحابہ کے امام خمینی کی قصیدہ خوانی ومرثیہ خوانی بھی ان ہی کے حصہ میں آئی ہے جبکہ دوسری طرف ان کے ترجمان نے ایسے پاگل پن اور وحشیانہ انداز کا مظاہرہ کیا ہے اور اس قدر بدزبانی و کذب بیانی اور سبّ دشتم کا ارتکاب کیا ہے کہ ''الامان الحفیظ''۔

نامعلوم: پروفیسر صاحب اور ان کے ہمنوا علماء کو مولانا ابوداؤد صاحب کے خلاف اتنا حسد و

عناد' بغض وخبث کیوں ہے اور بد مذہبوں' بدعقیدہ لوگوں کی خاطر داری وعزت افزائی انہیں اتنی ملحوظ کیوں ہے؟ ع...... ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

چیلنج: پروفیسر طاہر القادری ان کے ہمنوا علماء اور نام نہاد رسالہ ''العلماء'' ماہ جولائی میں شائع کردہ زیر بحث مضمون کی سند و ماخذ ''صدائے سرفروش' انجمن تحفظ ناموس رسالت' اولیاء وعلماء وزیرآباد' تحریک اتحاد المسلمین لاہور'' کے ذمہ داران کا نام وا تہ پتہ بتائیں اور انہیں ثقہ ثابت کریں ورنہ اعلانیہ توبہ کریں اور درج ذیل مضمون بغور پڑھیں' نا معلوم ظالموں جھوٹوں کا شریک جرم بن کر لعنت کا مستحق نہ بنیں۔ (ادارہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ)

دوسروں کی زبان سے

ایک بہت اہم شرعی واخلاقی مسئلہ

(پروفیسر طاہر القادری اور ان کے ہمنوا علماء کی توجہ کیلئے)

''شیطان کے ساتھی اور انسانیت کے دشمن اپنے ہی ناپاک عزائم کے حصول کی خاطر مسلمانوں میں نفاق کے بیج بو کر انہیں آپس میں لڑاتے رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے عقائد کے بارے میں جھوٹی من گھڑت اور شر انگیز باتیں پھیلا کر دشمنی اور نفرت کو بھڑکا رہے ہیں اور چند کمزور اعتقاد والے کم علم مسلمان بلا تصدیق و بلا تحقیق ان کے بہکاوے میں آ رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو کہ کہیں کسی قوم کو بے جا ایذا نہ دے بیٹھو' پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ'' (الحجرات ٦) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایک آدمی کے جھوٹا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ جو چیز سنے' بلا تحقیق اس کو نقل کر دے''۔ (مشکوٰۃ شریف) مزید ارشاد فرمایا کہ ''ایک شخص جو کسی سے سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کئے یونہی آگے کسی سے بیان کر دے وہ جھوٹ کا ارتکاب کرتا ہے''۔ یعنی ایسا آدمی جو خود تو جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن صرف سنی سنائی بات کو تحقیق کئے بغیر ہی آگے

نقل کر دیتا ہو تو اسے جھوٹا بنانے کیلئے اتنی بات ہی کافی ہے ﴿ ﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے کسی مسلمان کو ستایا یا اسے دھوکہ دیا اس پر اللہ کی لعنت ہے'' (مشکوٰۃ شریف) ان قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں ہر ذی شعور مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے اور بلا تحقیق و تصدیق کسی بھی بات کو آگے نہ بڑھائے۔ انسانیت کے خیر خواہ قارئین سے ہماری اپیل ہے کہ ایسی شر انگیز باتیں پھیلا کر آپس میں نفرتیں اور بغض پھیلانے والوں کے جھانسے میں نہ آئیں''۔ (مہم برائے انسداد فرقہ واریت، لاہور)

مولانا ابوداؤد پر ''فرقہ طاہریہ'' کے جھوٹے الزامات کا ردّ و ابطال

پپلاں (علو والی) کے علماء اہلسنّت کے تقاضہ و اصرار پر ضیغم اہلسنّت علمبردار مسلک اعلیٰحضرت سر شکن بد مذہبیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی ۲۰ ربیع الاول شریف بروز ہفتہ وہاں رونق افروز ہوئے اور محفل میلاد شریف میں و ذکرھم باَیام اللّٰہ اور آیہ مبارکہ قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتاب مبین کی روشنی میں یادگار منانے کا ثبوت پیش کیا اور بکثرت حوالوں سے حضور نبی اکرمؐ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت کیا اسی دوران فرقہ طاہریہ کے افراد کی طرف سے یکے بعد دیگرے چٹ بازی شروع ہوگئی، جن کے علی الترتیب جواب دیئے گئے چند اہم پُر فریب مغالطہ آمیز چٹوں کی وضاحت قارئین کی ضیافت طبع کیلئے حاضر خدمت ہیں ﴿ ﴾ ''رسالہ رضائے مصطفیٰ نے ہمیشہ جماعتی خلفشار پیدا کیا ہے اور اہلسنّت و جماعت کو آپس میں لڑایا ہے''؟ ﴿ ﴾ دوسری چٹ آئی کہ ''مولانا ابوداؤد محمد صادق بانئ فرقہ داؤدیہ صادقیہ نے فلاں فلاں اکابر اہلسنّت کو کافر قرار دیا ہے''۔ اُس کے جواب میں مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی نے کہا ''سب سے پہلے تو آپ لوگ یہ بتائیں کہ طاہر القادری صاحب کا اہلسنّت و جماعت سے کیا تعلق ہے؟ جبکہ فرقہ طاہریہ کا بانی خود لکھتا ہے کہ ''میں حنفیت' بریلویت وغیرہ کیلئے کام نہیں کر رہا ہوں اور یہ کہ بریلویت سے وحشت آتی ہے''۔ (فرقہ پرستی کا خاتمہ ص ۱۱۱) ثانیاً: مولانا محمد حسن علی صاحب نے فرمایا ''رضائے مصطفیٰ اہلسنّت کا وہ عظیم مبلغ و ترجمان ہے جس کی مساعی سے نہ صرف برصغیر پاک و ہند

بلکہ عالمی سطح پر اہلسنّت میں بیداری اور دینی مذہبی جوش وولولہ پایا جاتا ہے ﴿﴾ بریلی شریف تک رضائے مصطفیٰ کی تبلیغ سنیت وتبلیغ مسلک اعلیٰحضرت کا اعتراف کیا جاتا ہے اور پاک و ہند کے اکابر اہلسنّت اور ماضی قریب کے خلفاء وتلامذہ اور شہزادگان اعلیٰحضرت ''رضائے مصطفیٰ'' کے وجود کو غنیمت سمجھتے تھے۔ آج بھی ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور' ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف رضائے مصطفیٰ کی نہ صرف قدر کرتے ہیں بلکہ رضائے مصطفیٰ کے مضامین کو نقل کرتے ہیں۔ الحمدللہ رضائے مصطفیٰ کی وجہ سے اہلسنّت میں مذہبی غیرت نظم وضبط واتحاد ورابطہ باقی ہے اور رضائے مصطفیٰ بلاشبہ مسلک اعلیٰحضرت کی گونج دار آواز ہے''۔

مولانا ابوداؤد محمد صادق: مولانا محمد حسن علی رضوی نے کہا کہ ''مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم نہ تو میرے پیر ہیں' نہ میرے استاد ہیں مگر ماشاءاللہ ان کی یہ فضیلتیں کوئی ان سے چھین نہیں سکتا کہ وہ امام اہلسنّت' محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے اولین اور محبوب ترین خلیفہ ہیں۔ علم سے بڑھ کر ان کا عمل ہے' فتویٰ سے بڑھ کر ان کا تقویٰ ہے۔ اُن کے اخلاص وجذبۂ تبلیغ دین اور مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت وتحفظ ودفاع پر شک وشبہ نہیں کیا جاسکتا اور اس باب میں کوئی ان کی ہمسری وبرابری کا دعویٰ نہیں کرسکتا ﴿﴾ اُن کے مخالفین دعوے ہی دعوے کرتے ہیں خودنمائی اور محض نعرہ بازی سے کام لیتے ہیں جبکہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب عمل کرتے ہیں۔ میرے پاس میلسی میں ہر قسم کا دستاویزی ریکارڈ اور ثبوت موجود ہے کہ اُن سے عصر حاضر کے جن جن نومولود محققین نے فروعی یا تحقیقی مسائل میں اختلاف کیا ﴿﴾ ان سب مسائل میں مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب بریلوی' ملک العلماء مولانا محمد ظفرالدین بہاری قادری رضوی' برہان ملت مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری محدث اعظم ہند مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی' خلیفہ قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی' برادرزادۂ اعلیٰحضرت علامہ حسنین رضا خاں بریلوی' استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری' غزالی زماں کے استاد شیخ محترم علامہ سید مفتی محمد خلیل کاظمی امروہی (رحمۃ اللہ علیہم) جیسے مسلمہ اکابر اہلسنّت خلفاء وتلامذہ اعلیٰحضرت کی تائید وحمایت حضرت علامہ مولانا ابوداؤد

محمد صادق صاحب کو حاصل رہی ﴿﴾ جبکہ پروفیسر طاہر القادری صاحب کو اتنے کثیر اکابر اہلسنّت میں سے مولانا ابوداؤد کے مقابلہ میں کسی ایک ذمہ دار شخصیت کی بھی حمایت حاصل نہیں ہوئی اور ''خطرہ کی گھنٹی'' کے دونوں حصے اس کا ثبوت ہیں کہ طاہر القادری کے سنّیت شکن افکار جدیدہ کے ردو ابطال میں عصر حاضر کے مشہور ممتاز علماء اہلسنّت کی تائید وحمایت بھی حضرت مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کو حاصل ہے۔ پاک و ہند کے غیر جانبدار علمی دینی مراکز میں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کی تبلیغ و تحقیق کو مسلک اعلیٰحضرت کی ترجمانی سمجھ کر قبول کیا جاتا ہے۔

شرمناک کذب بیانی: یہ پرلے درجہ کی کذب بیانی اور دروغ بے فروغ ہے کہ مولانا ابوداؤد صاحب نے اکابر اہلسنّت میں سے کسی کو کافر کہا ہے۔ اگر کوئی ایسا ثبوت پیش کرے تو میں اس کو دس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کروں گا جبکہ اس کا معقول تحریری ثبوت پیش کرے''۔ انہوں نے واضح کیا کہ ''مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی' اصول وفروع میں امام اہلسنّت مجدد ملت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اکابر اہلسنّت کے مسلک حق پر ہیں' کسی بھی مسئلہ میں انہیں اپنی ذاتی وانفرادی تحقیق کا دعویٰ نہیں' ان کا جس کسی سے بھی اختلاف ہوا وہ اپنی ذات اپنی شخصیت یا اپنی تحقیق کیلئے نہیں ہوا صرف اور صرف اعلیٰحضرت و اکابر اہلسنّت کے مسلک اور اعلیٰحضرت کی تحقیق کے دفاع میں ہوا اور پھر اس میں کبھی انہوں نے ازخود پہل نہیں کی اور ازخود کوئی من مانی تعبیر نہیں کی انہوں نے سیدنا اعلیٰحضرت کے شہزادگان و اعلیٰحضرت کے خلفاء وتلامذہ اور مسلمہ اکابر اہلسنّت سے رجوع کیا اور ان سب کی تحریری تائید وحمایت انہیں حاصل رہی۔ لہذا یہ صریح الزام اور دیانت کے خلاف ہے کہ انہوں نے اہلسنّت میں خلفشار پیدا کیا یا اہلسنّت کو آپس میں لڑایا۔ ایسا کہنا انصاف کا خون کرنا ہے جبکہ طاہر القادری کو تو اہلسنّت کے علمی حلقوں اور دینی مدارس نے بالکل عاق کر دیا ہے' اہلسنّت کے اکابر علماء اور مرکزی اداروں میں کوئی ایک بھی اس کی تائید وحمایت نہیں کرتا کیونکہ طاہر القادری صاحب بنیادی اور اصولی مسائل میں اختلاف کر رہے ہیں' سنیت وحنفیت' بریلویت ورضویت اور مسلک اعلیٰحضرت کا حلیہ بگاڑنا چاہتے ہیں' وہ بریلویت ومسلک اعلیٰحضرت سے الرجک ہیں' وہ سنیت و بریلویت میں صلحکلیت کی روح پھونکنا چاہتے ہیں

وہ گستاخان رسول، دشمنان صحابہ، باغیان اہل بیت، منکرین ضروریات دین اہل توہین وتنقیص میں سے کسی کی بھی تکفیر کے قائل نہیں اور مسئلہ دیت پر اجماع امت کے منکر ہیں۔

شرمناک بہتان: مذکورہ الزامات میں مولانا ابوداؤد صاحب پر ''فرقہ داؤدیہ'' کا بانی ہونے کی بہتان تراشی بھی کی گئی ہے حالانکہ یہ محض بہتان وافتراء ہے چونکہ بفضلہٖ تعالیٰ شہرۂ آفاق کتاب لاجواب ''خطرہ کی گھنٹی'' (ہر دو حصہ) کا معقول ومدلل جواب پروفیسر طاہر القادری سے بن نہ پڑا، اس لئے ان کی پارٹی کے لوگوں نے پروفیسر صاحب کے عقائد ونظریات اور ان کے فرقہ طاہریہ کے عزائم وخیالات کی پردہ پوشی کے لئے ذاتیات میں بدحواس ہوکر انتقامی طور پر ''فرقہ داؤدیہ'' کا الزام دیا جبکہ مولانا موصوف کے پروفیسر صاحب کی طرح کوئی خودساختہ جدید عقائد ونظریات نہیں، وہ تو صرف حضور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور آقائے نعمت مولانا محمد سردار احمد لائلپوری (رحمۃ اللہ علیہما) کے مسلک کے پیروکار ہیں اور بس۔ (صاحبزادہ انوار احمد رضا بریلوی میلسی)

مولانا ابوداؤد سے ناراض احباب کی توجہ کیلئے

(ماہنامہ ندائے اہلسنّت میں شائع شدہ ایک مکتوب)

(بخدمت رئیس التحریر صاحب) ﴿﴾ السلام علیکم! مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب کے عصر حاضر کے عالم باعمل ہونے پر کسے شبہ ہوسکتا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ ان کا اپنا ایک مزاج ہے۔ وہ مصلحت کو کسی حال میں بھی خاطر میں نہیں لاتے اور اسی مزاج کی خاطر ومطابق وہ مصلحت اور مروت کے شکار ہو جانے والے کی گرفت فرماتے ہیں ﴿﴾ اور آپ ہم سب سے زیادہ خوب جانتے ہیں (کیوں کہ آپ پیر بھائی بھی ہیں) کہ حاجی صاحب کی یہ گرفت نہ اپنے علم وعمل کی نمائش کیلئے ہوتی ہے نہ کسی کی تذلیل کیلئے بلکہ فقط اصلاح، نشاندہی یاددہانی کیلئے ہوتی ہے اور انتہائی مہذب اور دائرہ ادب میں ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگ اپنی انا کی خاطر بھنا جاتے ہیں ﴿﴾ قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب پر بھی حاجی صاحب نے بعض اوقات تعمیری تنقید فرمائی اور کئی بار ہم نے وہ تحریر نورانی صاحب کی خدمت میں پیش کی تاکہ ردعمل معلوم ہوسکے۔ اکثر

وہ رسالہ نورانی صاحب کے پاس موجود ہوتا۔ ﴿﴾ انہوں نے ہمیشہ تنقید پر خندہ پیشانی سے غور فرمایا ضرورت سمجھتے تو وضاحت ارسال فرماتے ورنہ تعمیری تنقید پر شکریہ ادا فرماتے ہیں ﴿﴾ اور اکثر حاجی صاحب کے لئے فرماتے ہیں کہ ''خدا کا شکر ہے ہمیں ایسی شخصیت میسر ہے جو آڑے وقت خبردار کرنے/ رکھنے کا فریضہ انجام دے رہی ہے''۔ ﴿﴾ آپ نے ملاحظہ فرمایا قائد اہلسنّت اور سنیوں کی جان مسلک حقہ کی پہچان جس شخصیت کے بارے میں مذکورہ بالا جذبہ رکھتے ہیں۔ افسوس صد افسوس اس شخصیت کے بارے میں ''ندائے اہلسنّت'' کے اگست ۱۹۹۵ء کے شمارے میں جس جارحانہ انداز سے تنقید کی گئی' اس سے دین اور مسلک کی قطعاً کوئی خدمت نہیں ہوئی اور آپ نے جس بے باکی سے ''ندائے اہلسنّت'' میں شائع فرمایا اس سے آزادی صحافت کا پرچم بلند نہیں ہوا۔ بلکہ علماء حق کی بے ادبی اور گستاخی کی آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی ﴿﴾ نورانی صاحب اور حاجی صاحب گو کہ میرے پیر نہیں ہیں مگر میں انہیں اپنے پیر و مرشد کی طرح سمجھتا ہوں اور یہ کہ نورانی صاحب کے مرید ہونے کی وجہ سے یہ حق ہرگز کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا کہ آپ ایسے علماء حق جن کی نورانی صاحب بھی عزت و تکریم میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں آپ ان کی گستاخی کے مرتکب ہوں۔ ﴿﴾ یقیناً اس عمل سے اپنے پیر و مرشد کی خوشنودی نہیں بلکہ دل آزاری کی ہے۔ بزرگوں کے معاملات میں برخورداروں کو زبان درازی سے باز رکھنا دوسرے بزرگوں (یعنی آپ کی) ذمہ داری اور فریضہ تھا اور اگر یہ فریضہ سر انجام نہ دے سکیں تو کم از کم اس کی حوصلہ افزائی مناسب نہیں تھی ﴿﴾ مذکورہ مضمون آپ کو شائع نہیں کرنا چاہیئے تھا اگر یہ بھی ممکن نہ تھا تو کم از کم توہین آمیز جملے حذف کرنا آپ کی اخلاقی ذمہ داری تھی اس حرکت اور آپ کی جرأت پر میں ہی نہیں کراچی کے بے شمار ساتھی بھرپور مذمت اور احتجاج کرتے ہیں۔ تصویر اسی شمارے میں شہید اہلسنّت مولانا محمد اکرم رضوی کے بارے میں شائع ہونے والے مضمون میں ان کی تصویر لگانے پر بھی ہم بھرپور احتجاج کرتے ہیں۔ آپ بخوبی جانتے ہیں مولانا مرحوم نے تصویر سے توبہ کرلی تھی (اویس احمد تنولی۔ کراچی)

(قسط نمبر ا) کتاب ڈھول کا پول پر مدیر ماہنامہ احوال و آثار لاہور کا تبصرہ

ڈھول کے پول کا آپریشن بائی پاس

از: مدیر اعلیٰ کے قلم سے حال ہی میں گوجرانوالہ سے ایک کتاب بنام ''ڈھول کا پول'' شائع ہوئی ہے جس میں پاسبان مسلک رضا، نباض قوم محسن ملت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب سرپرست ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ پر بلاوجہ کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ کتاب اول تا آخر کذب بیانی ودروغ گوئی سے بھری پڑی ہے۔ اگر یہ کتاب کسی غیر سنی (وہابی، دیوبندی) کی لکھی ہوئی ہوتی تو قطعاً کوئی تعجب نہ ہوتا کہ مولانا موصوف نے ساری زندگی ان لوگوں کا آپریشن کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ان کی گرفت اتنی سخت ہوتی ہے کہ مخالفین سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا اور وہ تلملا کر رہ جاتے ہیں۔ حضرت حاجی صاحب موصوف کے بڑے بڑے اشتہارات پاکستان ہی میں نہیں بیرون پاکستان بھی اکثر مساجد میں آویزاں ملتے ہیں اور کسی مخالف کو آج تک جرأت نہیں ہوئی کہ کسی اشتہار کی کوئی عبارت غلط ثابت کرے۔ دُکھ اس بات پر ہوا ہے کہ ان مخالفین نے آج تک کبھی حاجی صاحب کو وہ گالیاں دینے کی جرأت نہیں کی جو اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری محسوس ہوا ہے کہ اس کتاب کا ''آپریشن'' کیا جائے اور اس کے لکھنے والوں کی سکریننگ کر کے انہیں ان کے اپنے خدوخال دکھائے جائیں۔ ہمارے جذبات ان لوگوں کی طرح تخریبی نہیں۔ تعمیری ہیں۔ لہذا ہم نے ساتھ ساتھ ''بائی پاس'' کی بھی کوشش کی ہے۔ اللہ کریم ہمارے نیک نیتی میں برکت عطا فرمائے۔ معاندین حاسدین۔ شرپسندوں کو ہدایت نصیب کرے اور اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے صدقہ جلیلہ سے سچے عاشق مصطفیٰ ''رضائے مصطفیٰ'' کے ذریعہ سرکار دو عالم کی شان وعظمت کا چرچا کرنے والے پاکستان پاسبان مسلک رضا حضرت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب کو سلامتی عطا فرمائے۔ ہمیشہ ہمیشہ حفظ وامن میں رکھے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے اور عمر وصحت میں برکت دے۔ مخالفین، ماندین، حاسدین کے شر سے مامون ومحفوظ رکھے اور بیش از پیش مسلک حق کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

''ڈھول کا پول'' نامی کتاب کے آغاز میں بسم اللہ شریف ندارد ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے

والے بوکھلاہٹ میں تھے۔ انہیں اس کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔ کہتے ہیں جس کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ بمصداق اس کے اس کتاب کے لکھنے والوں کے ساتھ شیطان کی پوری پوری شرکت ظاہر ہے۔ بغیر بسم اللہ کے صلوٰۃ وسلام کے فوراً بعد لکھا ہے۔

''محبان قیوم زماں، مجدد وقت، سنی سیفی علماء ومشائخ اور سنی عوام کیلئے سیفی تحقیقی تعاقب (بجواب) لا یعنی رضوی تعاقب المسمی بہ ڈھول کا پول۔

سکرین: جن پیر صاحب (پیر صاحب سیف الرحمٰن) (ارچی) کو ''قیوم زماں'' ''مجدد وقت'' لکھا گیا ہے وہ سیفی پارٹی کے اپنے بقول دیوبندی مشیروں کے نرغہ میں ہے۔ کم وبیش ایک درجن کتابیں اس کے خلاف شائع ہو چکی ہیں۔ چند ایک کے نام یہ ہیں۔ (۱) ابوجہل زندہ ہو گیا۔ (۲) الجرات علی المزخرفات۔ (۳) قہر یزدانی پیر افغانی۔ (۴) فتنہ سیفیہ کی حقیقت۔ (۵) الفتنہ الشدیدہ حصہ اوّل دوم سوم۔ (۶) شمشیر پاکستانی بر گردن پیر افغانی۔ (۷) خطرہ کا سائرن۔ وغیرہ۔

بجواب ''لا یعنی رضوی تعاقب'' اس نام کی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ سیفی تحقیقی تعاقب والوں کی اپنی تحقیق غلط ہے۔ المسمیٰ بہ ڈھول کا پول۔ ہم نے ساری کتاب بالاستیعاب دیکھی ہے مگر اس میں ڈھول کا پول ہے۔ پول کوئی نہیں از قلم پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ محمد مجیب الرحمٰن نورانی سیفی وزیر آبادی۔ اصل میں کتاب مولوی غلام فرید ہزاروی رضوی۔ سعیدی۔ سیفی کی تصنیف ہے مگر بندوق چونکہ اسلحے سے خالی تھی اس لئے انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی کے کندھے پر رکھ کر چلا دی ہے کہ کھڑاک نہ ہو ٹھس تو ہو گا۔ ناشر تحریک مشائخ اہلسنّت و جماعت پاکستان لاہور کتاب گوجرانوالہ میں مرتب ہوئی مگر چونکہ گوجرانوالہ میں کوئی تنظیم۔ جماعت۔ پارٹی مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کا سامنا کرنے کو تیار نہ ہو سکی اس لئے لاہور کی فرضی تنظیم کا حوالہ دیا گیا۔ شاید اس خیال سے کہ کون ڈھونڈتا پھرے گا۔

بائی پاس: چونکہ کتاب کے اصل مصنف مولوی غلام فرید صاحب ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ہی مخاطب کریں گے۔ مولانا صاحب آپ نے پیشتر ازیں تین کتابیں لکھی ہیں نمبر۱: سیف فرید۔ نمبر۲:

روضات حاذق۔ نمبر۳: تحقیق تعاقب۔ ذرا تخلیئے میں بیٹھ کر ان تینوں کا مطالعہ کیلئے کہ اپنے موجودہ پیر (موجودہ پیر اس لئے لکھا گیا ہے کہ حضرت پیشتر ازیں وہ اور پیروں کے مرید بھی رہ چکے ہیں) پیر سیف الرحمٰن کے دفاع میں جو کچھ بھی لکھا ہے وہ صرف تاویلوں کا مینا بازار ہے یا کچھ اور؟

تاویلوں کا مینا بازار سجاتے سجاتے آپ نے اپنی اصلی پختہ تحریروں پانی پھیر دیا ہے۔ بنا کچھ بھی نہیں معاف کیجئے آپ نے اپنے پیر کو خود متنازعہ بنایا ہے اور جتنا جتنا آگے چل رہے ہیں اپنے پیر کی تذلیل کر رہے ہیں۔ اگرچہ دانستہ ہی سہی نادانستہ ہی سہی۔ مگر یہ نادان دوستی قابل مذمت ہے۔

اگر شروع میں ہی مولوی ضیاء اللہ، مولوی امین اللہ وغیرہ کو حضرت کی صحبت سے نکال دیا جاتا۔ کتاب ''ہدایۃ السالکین'' کی اشاعت روک کر قابل اعتراض عبارات نکال دی جاتیں تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی مگر کیا کیا جائے کہ پیر صاحب کو دیوبندیوں نے عملی منافقت کے ساتھ نرغہ میں لے رکھا تھا اور نااہل مریدان کے عزائم پورے کر رہے تھے۔ تاہم پیر صاحب کو ''ابوجہل'' اور ''بریلویوں کا نیا پیامبر'' کے خطابات ملے۔ پورے ملک میں اہلسنّت ان سے متنفر ہوئے اور مخالفین کو منفی پراپیگنڈا کا موقع ملا۔

اب بھی وقت ہے پیر صاحب سے متنازعہ عبارات سے اظہار برأت کرایا جائے اور حسام الحرمین کی تائید حاصل کر کے اسے وسیع پیمانہ پر شائع کیا جائے۔

ڈھول: کسی نامعلوم ضرورت کے تحت ایک صفحہ پر سورۃ فاتحہ شریف کا ایک عکس شائع کیا گیا ہے جس میں (معاذ اللہ) پانچ صریح غلطیاں ہیں۔ عظیم خوشخبری کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔

''شرعی بورڈ کا مطالعہ حق بجانب ہے کیونکہ یہ خوابیں اگر کتاب میں شائع نہ ہوتیں تو موجودہ افتراق و انتشار اور فتنہ وفساد کی فضا بھی قائم نہ ہوتی اور حضرت قبلہ پیر صاحب کو بدنام کرنے کا موقع مخالفین کے ہاتھ نہ آتا''۔

سکرین: مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ آپ نے تسلیم کر لیا کہ ''افتراق و انتشار'' اور ''فتنہ و فساد'' دراصل آپ لوگوں کی اپنی کارکردگی ہے اور اسی کارکردگی پر آپ نے اپنے پیر کو بدنام کر رہے

ہیں۔اگر چہ یہ کارکردگی صرف خوابوں تک محدود نہیں اور بھی بہت کچھ ہے۔

بائی پاس: مؤدبانہ گزارش ہے کہ کب تک اپنے پیر کو بدنام کراتے رہیں گے۔اب ہی باز آجاؤ اور جیسا کہ پہلے گزرا۔تمام قابل اعتراض عبارات خذف کرو۔سیدھے سادھے سنی مسلمان بنو۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جھنڈے تلے آجاؤ۔دنیا وآخرت میں عاقبت و نیک نامی آج کے دور میں اسی در سے سے ملے گی۔

ڈھول: ''بندہ کو نہ تو جناب حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب سے کوئی عناد ہے' نہ بغض نہ مخالفت اور نہ ہی مقابلے کا شوق' تحقیقی تعاقب میں ایک آدھ بات آپ کے بارے میں ہوئی ہے۔آپ کو تحقیقی تعاقب کے جواب کی ذمہ داری قبول کرنے کا اوّل تو حق ہی حاصل نہیں۔جو بات افہام و تفہیم سے طے ہو جاتی ہے وہ رسائل و جرائد سے نہیں۔جو بھی ہوا حاجی صاحب نے اچھا نہیں فرمایا اگر جواب اتنا ہی ضروری تھا تو ترتیب سے تو چلتے اور پہلے یہ واضح فرماتے کہ کیا مفروضات معروض کی جمع ہے؟''۔

سکرین: مولوی مجیب الرحمٰن (اور دراصل مولوی غلام فرید) نے اپنے اس ابتدائیہ میں کم وبیش پندرہ مرتبہ جناب حاجی وقبلہ حاجی صاحب کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں قبلہ حاجی صاحب سے کوئی بغض وعناد نہیں۔یہ مقابلہ کا شوق ہے۔افہام وتفہیم کتاب شائع کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔حاجی صاحب نے کتاب شائع کر کے اچھا نہیں کیا۔انہوں نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ مفروضات کی جمع ہے؟۔

بمصداق دوروغ گو را حافظہ نہ باشد۔مولوی صاحب شروع میں ہی اکھڑ گئے ہیں۔وگرنہ ایمانداری سے بتائیں۔

۱۔ جنہیں قبلہ و جناب کا مصداق بناتے ہیں۔انہیں اس کتاب میں بھاری مغلظات کیوں سنائی ہیں؟

۲۔ تم نے اپنی تصنیف تحقیقی تعاقب میں معاذ اللہ ''رضائے مصطفٰے'' کو نام نہاد لکھا اور لکھا

کہ قبلہ حاجی ابوداؤ محمد صادق صاحب بھی درحقیقت صلح کلی ہی ہیں اور لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنے کے لئے یہ صریح جھوٹ شائع کیا کہ قبلہ حاجی صاحب ووٹ لینے کیلئے وہابیوں، نجدیوں کے گھر تشریف لے گئے تھے اور قبلہ حاجی صاحب کے وہابیوں، نجدیوں سے میل ملاپ کے ثبوت ہیں۔ یہ سب کچھ لکھ کر بھی کہتے ہو کہ حاجی صاحب کو جواب نہ لکھنا چاہیئے تھا؟

۳۔ اپنے مضمون میں تم نے افہام و تفہیم کو کتاب شائع کرنے سے بہتر لکھا ہے۔تو خو افہام و تفہیم کی جرأت کیوں نہیں کی ''لم تقولون ماہ تفعلون''؟۔ اگر حاجی صاحب نے افہام و تفہیم کا راستہ نہیں اپنایا۔تو تم ہی اپنا لیتے۔

۴۔ لکھتے ہو جو بھی ہوا حاجی صاحب نے اچھا نہیں فرمایا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور بتاؤ کہ جو کچھ تم نے کیا ہے وہ اچھا ہے۔تم نے جو اس کتاب ڈھول کا پول میں غلط بیانی۔ دروغ گوئی اور کینہ پروری کا مظاہرہ کیا ہے، یہ اچھا کیا ہے؟

۵۔ یہ جو وضاحت چاہی ہے کہ کیا مفروضات معروض کی جمع ہے۔خود ہی بتاؤ تمہارا دماغ ٹھکانے ہے۔کیا تمہیں مفروضات اور معروض کے معنی آتے ہیں۔مفروضات کے مقابلہ میں معروض کہاں سے لے آئے ہیں۔

بائی پاس: مولوی غلام فرید صاحب کو اپنی عمر کے اس پیٹے میں ہوش و حواس سے عاری ہونا مناسب نہیں ان کی سوچ کے تمام دھارے منفی ہیں۔اپنے بیگانے، دوست دشمن کی تمیز سے عاری ہوگئے ہیں۔کاش وہ یہ کتاب لکھنے سے پہلے اپنے حدود اربعہ کا جائزہ لے لیتے۔گوجرانوالہ کی فضاء بڑی محنت اور مشقت کے بعد حضرت قبلہ حاجی صاحب نے اہلسنّت کے حق میں سازگار فرمائی تھی یہاں ان کی آمد سے قبل صرف دو مساجد اہلسنّت کی مساجد کہلاتی تھیں۔ان کی سالہا سال کی محنت شاقہ کا ریزلٹ ہے کہ مولوی غلام فرید صاحب جس مسجد کی امامت کرا رہے ہیں۔وہ اب اہلسنّت کی مسجد کہلاتی ہے اور ایسی مثالیں بے شمار ہیں۔اس شہر میں وہابی، نجدی محلہ اسلام آباد میں اہلسنّت کے سالانہ منعقدہ جلسہ کو بھی الٹ دیا کرتے تھے۔قبلہ حاجی صاحب کی برکت و ہمت و جانفشانی اور استقلال و استقامت کے صدقہ سے اب سارا سال ہر کوچہ و ہر علاقہ میں اہلسنّت کے شایان

شان جلسے منعقد ہوتے ہیں۔اہلسنّت کی اس ساری بیدار و وقار و دبدبہ میں مولوی غلام فرید کا کوئی حصہ نہیں ۔مولوی غلام فرید تو بنی بنائی پر آبراجمان ہوئے ہیں ۔ ان کو ہتھکڑیوں ، مقدموں ، گرفتاریوں اور پھانسی کوٹھڑیوں میں نظر بندیوں کا کیا احساس ہوسکتا ہے۔ان کوتو جلوس عید میلاد میں شمولیت کے لئے بھی حاجی صاحب کی سواری کی احتیاج رہی ہے۔مولانا غلام فرید صاحب جہاں بھی ہوواپس آجاؤ۔تم قبلہ صاحب کے ساتھ ہی پھبتے ہو۔ان کی مخالفت تمہارے لئے دین و دنیا کا خسارہ ثابت ہوگی۔

============

قسط۲: ڈھول کے پول کا ’’آپریشن بائی پاس‘‘

ڈھول: سوال نمبر۱: جامعہ مسجد رحمانیہ سے ناموس رسالت کے جلوس میں دیوبندی،وہابی،شیعہ،سنی سب لوگ شامل تھے۔مفتی غلام فرید ہزاروی جناب قبلہ حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب ودیگر علماء اہلسنّت بھی تھے۔

سوال نمبر۲: آنجہانی ضیاءالحق کے دورحکومت میں سید کاظم علی شاہ کی دعوت وبلاوے پر قبلہ حاجی ابوداؤد محمد صادق صاحب اوراستاذ العلماء قبلہ مفتی صاحب کا کاظم علی شاہ کی کوٹھی پر جانا۔وہاں جمع ہونا اوراسی شیعہ لیڈر و رہنما کی معیت میں اسلام آباد خان غلام دستگیر خاں صاحب کے پاس جانا۔ کاظم علی شاہ کی پیش کردہ مٹھائی پر جناب قبلہ حاجی صاحب کا ختم شریف پڑھنا۔الخ۔

سوال نمبر۳: باخبر ذرائع سے سنا ہے کہ قومی اتحاد کے زمانے میں جناب قبلہ حاجی محمد صادق صاحب نے اپنی مرکزی جامع مسجد زینت المساجد سے دیوبندیوں، وہابیوں،شیعوں اورسنیوں وغیرہ پر مشتمل مشترکہ جلوس نکلوایا تھا۔

سوال نمبر۴: جناب قبلہ حاجی صاحب وہابیوں کی ستارہ فیکٹری، فیکٹری مذکورہ کے مالک کے گھر ان کے پاس ووٹوں کے سلسلہ میں میرے (محمد عباس نورانی کے) ہمراہ گئے تھے۔وہ کہتے ہیں کہ ’’میں خود گواہ ہوں‘‘ علاوہ ازیں ایک اورعینی شاہد موجود ہے جوساتھ تھا۔بوقت ضرورت بتایا

جائے گا۔

''ڈھول کا پول'' کتاب میں یہ سوال درج کر کے پوچھا گیا ہے کہ ''کیا وہ دوغلہ پن یا دورنگی یا دورخی نہیں؟''۔

سکرین: پہلے سوال کے مطابق جلوس ناموس رسالت کا تھا۔ اہلسنّت کی مسجد جامع رحمانیہ سے نکالا گیا اور اس جلوس میں خود مفتی غلام فرید ہزاروی و دیگر علماء اہلسنّت شامل تھے۔ اب خلاصہ کی طرف آیئے کہ کیا یہ دوغلہ پن یا دورنگی یا دورخی نہیں''۔ اگر اس جلوس میں مفتی غلام فرید ہزاروی بھی شامل تھے تو خود تمہارے ریمارکس کے مطابق مفتی صاحب دوغلہ پن، دورنگی اور دورخی کا شکار ہیں۔ جب تم نے اپنی ہی چھری سے اپنا ہی گلہ کاٹ لیا ہے تو ہم کیا جواب دیں۔

ع...... مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

☆ دوسرے سوال کے مطابق مفتی صاحب کاظم علی شیعہ کی کوٹھی پر جانے کے بھی قائل ہیں اور شیعہ لیڈر کی رہنمائی و معیت بھی تسلیم کرتے ہیں اور مٹھائی پر ختم پڑھنے کا بھی انہیں اقرار ہے۔ تو ایسی تمام صورتیں بھی یہی ثابت کرتی ہیں کہ مفتی صاحب خود بقلم خود دوغلے ہیں۔ دورنگی کے ماہر اور دورخی کے پتلے ہیں۔

☆ تیسرے سوال کی بنیاد سنی سنائی گل بات پر رکھی گئی ہے۔ جو قرآن پاک کے اس ارشاد مبارک کے قطعی منافی ہے **یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسوا ولا یغتب بضکم بعضا۔(الحجرات ۱۲)**

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''۔

☆ چوتھے سوال کے مطابق بقول محمد عباس نورانی عینی شاہد کے قبلہ حاجی محمد صادق صاحب وہابیوں کی ستارہ فیکٹری' فیکٹری مذکور کے مالک کے گھران کے پاس ووٹ لینے گئے تھے۔ ایک اور عینی شاہد موجود ہے جو ساتھ تھا مگر ابھی اس کا وقت نہیں ہوا۔ مطلب یہ کہ ایک عینی گواہ کا وقت ہو گیا ہے دوسرے کے لئے وقت کا انتظار ہے۔ مضمون نگار مفتی صاحب یا مفتی صاحب کے

چھوٹے بھائی صاحب اس الزام کی اختراع میں بھی آپ اکھڑ گئے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے نمبر۱ عینی شاہد صاحب اپنی عمر کے جس پیٹے میں ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں انتخابات کے دوران آج سے ۲۷ سال قبل محض نابالغ تھے۔ اوّل تو حاجی صاحب ووٹ لینے جارہے تھے تو انہیں کسی بزرگ صاحب حیثیت بااثر شخصیت کو ساتھ لے جانا تھا یا کہ ایک نابالغ بچے کو۔ دوسرے نمبر پر آج بھی آپ خود اس سے جاکر استفسار کرلیں وہ اس واردات کا انکار کرتے ہیں۔ لہذا آپ کا نمبر۱ موجود گواہ تو ضائع ہوگیا اب کوشش کر کے دوسرے روپوش گواہ کو ڈھونڈ لائیں تاکہ ہم اس سے پوچھ سکیں کہ کیا ستارہ فیکٹری ایک فیکٹری ہے یا فیکٹری کے مالک کا گھر ہے اور کیا تمام وہابی ووٹر اسی فیکٹری میں رہائش پذیر ہیں۔ جن سے حاجی صاحب ووٹ مانگنے گئے تھے۔ اس عینی باپردہ گواہ سے ہم یہ بھی تصدیق چاہیں گے کہ وہاں سے حاجی صاحب کو وہابیوں کے کتنے ووٹ ملے۔ نیز اس گواہ کو جس کا ابھی وقت نہیں آیا یہ بھی پوچھا جائے گا کہ وہابیوں کا ایک امیدوار موجود ہوتے ہوئے قبلہ حاجی صاحب کا ان کے پاس ان کے ووٹ مانگنے جانا کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ لگتا ہے کہ یا تو آپ لوگوں کی عقل ٹھکانے نہیں رہی یا پھر جھوٹ بول بول کر پریشان ہوگئے ہیں اور اب جھوٹوں کی منڈی کو نبھانے کیلئے مزید جھوٹ لکھے جارہے ہیں مگر یاد رکھو کہ دوروغ گورا حافظہ نباشد کے مطابق آپ لوگوں کا حافظہ انتقال فرما چکا ہے۔ بمصداق: دوروغ بے فروغ سمجھداروں کی دنیا میں تمہاری وقعت جاتی رہی ہے۔

بائی پاس: سوال نمبر۱: محض ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ کا جلوہ نازیبا ہے۔ اس میں کسی وہابی، دیوبندی کو جلوس میں شمولیت کے لئے حاجی صاحب کی طرف سے کوئی دعوت دیئے جانے کا کوئی ذکر ہے نہ کسی وہابی، دیوبندی سے مصافحہ ومعانقہ کی کوئی دلیل دی گئی ہے۔ جلوس بھی سنی مسجد سے نکالا گیا ہے۔ جہاں موجود نہیں ہیں۔ لہذا اعتراض نادرست ہے۔

سوال نمبر۲: یہ تو مفتی غلام فرید ہزاروی کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ شیعہ لیڈر کو ''سید'' لکھ رہا ہے۔ قبلہ حاجی صاحب نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ مفتی صاحب اس واقعہ کے خود عینی شاہد بلکہ ملزم ہیں لہذا انہیں ٹھیک سے یاد نہ ہو تو یاد کرنے کی کوشش کریں۔ یہ کاظم علی کی دعوت نہیں تھی۔ قبلہ حاجی صاحب نے

''جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے'' کی خاطر خان غلام دستگیر خان کے ذریعہ جو اس وقت وزیر تھے ملاقات کا وقت لیا تھا۔ کاظم علی اور غلام دستگیر خان کے آپس میں دوستانہ مراسم تھے اور اس ملاقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ بھی ملاقاتیوں میں شامل ہو گیا۔ نہ حاجی صاحب نے اس سے ہاتھ ملایا' نہ اس کی کوئی دعوت قبول کی' نہ ہی اس سے میل ملاپ کا کوئی سلسلہ ہوا۔ اس کی پوزیشن تو بس ایسی تھی کہ بس میں بیٹھی ہوئی سواریوں میں کوئی شیعہ آ کر شامل ہو جائے۔ اس پر تو کسی سنی کو مطعون نہیں کیا جا سکتا کہ تم اس بس میں کیوں سفر کر رہے تھے جس میں ایک سواری شیعہ عقیدہ رکھتی تھی۔ رہا مٹھائی اور ختم کا معاملہ تو مفتی صاحب ختم تو آپ نے خود پڑھا تھا اور کاظم علی کی مٹھائی پر جب ضیاء الحق نے پوچھا تھا کہ یہ کس لئے ہے تو کاظم علی نے کہا تھا کہ ''امریکہ کے کامیاب دورے کی وجہ سے لایا ہوں اپنے ملازمین عملہ کو بھیج دیجئے'' اور یہ مٹھائی عملہ کو بھجوا دی گئی تھی۔ دعا ضیاء الحق نے اپنی بیمار اور معذور بچی کی صحت کیلئے کرائی تھی۔ یہ آپ خلط مبحث کر کے اپنی بیوقوفی بیان کر رہے ہیں یا عقلمندی۔ غلام دستگیر کی کوٹھی سے ضیاء الحق کی رہائش گاہ تک کا سفر غلام دستگیر خان صاحب کی گاڑی میں ہوا تھا اور اسلام آباد و گوجرانوالہ کا درمیانی فاصلہ فلائنگ کوچ کے ذریعہ پھر اعتراض کیا؟ ذرا اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اس تبلیغ کا بھی ذکر دیا ہوتا جو قبلہ حاجی صاحب نے ضیاء الحق صدر پاکستان کو تحریری طور پر پیش کی تھی اور وہ الفاظ بھی لکھ دیتے جو انہیں نے ان کی بیگم صاحبہ کی بے پردگی اور غیر محرموں سے ہاتھ ملانے کی مذمت میں کہے تھے۔ آپ کی حاجی صاحب کو بدنام کرنے کی ساری کوشش رائے گاں گئی ہے اور خود بدنامی کے گہرے غار میں گر رہے ہیں بلکہ مسلسل گرتے چلے جا رہے ہیں۔ حاجی صاحب کی مخالفت کی تمام کوششیں تمہیں ہمیشہ بے چین رکھیں گی۔

سوال نمبر ۳: میں بھی محض عیب جوئی کیلئے آپ نے سنی سنائی بات بیان کی ہے اپنے باخبر ذرائع سے یہ بھی پوچھ لیا ہوتا کہ زینت المساجد سے نکلنے والے جلوس میں قبلہ حاجی صاحب خود بھی شامل تھے یا نہیں اور یہ کہ یہ جلوس قومی اتحاد کی اپنی تنظیم نے نکالا تھا یا اس کا اہتمام خدانخواستہ قبلہ حاجی صاحب نے بدمذہبوں کو دعوت دے کر کیا تھا۔ لاؤ کوئی گواہ یا کوئی دلیل۔ واللہ کبھی نہیں لا سکو گے تو

ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن ہیں لوگ اور پتھر"۔

سوال نمبر ۴: تمہارے سوال نمبر ۴ کا ہر جملہ اپنی تکذیب آپ کر رہا ہے۔ تمہارا گواہ یا تو ساقط ہے یا روپوش ہے۔ حقیقت سنو اور اپنے کان مروڑو کہ ایسی جعلی باتیں نہ سننی چاہئیں نہ لکھنی چاہئیں۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں حضرت حاجی صاحب کو جمعیت العلماء پاکستان کی مرکزی تنظیم نے مجبور کر کے امیدوار کھڑا کیا تھا۔ انہیں ہرگز کسی ممبری کا شوق نہیں تھا۔ اس وقت میدان انتخابات میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے علاوہ سنیوں کی طرف سے قبلہ حاجی صاحب، وہابیوں کی طرف سے مولوی عبداللہ، دیوبندیوں کی طرف سے مولوی عبدالواحد اور جماعت اسلامی مودودیوں کی طرف سے چوہدری اسلم امیدوار تھے۔

حضرت قبلہ حاجی صاحب تو سنیوں کے گھروں پر بھی نہیں گئے۔ وہابیوں کے اپنے امیدوار کیہوتے ہوئے ان کے گھر جانے کا الزام احمقانہ الزام ہے۔ شہر کے سرکردہ لوگوں نے پیپلز پارٹی کے مقابلہ میں ایک موثر امیدوار کے حق میں باقی امیدواروں کو بٹھانے کیلئے میٹنگ کی۔ وہابی، دیوبندی، مودودی امیدوار دیکھ چکے تھے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کو دستبرداری کی پیشکش کی مگر بعد میں مکر گئے۔ حضرت حاجی صاحب نے اس میٹنگ میں کسی وہابی کے ساتھ ہاتھ نہیں ملایا۔ گل بات نہیں کی پھر وہ صلح کلی اور دورخی کے مرتکب کیسے ہوئے۔ اب آیئے نتائج کی طرف انتخابات کے نتائج کے مطابق جمعیت اہلحدیث کے امیدوار کو ۲۳۲۲۔ دیوبندی امیدوار کو ۳۱۸۷، مودودی جماعت کے امیدوار کو ۸۲۸۰ اور جمعیت العلماء پاکستان کے امیدوار قبلہ حاجی صاحب کو ۱۷۴۷۰ ووٹ ملے۔ ان نتائج کی تفصیل اس لئے لکھی گئی ہے کہ شاید اسے پڑھ کر ہی تم لوگوں کو شرمندگی محسوس ہو کہ اقل قلیل ووٹوں کی حیثیت رکھنے والے وہابیوں سے حاجی صاحب کو کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ انہیں خود ساختہ طعن بازی کا نشانہ بنانا محض منہ کالا کرنے والی بات ہے اور بس اس کے برعکس مولوی غلام فرید صاحب آپ جب امیدوار کھڑے ہوئے تھے آپ نے اپنے علاقے کی گلیوں میں ڈور ٹوڈور جا کر ووٹوں کی گداگری کی تھی۔ ذرا ایمانداری سے بتایئے راستے میں کسی وہابی، دیوبندی کا گھر آیا تھا یا نہیں؟ اگر آیا تھا اور یقیناً کئی آئے تھے تو پھر آپ

کے اپنے الزامات کا طوق آپ کے اپنے گلے میں ہی فٹ بیٹھتا ہے۔اسے کسی اور کو نہ پہنائیں۔

ڈھول: مفتی صاحب (غلام فرید) نے پروفیسر طاہر القادری اور گوہر شاہی کے خلاف اپنی رائے تبدیل کرلی ہے۔وہ اب ان کو کافر و مرتد و گمراہ یا منافق نہیں کہتے۔

سکرین: فتویٰ ارشاد فرماتے ہوئے مولانا فرید صاحب لکھتے ہیں ''عورت کی نصف دیت پر اجماع سکوتی ہے اور اجماع سکوتی کا منکر گمراہ ہوتا ہے۔ بندہ کا موقف وہی ہے جو علامہ کاظمی صاحب کا تھا (کہ نصف دیت پر اجماع کا منکر گمراہ ہے)
''خطرہ کا الارم میں بھی فرقہ گوہریہ کی گستاخانہ عبارات نقل کر کے (قبلہ حاجی صاحب نے) جو خبر لی ہے وہ بھی لاجواب ہے''۔

بائی پاس: ہم مفتی صاحب کو''لٹو''یا''لوٹا'' کہنے کو ہرگز تیار نہیں۔وہ اپنے فتوؤں سے پھر جائیں اور معقول وجہ بھی نہ بتائیں تو کوئی کیا کرسکتا ہے۔لیکن انہیں اتنا تو بہرحال بتانا پڑے گا کہ گمراہ پروفیسر صاحب سیدھے راستہ پر کیونکر آ گئے۔کیا انہوں نے علامہ کاظمی صاحب کے فتویٰ کے بعد رجوع کرلیا ہے اور کیا گوہر شاہی اپنی گستاخانہ عبارات سے تائب ہو گئے ہیں اگر یہ دونوں چیزیں دکھادیں تو تمہارے منہ میں گھی شکر اور اگر ایسا نہ کرسکو تو ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا۔
یہ قلابازیاں ہمارے نزدیک تمہیں زیب نہیں دیتیں۔یہ عزت کی بجائے ذلت کا باعث ہیں۔

ڈھول: رسالہ ماہنامہ ''رضائے مصطفےٰ'' آئے دن کوئی نہ کوئی نیا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے۔دلیل کے لئے ماہنامہ ''العلماء'' کا ہی مضمون چسپاں کررہے ہیں۔الخ۔

سکرین: مولوی مجیب مضمون نگار نے اپنے دو بھائیوں کی معیت میں لگاتار کئی دن تک کتاب ''خطرہ کا سائرن'' کا ردّ تیار کرنے کی کوشش کی مگر الزامی طور پر جب حاجی صاحب کے متعلق کوئی مواد میسر نہ آیا تو اپنے ایک چہیتے کی مدد سے پروفیسر طاہر القادری کے رسالہ ''العلماء'' کے پاس بھاگے بھاگے گئے۔انہیں حاجی صاحب کے خلاف بے سروپا خود لکھے گئے چند خطوط دکھائے اور مدد کی درخواست کی۔اس رسالہ کے محمد حسین آزاد نامی ڈپٹی ایڈیٹر نے اس مواد کو اپنے رسالہ میں

شائع کرنے کی حامی بھرلی۔توان بیچاروں کی جان میں جان آئی اور بزعم خوداسی مواد کو اپنے ڈھول کی زینت بنالیا۔یعنی اپنی ناپاک بندوق ''آزاد'' کے کندھے پر رکھ کر چلادی اور بغلیں بجانے لگے ۔ان مکاتیب میں کیا لکھا ہے یہ پڑھ کر ہر شریف النفس شخص کا سر مارے ندامت کے جھک جاتا ہے کہ بازاری زبان بھی اس زبان درازی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔شاہد مولوی غلام فرید اپنے نفس عمارہ کی تسکین کا سامان ان غلیظ گالیوں سے ہی کر سکتے تھے۔اگر ایسا ہے تو پھر تو ثابت ہے کہ ان کے اندر سوائے اس غلاظت کے اور کچھ نہ تھا اور یہی ان کے ڈھول کا پول ہے کہ جتنی غلاظت انہوں نے اب تک سمیٹ رکھی تھی ان صفحات پر آ کر الٹ دی۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مضمون کی اشاعت کر کے انہوں نے اپنے کون سے مقصد کو پورا کیا ہے، اگر وہ اس طرح حضرت قبلہ حاجی صاحب کو نیچا دکھانا چاہتے تھے تو کیوں؟ اس طرح کی بے سروپا باتیں گھڑنے اور شائع کرنے سے قبلہ حاجی صاحب کے وقار کو تو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔الٹا ان لوگوں کو طعن و تشنیع اور تنقید و رسوائی کا نشانہ بننا پڑا۔یہی وجہ ہے کہ ذرا ہوش وحواس درست ہوئے تو قبلہ حاجی صاحب کے مکان پر آ کر رو رو کر معافی مانگی۔پاؤں پڑے اور توبہ کی اور معذرت چاہی۔اس مضمون میں جو مواد (خانہ خراب) شائع کیا گیا تھا۔اس سے ان لوگوں پر کفر لوٹتا تھا۔جس پر انہیں اعلانیہ توبہ کے ساتھ ساتھ تجدید نکاح بھی لازم تھی۔توبہ نامہ تو ''رضائے مصطفٰے'' کی اکتوبر کی اشاعت میں شائع ہوگیا ہے مگر تجدید نکاح کا کچھ پتہ نہیں چلا۔خدا کرے تجدید نکاح کا معاملہ بھی عمل میں آچکا ہو۔

بائی پاس: زمانہ یونہی اپنے محسنوں کو تنگ کرتا ہے

وہ درس صلح دیتے ہیں یہ ان سے جنگ کرتا ہے

ہمارا ارادہ تو یہ تھا کہ اس ناپاک کتاب ''ڈھول کا پول'' کے سارے پول کھولتے ۔ پوری طرح آپریشن کرتے مگر معافی نامہ وتوبہ نامہ کی اشاعت نے ہمارا ہاتھ روک لیا ہے کہ جب ان لوگوں کو اپنی کارستانی کا احساس ہوگیا ہے اور انہوں نے توبہ کرلی ہے تو پھر بات کو سمیٹنا ہی بہتر ہے۔مولوی غلام فرید صاحب آج کل جب رات کو سونے لگتے ہیں تو یقیناً انہیں اپنے پر قبلہ حاجی صاحب کے احسانات ایک ایک کر کے یاد آتے ہیں اور پہلی قسط میں جو ہم نے انہیں اپنے مرکز کی طرف واپس

آجانے کی اپیل کی تھی اسی میں وہ اپنی بھلائی سمجھنے لگتے ہیں۔اگرتو ان کا ضمیر جاگ گیا ہے تو نیک فال ہے وگرنہ دنیاوآخرت میں محض خسارے میں رہیں گے کہ رعونیت کا بازار ہمیشہ خسارے کی منزل پر پہنچاتا ہے۔

اگر چہ ان کی خرافات جو اس ''فتیح'' مضمون میں درج کی گئی ہیں لائق اعتنا نہیں مگر چونکہ پڑھنے والے بھی غلط فہمی کا شکار ہوسکتے ہیں۔اس لئے بھی اور مولوی فرید صاحب و مجیب الرحمٰن صاحب کی آنکھیں چندھیانے کیلئے بھی چند حقائق درج ذیل ہیں۔جن اکابر اہلسنّت کے نام شائع کر کے بغیر کسی عبارت وحوالہ کے ان نادانوں نے دھوکہ دہی کی ہے ان کے اصل بیانات یہ ہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی بیان کرتے ہیں ''مولانا (ابوداؤد محمد صادق صاحب) مجھ سے یا کسی سے اختلاف رائے یا دینی معاملہ میں تساہل پر گرفت کرتے ہیں تو وہ بر بنائے اخلاص اور الدین النصیحہ کی بنیاد پر ہے۔جو خالص نیک نیتی اور جذبہ سنت کے تحت ہوتا ہے،حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی ہم سب کے واجب الاحترام عالم باعمل ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حق کہنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری نے اس سوال کے جواب میں کہ ''آپ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کی تعریف کرتے ہیں جبکہ وہ بعض اوقات آپ کے خلاف لکھتے ہیں''۔فرمایا''خدا کا شکر ہے کہ ابھی کچھ لوگ ہمیں غلط بات پر ٹوکنے والے ہیں''۔

صاجبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے دوران گفتگو یہ الفاظ کہے کہ ''مولانا محمد صادق صاحب ہمارے شرعی لباس سے اس لئے گرد جھاڑتے رہتے ہیں کہ ہم آخرت کی بازپرس سے بچ جائیں''۔

شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا''مجھے اس جنے (ابوداؤد محمد صادق) سے اس لئے پیار ہے کہ وہ حق بات میں منصب دیکھے بغیر ہر کسی کی گردن ناپتا ہے۔

حرف آخر جید علماء اہلسنّت کے بیانات جو انہوں نے حضرت حاجی صاحب کی حق گوئی کے متعلق کہے پوری کتاب کا تقاضا کرتے ہیں۔جنہیں ہم نے کسی دوسری فرصت کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

سردست ہم مولوی غلام فرید صاحب اوران کے برادران کوصرف یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ:

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

اور یہ کہ وہ اپنے ذہن میں راسخ کرلیں کہ صادق ہیں اپنے قول میں صادق خدا گواہ۔ کہتے ہیں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں انہیں نیز یہ حقیقت باور کرلیں۔

ہوا ہے گو تندو تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہے ہیں

یہ مرد درویش جن کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

آپ پر حسن اعتماد کرتے ہوئے مان لیتے ہیں کہ آپ آئندہ کبھی ان کے مخالفین کی صفوں میں جا شامل نہیں ہوں گے بلکہ اس گئے گزرے دور میں ان کے دست بازو بنیں گے۔ اس یقین کے ساتھ کہ حضرت حاجی صاحب سے اپنے خفا ہوں یا بیگانے ناخوش وہ زہر ہلاہل قند قرار نہیں دیں گے آخر میں ہمارے دعا ہے کہ مولیٰ کریم شر پسندوں اور حاسدین کو ہدایت نصیب فرمائے اور حضرت مولانا الحاج ابوداوٗد محمد صادق صاحب کو ہمیشہ حفظ وامان میں رکھے۔ استقامت سے نوزے اور عمر وصحت وعلم عمل میں برکات عطا فرمائے۔ (آمین)

نوٹ: اس تحریر کی تیاری میں جن جن احباب نے معلومات فراہم کیں میں ان کا مشکور ہوں۔

بسلسلہ "ڈھول کا پول" ایک ضروری وضاحت

﴿۞﴾ گوجرانوالہ بتاریخ ۱۳ جمادی الاولیٰ مطابق ۱۶ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل مولانا ابوالطاہر محمد عبدالعزیز چشتی، مولانا ابوالریاض محمد غلام فرید ہزاروی، مولانا علامہ محمد شریف ہزاروی، مولانا محمد سعید احمد مجددی، مولانا محمد مجیب الرحمٰن ہزاروی، مولانا محمد شریف صدیقی اور مولانا محمد آصف اویسی، مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی کے پاس ان کے ہاں تشریف لائے اور کتاب "ڈھول کا پول" کی اشاعت اور اس میں نام نہاد رسالہ "العلماء" لاہور کا ایک قبیح مضمون شائع کرنے پر غور وخوض اور تبادلہ خیال کیا گیا اور متفقہ مشورہ سے مولانا غلام فرید ہزاروی اور مولانا محمد مجیب الرحمٰن ہزاروی کی طرف سے حسب ذیل تحریر لکھی گئی ﴿۞﴾ "ہماری طرف سے شائع کردہ کتاب "ڈھول کا پول" میں رسالہ "العلماء" لاہور کے حوالہ سے جو مضمون شائع ہوا ہے اور اس میں مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب کے خلاف جو شدید توہین آمیز الفاظ اور گالیاں لکھی گئی ہیں بالخصوص معاذ اللہ ثم معاذ اللہ انہیں یہودیوں کا ایجنٹ اور اپنے متعلق نبی و پیغمبر ہونے کا تصور دلانے والا اور حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) جیسے حضرات پر کفر وضلالت کا فتویٰ لگانے والا قرار دیا گیا ہے ﴿۞﴾ ہمیں اس پر سخت اذیت و پریشانی محسوس ہوئی ہے اور کتاب میں اس کی اشاعت کرنے پر ہم بخلوص قلب بارگاہ الٰہی میں تائب ہوتے ہیں اور مولانا ابوداؤد صاحب سے معذرت خواہ ہیں جن حضرات کو ہماری کتاب کی اشاعت سے غلط فہمی اور پریشانی ہوئی ہے، انہیں بھی اب اس تاثر کو ذہن وقلب سے نکال دینا چاہیئے چونکہ علماء کرام کی توہین شرعاً کفر ہے بنابریں یہ تحریر لکھ دی گئی ہے"

دستخط غلام فرید، دستخط محمد مجیب الرحمٰن

﴿۞﴾ مولانا غلام فرید ہزاروی صاحب نے مولانا ابوداؤد صاحب کے نام اپنے ایک مکتوب میں مزید لکھا ہے کہ "جناب الحاج مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ! مختصراً عرض کرتا ہوں کہ ہم رسالہ "العلماء" اور انجمن سرفروشاں کے جتنے بیہودہ اور قبیح الفاظ ومضامین ہیں سب کی آپ سے نفی کرتے ہیں۔ کہاں یہ مغلطات اور کہاں آپ کے متعلق ہمارے

پاکیزہ خیالات خادم دین متین، عالم باعمل مجاہد اہلسنّت، مبلغ اسلام سمجھنا ہزار اختلافات سہی وہ کلمات خبیثہ قطعاً نہ ہمارے، نہ ہمارے متعلقین کے ہیں۔ ہم ان کلمات کی اپنی طرف سے تردید و تغلیط کرتے ہیں۔ جو کچھ ہوا کسی صورت نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ (ملخصاً)

صدر جمعیت علماء مولانا شاہ احمد نورانی نے فرمایا: ''۱۴ ستمبر ۱۹۸۹ء بوقت شب شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں عظیم الشان نظام مصطفیٰ کانفرنس میں شرکت کی سعادت میسر ہوئی، صبح کو حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کے خلاف ایک اشتہار دیکھ کر بہت افسوس اور قلبی صدمہ ہوا۔ یہ اشتہار حضرت مولانا موصوف کے خلاف بغض و حسد اور نفسیانیت پر مبنی ہے یہ سب کو معلوم ہے کہ مولانا موصوف مجھ سے یا کسی سے اختلاف رائے یا دینی معاملہ میں تساہل یا لغزش پر گرفت کرتے ہیں تو وہ بر بنائے اخلاص اور الدین النصیحة کی بنیاد پر ہے جو خالص نیک نیتی اور جذبہ سنیت کے تحت ہوتا ہے۔

حضرت مولانا ابوداؤد مدظلہ العالی ہم سب کے واجب الاحترام عالم باعمل ہیں۔ مولا تعالیٰ ہم سب کو حق کہنے اور سننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔ (شاہ احمد نورانی صدیقی غفرلہٗ)

حرفِ آخر: (طاہر القادری اپنے استاد محترم علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی کی نظر میں)

غزالیٔ زماں: علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے پروفیسر صاحب کے ردّ میں اپنی مستقل تصنیف (اسلام میں عورت کی دیت) میں اجماع امت کی خلاف ورزی پر پروفیسر صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ ''عورت کی نصف دیت پر صحابہ کرام و تابعین عظام کا اجماع سکوتی ہے...... ائمہ اربعہ اور ان کے سب متبعین بلکہ تمام محدثین عورت کی نصف دیت پر متفق ہیں......ان کا انکار بہت بڑی جسارت سواد اعظم سے خروج بلکہ صراط مستقیم سے انحراف ہوگا۔ صحابہ کے اجماع سکوتی کے انکار کرنے والے کو علماء نے ضال (یعنی گمراہ) قرار دیا ہے''۔

معلوم ہوا: کہ طاہر القادری صاحب عورت کی پوری دیت کا خود ساختہ دعویٰ کر کے اپنی اتنی بڑی جسارت کے باعث سواد اعظم سے خروج اور صراط مستقیم سے انحراف کر کے گمراہ ہو چکے ہیں۔ والعیاذ باللہ

غزالی زماں کا بائیکاٹ: صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی کی زیرادارت شائع ہونے والے ماہنامہ ''السعید'' ملتان ص ۷،۸ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں علامہ شبیر احمد ہاشمی نے لکھا ہے کہ ''پروفیسر طاہر القادری نے فتویٰ دیا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مساوی ہے۔ حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل اور براہین سے مساوی دیت کا رد فرمایا اور (عورت کی) نصف دیت کے انکار کو گمراہی قرار دیا اور طاہر القادری صاحب کے اپنے دارالعلوم انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ میں آمد (شرکت) پر پابندی لگادی''۔

تاریخی کیسٹ: حقیقت کا اندازہ لگانے کیلئے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ کے ان خیالات سے بھی آگاہ ہوں جو آپ نے طاہر القادری کی آخری ملاقات کے بعد دوران تدریس طلباء کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے فرمائے تھے فرمایا ''وہ سمجھتا ہے کہ میرے سوا نہ کسی کے پاس علم ہے اور نہ کسی کے پاس عقل ہے اسے عنقریب اپنی انانیت کا پتہ چل جائے گا۔ ارے ظالم! تو کم از کم اتنا ہی خیال کر کہ تو نے اپنی ایک استادی کی نسبت میرے ساتھ قائم کی ہے۔ وہ انانیت سے بھرا ہوا ہے، انتہائی متکبر ہے وہ تو کہتا ہے کہ میں نہ صرف دیابنہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں بلکہ یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ ان کا عقیدہ کفریہ نہیں ہے بہرحال وہ میرے پاس آیا تھا میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ آئندہ میرے پاس مت آنا، مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ جب کسی کے پاس آئے تو انسانیت کے ساتھ آئے۔ لیکن وہ تو طاغوت بن کر آتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں کسی کی بات نہیں مانوں گا۔ ہر کوئی میری بات مانے۔ میں سمجھتا ہوں یہ گمراہ ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ ''البر'' لاہور۔ اگست ۱۹۹۵ء مضمون کیسٹ غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی)

مناظر اسلام مولانا محمد سعید اسعد (فیصل آباد) نے فرمایا ہے کہ ''اہلسنّت و جماعت کو ہر طرف سے نقصان پہنچانے کیلئے سازشیں کی جارہی ہیں۔ پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب کی وجہ سے بھی اہلسنّت و جماعت کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ مسئلہ دیت پر جمہور سے اختلاف، بدمذہبوں کے پیچھے نماز کی ادائیگی جیسے مسائل کی وجہ سے وہ اہلسنّت سے اختلاف تو رکھتے ہی تھے اب

تو انہوں نے علماء و مشائخ سے (امام الوہابیہ) ابن تیمیہ کا کردار زندہ وادا کرنے کی بھی اپیل کر دی ہے حالانکہ ابن تیمیہ نبی اقدس ﷺ کے توسل کا بھی منکر ہے اور روضہ اطہر کی زیارت کی نیت سے سفر کو بھی حرام قرار دیتا ہے۔ کاش! پروفیسر صاحب ابن تیمیہ کے متعلق درس نظامی کے نصاب میں شامل ''تفسیر جلالین'' کا حاشیہ ہی پڑھ لیتے۔ ﴿﴾ جس میں ''تفسیر صاوی'' کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''بیک وقت تین طلاق کو ایک رجعی طلاق دینے پر آئمہ حنابلہ نے بھی اس کا رڈ کیا ہے اور علماء نے ابن تیمیہ کو ضال و مضل قرار دیا ہے یعنی خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا (جیسا کہ نجدی وہابی ٹولہ کو اس نے گمراہ کیا ہے) (تفسیر جلالین ص ۳۵، اصح المطابع کراچی)

پروفیسر طاہر القادری کہاں سے کہاں تک پہنچ گئے

پروفیسر طاہر القادری کی لفاظی و چرب زبانی ابن الوقتی اور کذب بیانی پر مشتمل فتنہ انگیز خطابت نے جس طرح انہیں شہرت کی بلندی پر پہنچایا اسی طرح ان کی خطابت پے در پے ان کی گمراہی وغرور و بدنامی کا بھی باعث بن گئی ﴿﴾ پہلے انہوں نابغہ عصر اور یگانہ روزگار بننے کے زعم میں عورت کی نصف دیت کے مسئلہ پر اجماعِ امت سے بغاوت کی۔ اس پر غزالیٔ زماں علامہ احمد سعید کاظمی استاذ الاساتذہ علامہ عطا محمد بندیالوی استاذ العلماء علامہ محمد عبداللہ قصوری رحمۃ اللہ علیہم جیسے علماء اہلسنّت نے پروفیسر طاہر القادری کے رد میں اپنی مستقل تصانیف میں اور استاذ العلماء علامہ مفتی محمد حسین نعیمی و محسن اہلسنّت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، فخر العلماء علامہ مفتی تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہم جیسے کثیر التعداد علماء اہلسنّت نے پروفیسر طاہر القادری کی گمراہی پر انہیں تنبیہ فرمائی اور توجہ و رجوع کی طرف دعوت دی بلکہ علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے ان کی پے در پے سرکشی کی بناء پر انہیں طاغوت قرار دیا لیکن پروفیسر صاحب کے کان پر جوں نہ رینگی ﴿﴾ اجماع امت کی حد بندی توڑنے کے بعد وہ مسلسل شرعی و اخلاقی حد بندیاں توڑتے چلے گئے اور پروفیسر صاحب حرام و حلال جائز و ناجائز، محرم نامحرم پردہ وحیا کی شرعی و اخلاقی حدود پامال کرتے چلے گئے۔ جس کی تفصیل کیلئے کتاب لاجواب ''خطرہ کی گھنٹی'' ﴿﴾ ۴۴۰ صفحات کی کتاب ''متنازعہ ترین شخصیت''

﴿﴾ اور کتاب شیطان یا فرشتہ میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔اور پروفیسر طاہر القادری کی پراسرار شخصیت کے کردار وپے درپے قلابازیوں کا مشاہدہ فرما سکتے ہیں اور اپنے علم وانصاف کی روشنی میں اس فتنہ انگیز شخص کے متعلق خود ہی صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں اس سلسلہ میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ میل ملاقات ومصافحہ بازی کے واقعات وتصاویر خصوصی توجہ کا باعث ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون

منہاج القرآن: پروفیسر صاحب کے خصوصی آرگن ماہنامہ منہاج القرآن نے ستمبر ۲۰۰۳ء کی اشاعت میں ان کے متعلق خصوصی انکشافات کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس دور کا مجدد الف ثانی طاہر القادری ہے۔﴿﴾ طاہر القادری شاہ ولی اللہ ہے بلکہ ایک سبب سے طاہر القادری شاہ ولی اللہ پر فوقیت لے گیا ہے''۔

☆ میرے دور کا مجدد الف ثانی بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا شاہ ولی اللہ بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا ابن جوزی بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا شیخ عبدالقادر جیلانی بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا رازی بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا غزالی بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا اویس بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا ابوبکر صدیق بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا فاروق اعظم بھی یہی ہے۔

☆ میرے دور کا عثمان غنی بھی یہی ہے۔

☆ علمی مقام میں طاہر القادری کسی طرح بھی محدث دہلوی سے کم نہیں......

☆ پوری مجدد الف ثانی کی جھلک ہے، پورے شیخ عبدالقادر جیلانی کی گرج وہ طاہر القادری ہے

☆ مجدد الف ثانی بھی قطب الارشاد تھے......دور حاضر کا طاہر القادری بھی قطب الارشاد ہے۔

☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ ولایت میں جو مقام مجدد الف ثانی کے پاس تھا وہی مقام آج طاہر القادری کے پاس بھی ہے

☆ میں نے اگر طاہر القادری کو مجدد کہا تو کیا ہوا؟ ابوبکر کہا تھا تو کیا ہوا؟

☆ جو سچائی صدیق اکبر میں تھی وہی سچائی طاہر القادری میں بھی ہے، میں نے تو صرف مجدد کہا تھا میرے نبی کے الفاظ سنئے۔

''علماء اُمتی کا انبیاء بنی اسرائیل''

☆ کہ میری امت کے علماء، وقت کے موسیٰ ہیں۔

☆ وقت کے عیسیٰ ہیں، وقت کے داؤد ہیں۔

مجھے کہنے دیجئے کہ اگر میرے مصطفیٰ کی حدیث سچی ہے تو

☆ میرا طاہر القادری وقت کا موسیٰ بھی ہے جو فرعونوں کو للکارتا ہے

☆ میرا طاہر القادری وقت کا عیسیٰ بھی ہے جو مردہ دلوں میں روح پھونکتا ہے۔

☆ وہ وقت کا داؤد بھی ہے جو نعت توحید سے کافروں کو للکارتا ہے۔

﴿۞﴾ رب کی طرف سے اس کے دل پر القا ہوتا ہے ﴿۞﴾ اور انقلابی ہوتا ہے ﴿۞﴾ پہلے دو سو سال سے اس طرح قرآن کسی نے نہیں سکھایا ﴿۞﴾ یہاں قرآن کو پڑھا نہیں جاتا بلکہ قرآن یہاں بولتا ہے۔ ﴿۞﴾ قیادت کے دل پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور فرشتوں کے ذریعے اللہ الہام کرتا ہے ﴿۞﴾ طاہر القادری نے وہ قرآن سنایا کہ جس سے مردہ دل بھی زندہ ہو گئے ﴿۞﴾ طاہر القادری نے وہ قرآن میں غوطہ زنی کی کہ خود قرآن ہو گئے۔ (ماہنامہ منہاج القرآن لاہور ستمبر ۲۰۰۳ء)

پس منظر مذکورہ اقتباسات جن میں طاہر القادری کو ایک سے ایک بڑھ کر لقب وعہدہ دیا گیا اور ''منہاج القرآن'' میں شائع کیا گیا ہے اور اسے خلفاء راشدین واکابر اولیاء امت حتیٰ کہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم السلام ورضی اللہ عنہم کے القاب واسماء مبارکہ سے موسوم کیا گیا ہے اور حفظ مراتب وفرق درجات کی تمام حد بندیاں توڑ کر طاہر القادری کیلئے غلو ومبالغہ کی انتہا در انتہا کر دی گئی ہے ﴿۞﴾ طاہر القادری نے اپنے خصوصی ترجمان ''منہاج القرآن'' میں یہ سب کچھ جو شائع کیا اور

چھپوایا ہے یہ سب اقتباسات طاہر القادری کے سابق محبوب اور حالیہ معتوب عصمت گیلانی کے خطبات وتاثرات سے نقل کئے گئے ہیں۔ جسے طاہر القادری نے محفوظ کرار کھا تھا لیکن ایک حالیہ حادثہ یعنی عصمت گیلانی کے استعفیٰ سے طاہر القادری نے نہایت بدحواس اور مغلوب الغضب ہو کر انہیں اپنے خصوصی ترجمان رسالہ میں شائع کرایا تا کہ استعفیٰ کے اثرات والزامات کا کچھ ازالہ کیا جا سکے۔ لیکن ظالم نے اپنے تحفظ کیلئے اتنا بھی نہیں سوچا کہ استعفیٰ کے الزامات واثرات سے کہیں بڑھ کر مذکورہ اقتباسات سے طاہر القادری کی نقاب کشائی روسیاہی اور جگ ہنسائی ہوگی۔

سچ ہے۔ ع......خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے۔

شاید ایسے ہی احمقوں نالائقوں اور بے ادبوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ

ع......چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور ع......کیا پدی کیا پدی کا شوربہ

منہاج القرآن: کے مذکورہ اقتباسات محتاج تبصرہ نہیں۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ غرور وتکبر کا پتلا طاہر القادری خود کو کیا سمجھتا ہے کیا کہلوانا چاہتا ہے اور کیا تاثر دینا چاہتا ہے اور اپنے اندھے مقلدین کو کیا کچھ منوانا چاہتا ہے؟ ❁ مذکورہ اقتباسات ہر سنی مسلمان، علماء کرام اور طاہر القادری کے اندھے بہرے پیروکاروں کیلئے دعوت فکر ہیں۔

سلف صالحین پیچھے رہ گئے
صدیق اور فاروق ہیں اب ہم قدم
عیسیٰ و موسیٰ تو طاہر بن چکے
قادیانیت ہے بس اگلا قدم

☆☆=====================☆☆